بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِقْتِبَاسِ مَقَالَہ

حقیقتِ ترکِ دُنیا

اسلامک ریسرچ ہوم

نزد دیوڑھی سرور جنگ نمبر مکان ۲۵۳-۴-۱۶ چنچل گوڑہ حیدرآباد۔ آندھرا
پردیش ۵۰۰۰۲۵۴ انڈیا۔ مطبوعہ اعجاز پرنٹنگ پریس۔ حیدرآباد اے۔پی۔

کتابت :- فقیر الحقیر سید سعید الحق شاہینؔ تشریف اللّٰہی غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

افضل العلماء حضرت مولانا سید نجم الدین صاحب

صدر مجلس علمائے مہدویہ ہند

الحمد للہ علیٰ نعمائہٖ و الصلوٰۃ و السلام علی خاتم انبیائہٖ و علیٰ خاتم اولیائہٖ وعلیٰ آلھما و اصحابھما اجمعین ہ

میں نے جناب سید دلاور علی صاحب کی مؤلفہ کتاب " حقیقتِ ترکِ دنیا" دیکھی ، جس میں ترکِ دنیا کے مفہوم و مطلب کو سمجھانے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے ، اور اولیائے کرام کی گفتار و کردار کو گروہِ مہدویہ کی ترکِ دنیا سے ہم آہنگ کر کے ثابت کیا گیا ہے کی مہدویہ کی مصطلحہ ترکِ دنیا، مہدویہ سے مختص نہیں ۔ بلکہ امتِ محمدیہؐ کے صدہا اولیاء و اصفیا نے اس پر عمل فرمایا ہے، اگرچہ لائق مولف نے ترکِ دنیا کے متعلقات اور اس کے مالہٗ و ماعلیہ سے کتاب کے مختلف مقامات پر کافی بحث کی ہے لیکن کتاب پڑھنے سے پہلے ترکِ دنیا کی غرض و غایت کو بیک نظر سمجھنے

کے لئے اولاً اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ (1) دنیا کس کو کہتے ہیں ۔ (2) اور ترکِ دنیا کا معنی و مطلب کیا ہے ۔

دنیا "دُ نُو" سے مشتق ہے جس کے معنی نزدیکی کے ہیں، اِسی وجہ سے ہماری اس حیات و زندگی کو جو فنا ہوجانے والی ہے ۔ "حیوٰۃ دنیا" اور موت کے بعد جس عالم سے ہم متعلق ہو جاتے ہیں اس کو آخرت کہتے ہیں، اور اسی **قُرب و بُعد** کی وجہ سے دنیا کا اطلاق آخرت کے مقابل ہوتا اور دنیا و آخرت کہا جاتا ہے ۔ خدائے تعالٰی فرماتا ہے:-

اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِیۡنَ ۝ (سورۃ آل عمران 22)

یعنی " یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں حبط ہوگئے اور ان کا کوئی مدد گار نہیں ہے ۔"

اِسی طرح ایک جگہ فرماتا ہے:-

وَ ذَرِالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا دِیۡنَهُمۡ لَعِبًا وَّ لَهۡوًا وَّ غَرَّتۡهُمُ الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَا ۔۔ الخ (سورۃ الانعام 70)

یعنے " ان لوگوں کو چھوڑو جنھوں نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا لیا اور ان کو حیاتِ دنیا نے مغرور کردیا۔"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ دین و آخرت کے سوا جو کچھ ہے وہ دنیا ہے، یعنے ہمارے تمام اعمال و افعال جو اس حیاتِ دنیا میں ہم سے صادر ہوتے ہیں ان کی دو صورتیں ہیں اگر وہ صرف ہماری اس فانی دنیا سے متعلق ہیں اور ان میں کوئی دینی و اخروی غرض نہیں ہوتی تو وہ اعمال دنیوی ہیں اگر ہمارے اعمال کا تعلق دین سے یا آخرت سے ہوتا ہے مثلاً خالص عبادت جو محض **"لِلّٰہِ فِی اللہ"** ہوتی ہے جس میں کوئی دنیوی غرض شامل نہیں ہوتی ان کو اعمالِ اخروی یا اعمالِ دینی کہا جاتا ہے لیکن یاد رہے کہ بعض اعمال و افعال جو بظاہر ہماری اس حیاتِ فانی سے متعلق ہونے کے باوجود کسی دینی نیت پر مبنی ہیں تو ان کو ظاہراً دنیوی اور باطناً اخروی کہا جاسکتا ہے اس کو ایک مثال سے یوں سمجھنا

چاہیئے کہ ہم نے گھر میں روشن دان روشنی کے لئے رکھا لیکن یہ نیت بھی رہی کہ اس سے اذاں کی آواز بھی آتی رہے تو یہ عمل بھی بیک جہت دینی اور باعثِ اجر و ثواب ہے۔

حضرت ختمی مرتبت علیہ افضل السلام والتحیۃ نے کیا بہترین فیصلہ فرمایاکہ "الدنیا ملعونۃٍ وملعونہ‘ما فیھا الا ماکان للہ" یعنے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ملعون ہے مگر اس دنیا میں جو کچھ اللہ کے لئے ہے ملعون نہیں ہے، یہی وہ نکتہ ہے جس کی وجہ سے بعض اہلِ حق نے فرمایاکہ "ماسوی اللہ" کا نام "دنیا" ہے، بعض نے خدا سے غافل ہونے کو دنیا کہا ہے جیسے مولانا رومؒ نے فرمایا:۔

چِیست دُنْیَا اَزْخُدَا غَافِلْ بُدَنْ * نَے قَمَاشْ ونُقْرَہ‘ وفَرْزَنْد وزَنْ**

یعنے" بیوی، بچے اور مال و متاع عینِ دنیا نہیں بلکہ متاعِ دنیا غفلت کے اسباب ہیں"

خدا سے غفلت کا نام اگر دنیا ہے تو غفلت کے مختلف مدارج ہیں اور غفلت کا انتہائی درجہ ہماری ہستی و خودی کا باقی رہ جاتا ہے اِسی واسطے ہستی و خودی کو بھی دنیا کہا جاتا ہے۔

یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ "الدنیا نفسک اذا افنیتھا فلا دنیا لک" یعنے تیرے نفس کا یا بالفاظِ دیگر تیری ہستی و خودی کا نام دنیا ہے، جب تو اس کو فنا کر دیگا تو پھر تیرے لئے دنیا نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کے فنائے ہستی و خودی کے بعد تو جو کچھ کہے گا اور کرے گا وہ دین ہی دین ہے۔

تمام اسلامی احکامات اور تعلیمات کا ماخذ قرآنِ مجید اور احادیثِ شریفہ ہیں، خدائے تعالیٰ کے ارشادات اور رسول اللہ ﷺ کے فرمودات سے جو بات ثابت ہو وہ ہر مسلمان کے لئے واجب العتقاد اور واجب العمل ہے، دنیا کے تعلق سے آیات و احادیث میں کیا صراحت ملتی ہے اس کا ضروری اقتباس مولف صاحب نے کتابِ ہذا کے صفحہ (١٠)

سے (18) تک درج کردیا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے ان آیات واحادیث میں دنیا کی مذمت کے سوا دنیا سے رغبت رکھنے اوراس کے طالب کا کوئی حکم نہیں ملتا۔

یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اہلِ سنت کے دو بڑے گروہ ہیں، ایک متکلمین، دوسرے محققین، جن کو اولیائے کرام اور صوفیائے عظام بھی کہا جاتا ہے، ان دونوں کا ماخذ آیاتِ قرآنی اور احادیثِ رسالت پناہی ہے لیکن طریقۂ استدلال علٰحدہ ہے اور اصطلاحات جدا جدا ہیں، ان سے واقف ہوئے بغیر ان پر اعتراض کرنے کی غلطی نہیں کرنی چاہیئے۔ چنانچہ ترکِ دنیا کو رہبانیۃ سمجھنا بھی اسی غلطی کا نتیجہ ہے۔

کتابِ ہذا میں جس قدر آیات واحادیث ذکر کئے گئے ہیں ان سے ترکِ دنیا کے معنی بالکل صاف اور واضح ہو جاتے ہیں۔ متکلمین کے اصول پر دنیا کا ارادہ نہ کرنا، اُس کو پسند نہ کرنا، آخرت پر دنیا کو ترجیح نہ دینا، دنیا سے محبت نہ رکھنا، دنیا پر مغرور نہ ہونا، دنیا سے مطمئن نہ ہوجانا، دنیا پر مغرور ہوکر دین کو لہو ولعب نہ بنانا۔ یہ سب ترکِ دنیا کی مختلف صورتیں ہیں۔ محققین کے اصول پر "ماسویٰ اللہ" کا نام دنیا ہے تو "ماسویٰ اللہ" کو ترک کرنا، ترکِ دنیا ہے۔ خدا سے غافل ہونا، دنیا ہے تو ترکِ غفلت، ترکِ دنیا ہے۔ اِسی کی طرف خدائے تعالٰی اشارہ فرما رہا ہے:- "وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ" تم غافلین سے نہ ہوجاؤ۔ اگر خودی و ہستی دنیا ہے تو ترکِ ہستی وخودی کا نام ترکِ دنیا ہے۔

اس امر کو فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ ترکِ دنیا کو رہبانیۃ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مولف صاحب نے اپنے عرضِ حال میں ص4 پر اس پر مناسب گفتگو کی ہے۔ مزید وضاحت یہ ہے کہ فطری قوتوں کو معطل کردینا، کسی عضو کو بے حس و بے کار کردینا، خصی وغیرہ ہوجانا رہبانیۃ ہے لیکن اپنی فطری قوتوں کو جائز طریقہ سے استعمال کرنا اور ناجائز طریقوں سے پرہیز کرنا، دنیا کو ہیچ اور دین کو اہم سمجھنا، دنیوی زینت و آسائش سے یکسو ہوکر، اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل

کرنے کے لئے عبادت و ریاضت میں مشغول رہنا رہبانیۃ نہیں بلکہ علمائے متکلمین کی اصطلاح میں اس کو زہد فی الدنیا کہتے ہیں ۔ مہدویہ کے پاس بھی رہبانیۃ ناجائز ہے ۔ **" ولا رہبانیۃ فی الاسلام "** کے سب سے زیادہ عامل و معتقد ہیں، پس ہمارے نزدیک ترکِ دنیا کا حقیقی مفہوم متکلمین یا اہلِ شرع کی اصطلاح میں زہد فی الدنیا ہے اور محققین کی اصطلاح کے موافق اس کے معنی ترکِ غفلت اور ترکِ ہستی و خودی کے ہیں جس کے بغیر وصول الی اللہ ممکن نہیں ہے ۔

بعض لوگوں نے ترکِ دنیا کا معنیٰ و مطلب سمجھے بغیر ترکِ دنیا کو رہبانیۃ سمجھا جو نہ صرف مہدویہ کے پاس فرض ہے بلکہ یدوِعالم سے ہر پیغمبر دنیا سے نفرت دلانے کے لئے مبعوث ہوا۔ سرورِ کائنات علیہ التحیۃ و التسلیمات منصبِ نبوت پر فائز ہونے کے بعد تبلیغِ دین ، اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہے اور اپنے ضروریات کو خدا پر سونپ دیا تھا، تجارت و زراعت میں مصروف تھے نہ ملازمت میں ، نہ کسی پیشہ سے سروکار تھا، غرض پوری حیاتِ طیبہ تک دنیا سے الگ تھلگ رہے اور **" مالی وللدنیا "** (مجھے دنیا سے کیا واسطہ) فرمایا۔ خلفائے راشدین کا ہر قدم للہیت پر اٹھا اور وہ دین ہی دین تھا، اگر کسی صحابی کے پاس مال و متاع زیادہ تھا تو دنیائے محمود اور دنیائے مذموم کے فرق کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے، ان کا مال ان کا زادِ آخرت تھا۔ خلافتِ راشدہ کے بعد جب مذہب اور سیاست الگ الگ ہوگئے تو خالص طالبانِ خدا کی ایک جماعت جن کو ہم اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کے نام سے اپنا رہبر و رہنما سمجھتے ہیں اِسی ترکِ دنیا پر گامزن رہی اور خدا رسی کے لئے یہ ان کا مخصوص طریقہ تھا۔ کیا کوئی مسلمان بھی اس کو غیر اسلامی ، شریعت کے خلاف اور رہبانیۃ سے تعبیر کرنے کی جراءت کر سکتا ہے ؟

خداتعالےٰ نے تو آیۂ کریمہ " فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝(سورۃ الکھف 110) " (جو اپنے پروردگار کے دیدار کا آرزومند ہے تو اس کو چاہیئے کہ عملِ صالح کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے) میں اپنے دیدار کو عملِ صالح پر موقوف فرمایا ہے۔ امام خیرالانام داعی الی اللہ خلیفتہ اللہ امامِ آخر الزماں حضرت مہدیٔ موعود علیہ السلام نے بحکمِ خدا ارشاد فرمایا کہ عملِ صالح سے ترکِ ہستی و خودی مراد ہے اِسی کا نام ترکِ دنیا ہے۔ لہذا ترکِ دنیا کی اس حقیقت کو سمجھنے کے بعد آثار و علاماتِ ترکِ دنیا میں یہ بہترین کتاب اور بیش بہا معلومات کا خزانہ ہے۔

غرض پوری کتاب قابلِ مطالعہ اور لائق مولف، قابلِ مبارک باد ہیں۔

امرقوم 9/ شعبان المعظم 1396ھ جمعہ

فقیر سید نجم الدین

صدر مجلسِ علمائے مہدویہ ہند

تقریظ

حضرت مولانا الحاج ابو رشید سید خدا بخش صاحب رشدی اسحاقی

صدر و دارالاشاعت تفسیرِ قرآن وکتبِ سلف الصالحین جمیعۃ مہدویہ

مقالۂ حقیقتِ ترکِ دنیا مؤلفہ مولوی سید دلاور علی صاحب دلاوری مہدوی کو یہ فقیر اول سے آخر تک دیکھا۔ دو حصوں[1] میں بے شمار جواہر پارے جمع کردیئے ہیں ۔ خدائے تعالیٰ مہدوی بھائیوں کو پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق دے، اور سب ناظرین، شایقین کو حق پسندی، انصاف کی توفیق مرحمت فرمائے ۔ فقط

المرقوم 20/ ماہِ شعبان المعظم 1395ھ　　　　راقم

فقیر سید خدا بخش رشدی اسحاقی مہدوی کان اللہ لہٗ

1ء تفصیلی مقالۂ حقیقتِ ترکِ دنیا مشتمل بہ (700) صفحات حضرت قبلہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا

تقریظ

مولوی سید محمد صاحب (قدیری) ایم-اے

ریڈر شعبۂ اُردو جامعہ عثمانیہ (وظیفہ یاب) ونائبِ صدر امتحانات ادارۂ ادبیاتِ اُردو

حکومتِ آندھرا پردیش حیدرآباد (انڈیا)

مولوی سید دلاور علی صاحب نے حقیقتِ ترکِ دنیا کے موضوع پر ایک بہت سیر حاصل مقالہ سپردِ قلم کیا، جس کو مختصر کر کے اقتباسِ مقالۂ حقیقتِ ترکِ دنیا کے نام سے شائع کیا ہے ۔ میں نے اس کا تفصیلی مطالعہ کیا، اس مقالے کی تالیف میں انھوں نے قرآنِ پاک اور احادیثِ نبوی ﷺ کی تعلیمات اور صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کے ملفوظات ، ارشادات اور اقوال کا بنظرِ غائر مطالعہ کر کے عنوانِ کتاب سے متعلق تمام ہدایات ، آراء و خیالات کو یکجا کردیا ہے ۔ انھوں نے نویں صدی ہجری سے پہلے کے تمام اکابر صوفیا کے خیالات کا جو دنیا اور اس کی کیفیات کے بارے میں ہے بڑی خوبی سے احاطہ کیا ہے ، اور ایسے ایسے زرّین اقوال ان بزرگوں کے نقل کئے ہیں جن سے ان کی بلند نظریں اور عالی ہمتی کے ساتھ دنیا کی بے ثباتی اور اس کی اصل حقیقت واضح ہوجاتی ہے ۔ مولانائے رومؒ

نے ایک مقام پر دو مصرعوں میں دنیا کی حقیقت اور اس کے ترک کرنے کی نسبت کیسے بلیغ انداز میں پیش فرمایا ہے:-

چیست دنیا از خدا غافل بودن **** نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

ہم دو روزہ دنیا کے پیچھے ایسے گرفتار ہیں کہ گویا ہمیں ہمیشہ یہیں رہنا ہے، حالانکہ ہم دن رات دیکھتے ہیں کہ لوگ مرتے رہتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ہمیں بھی ایک نہ ایک دن مرنا اور اس دنیا کو چھوڑنا ہے ، باوجود اس علم کے ہم سراسر دنیا میں منہمک رہتے ہیں اور خدائے تعالیٰ ہمیں جس مقصد کی تکمیل کے لئے پیدا فرمایا ہے اس کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں ، اگر کوئی اس دنیاداری کے خلاف نعرہ بلند کرتا ہے اور تقویٰ و توکل اختیار کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے تو **"لا رہبانیۃ فی الاسلام"** کہہ کر اس کے ماننے سے گریز کرتے ہیں ، مسلمان وہ نہیں جو دنیا کے پیچھے دوڑے بلکہ مسلمان وہ ہے جس کے پیچھے دنیا دوڑے۔

مولوی سید دلاور علی صاحب کو خدائے تعالیٰ جزائے خیر دے کے انھوں نے وقت کی اس اہم ضرورت کو محسوس کیا اور بڑی محنت اور کاوش سے تحقیقاتِ علمیہ کے تمام منازل طئے کر کے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور حقِ تحقیق ادا کردیا۔

خدائے تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس بے بہا موعظمت سے مستفید ہوں اور دنیا کے لئے صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک سرگرداں رہنے کے بجائے دنیا کے ساتھ بے ضرورت تعلق سے گریز کر کے اپنی عاقبت کی فکر کریں ۔

فقط

سید محمد قدیری

(ایم اے۔ ریڈر شعبۂ اُردو جامعہ عثمانیہ (وظیفہ یاب)

مخفی مبادکہ ان دنوں میں موذی مرضِ ذیابطیس ، عارضۂ قلب وبلڈ پریشر سے فریش تھا، بدیں وجہ مقالۂ ہذا کی اشاعت میں تاخیر ہوئی۔

مُقَدَّمَہ

از

اسعد العماء حضرت مولانا ابو سعید سید محمود

بانی و معتمدِ مجلسِ علماء مہدویہ ہند

مُبَسمِلاًوَّ مُحَمِّدًا وَّ مُصَلِّیًا

جناب مولوی سید دلاور علی صاحب کی ایک ضخیم کتاب "حقیقتِ ترکِ دنیا" اس فقیر کی نظر سے گذری تھی، ایک عرصہ کے بعد، "اقتباسِ مقالۂ حقیقتِ ترکِ دنیا" کے نام سے ایک اور مقالہ مطبوعہ نظر سے گذرا جو (104) صفحات پر مشتمل ہے۔ اس فقیر کی یہ مختصر تحریر، اسی موخرالذکر مقالہ سے متعلق ہے۔ مولف صاحب کا یہ جذبۂ خدمتِ دینی لائقِ ستائش ہے۔ تلاشِ حق کی فکر رکھنے والوں کے لئے، مذہب سے دوری کے اس زمانہ میں ضرور قابلِ قدر ہے۔ اس مقالہ سے متاثر ہوکر طلبِ حق اور راہِ صواب اختیار کرنے کا، چند افراد بھی دل سے ارادہ کرلیں تو مولف صاحب

کی محنتِ شاقہ کا مقصد پورا ہو جائیگا۔ خدا کرے کے ایسا ہی ہو، اور مولف صاحب کو ان کے جوشِ ایمانی و جذبۂ خدمتِ دینی کا صلہ دارین میں عطا ہو۔ آمین ثم آمین ۔

صفحہ (11 تا 17) 11 آیاتِ شریفہ اور 13 احادیثِ شریفہ پیش کی ہیں ، جن سے دنیا اور دنیا دار کی مذمت اور ترکِ دنیا اور اختیارِ محبت و عشقِ الٰہی و طلبِ دیدارِ خدا کی فضیلت پر روشنی پڑتی ہے ۔ اس کے بعد نویں صدی ہجری یعنے حضرت سید محمد مہدیٔ موعود علیہ السلام کی بعثتِ مبارکہ سے پہلے کے زمانہ کے بزرگانِ دین کے اقوال ، پیش کئے ہیں ، کئی کتابوں کا مطالعہ کرکے ، بڑی محنت سے ناظرین کے مطالعہ میں سہولت پہنچانے کی سعیِ بلیغ کی ہے تاکہ ناظرین کو بیک نظر معلوم ہوجائے کہ ان بزرگانِ کرام رحم اللہ علیہم کے اقوال و روایات میں دنیا کی مذمت اور دنیا چھوڑنے کے مطالب کس کس انداز میں بیان ہوئے ہیں ۔

ان اقوال کے پیش کرنے سے جنابِ مولف صاحب کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مہدویہ کے " ترکِ دنیا" کے حقیقی مفہومات سے تقابل کیا جائے تو بہ آسانی متبادر ہو جائے کہ مہدیٔ موعود، امامِ آخرالزماں، خلیفۃ الرحمٰن کے مبعوث ہونے کی فی الحقیقت ضرورت تھی ۔!!!

اس لئے کہ "دنیا" کی حقیقی تعریف، قرآن و حدیث میں کیا ہے اور " ترکِ دنیا " و اختیارِ توکل سے کیا مراد ہے یہ دونوں ایک ہی ہیں یا ان فرائض کے مسائل جدا جدا ہیں ، توکل سے متعلق اقوال اور روایات کا پیش کرنا "ترکِ دنیا " کے حقیقی مفہومات کی تفہیم کے لئے کافی بھی ہوسکتا ہے یا نہیں ؟ ان نکاتِ دینیہ کو پیشِ نظر رکھ کر قرآن و احادیث کی روشنی میں بنظرِ غائر دیکھا جائے تو معلوم ہوجائے کہ " مذہبِ مہدویہ " ایسا مذہب ہے کہ جس سے ان عقدوں کا حل آسانی سے ہوسکتا ہے، اور عشقِ و محبتِ الٰہی و طلبِ دیدارِ خدا کی راہ آسان ہو سکتی ہے ۔ " ذَالِکَ فَضْلُ اللہِ یُؤتِیْہِ

مَنۡ یَّشَاءُ وَاللہُ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمُ " اس موقع پر " ترکِ دنیا" اور توکل کے مسائل کا مختصر بیان بھی کیا جائے گا تاکہ اس مقالۂ زیرِ نظر کو سمجھنے میں سہولت ہو، اور معترضین کی بنیادی غلطیاں کیا ہیں سمجھ میں آجائیں۔

عام طور پر " لَا رُھۡبَانِیَۃَ فِی الۡاِسۡلَامۡ" کو حدیث قرار دے کر نَعُوۡذُ بِاللہِ " ترکِ دنیا" کو قرآن و احادیث کے خلاف ہونے کے مظنہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس بے بنیاد الزام میں اکثر علماء و اہلِ علم بھی شامل پائے جاتے ہیں۔ پہلے تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ " لَا رُھۡبَانِیَۃَ فِی الۡاِسۡلَامۡ" حدیثِ رسولِ اکرم ﷺ ہے یا کسی کا قول ہے؟ لفظِ " رُھۡبَانِیَۃَ " کے متعلق " غیاث اللغات " کا حوالہ فارسی زبان میں اس مقالہ کے صفحہ 4 کے حاشیہ میں درج کیا گیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ خدا کی عطا کی ہوئی فطری قوتوں اور صلاحیتوں کو معطل کر دینا رہبانیت ہے۔

" لا رھبانیھۃ فی الاسلام " جو کہ زبان زد خاص و عام ہے، اس کے بارے میں حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے "فتح الباری شرح البخاری " میں لکھا ہے۔:-

و اما حدیث لا رھبانیۃ فی الاسلام فلم ارہ بھٰذا اللفظ لٰکن فی حدیث سعد ابن ابی وقاس عندالطبرانی ان اللہ قدا بدلنا بالرھبانیۃ الحنیفیۃ السمحۃ (فتح الباری ج 9 ص 96)

ترجمہ:- اور رہی حدیث " لارھبانیۃ فی الاسلام" تو میں نے اس حدیث کو ان الفاظ میں نہیں دیکھا ہے لیکن طبرانی میں سعد ابن ابي وقاص کی حدیث میں اس طرح ہے کہ " اللہ نے رہبانیت کے بدلہ میں ہم کو آسان حقیقت عطا کی ہے۔ (فتح الباری ج 9 ص 96)

اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن و احادیث میں " رُھۡبَانِیَۃَ" کی مذمت کا بیان تو آیا لیکن " لَارُھۡبَانِیَۃَ فِی الۡاِسۡلَامۡ" کے الفاظ پر مشتمل کوئی حدیث علامہ موصوف کے جیسے علمِ حدیث کے جلیل القدر و متبحر عالم کی نظر سے نہیں گذری،

اس سے ظاہر ہے کہ پہلے یہ تحقیق کرنا ضروری ہے کہ ان الفاظ میں حدیثِ رسول ﷺ کی حیثیت سے حدیث کی کن کن کتابوں میں کن راویوں سے مروی ہے۔ **اس کے بغیر اس فقرہ کو حدیثِ رسولؐ قرار دینا بے تحقیق بات ہوگی۔!!!**

البتہ "**رُهْبَانِيَة**" کی مذمت میں احادیثِ شریفہ دوسرے الفاظ میں پائی جاتی ہیں، مثلاً ایک حدیث تو خود حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے درج فرمائی ہے، بنظرِ اختصار ایک اور حدیثِ شریف کا مختصر حوالہ درج کیا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:- "**مجھے یہودیت و نصرانیت دے کر نہیں بھیجا گیا ہے**" (مشکوٰۃ المصابیح، 224)

جنابِ مولف صاحب نے زیرِ نظر مقالہ میں 11 آیاتِ کریمہ ایسی پیش کی ہیں جن میں دنیا اور دنیا داروں کی شدید ترین مذمت کی گئی ہے، اور ان کے لئے سخت ترین عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ قرآنِ مجید میں اور بہت سی آیات موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے احبار و رہبان کی خدا ترسیوں کے مظاہروں کی حقیقت بھی واضح فرمادی ہے جو درسِ عبرت حاصل کرنے کے لائق ہے۔ سورۃ التوبہ میں احبار و رہبان کا ذکر اس طرح آیا ہے:-

"انھوں (نصاریٰ) نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء و رہبان کو باعتبارِ اطاعت کے اپنا رب بنا رکھا ہے، اور مسیح ابنِ مریمؑ کو بھی۔"

آگے ارشاد ہوتا ہے:- "اے ایمان والو! اکثر احبار (علمائے یہود و نصاریٰ) و رہبان، لوگوں کے مال نامشروع طریقہ سے کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے باز رکھتے ہیں اور (غایتِ حرص سے) جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، ان کو آپؐ ایک بڑی دردناک سزا سنا دیں، جو کہ اس روز واقع ہوگی کہ ان کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائیگا پھر ان سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹوں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا۔ یہ ہے وہ جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کے رکھا ہے اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔"

پہلی آیت میں نصاریٰ کے اپنے رہبان کو اور مسیح ابنِ مریمؑ کو خدا کے سوائے اپنا رب بنا لینے کا ذکر ہے، دوسری آیت میں ان رہبان میں سے اکثر کے متعلق یہ اشارہ ہے کہ " یہ لوگوں کا مال ، باطل طریقوں سے کھا جاتے ہیں ، دوسرے یہ کہ لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں ۔

ایک طرف انتہا یا مبالغہ دکھایا گیا ہے، یعنے نصاریٰ کی رہبانیت جس میں بظاہر تو دنیا سے بے تعلق ہونے حتیٰ کہ شادی بیاہ سے باز رہنے کے مظاہرے ہیں اور اس کے باوجود، دنیا کی حرص کا یہ عالم کہ لوگوں کے مال ، باطل طریقوں سے کھا جاتے ہیں اور اپنی پارسائی بتا کر لوگوں کو خدا کی راہ سے باز رکھتے ہیں ۔ دوسری طرف ایک اور انتہا یا مبالغہ دکھایا گیا ہے ۔ یعنی غایتِ حرص سے سونا، چاندی جمع کرنا، یہ عمل چاہے رہبان کا ہو، یا کسی عام آدمی کا، سونا، چاندی جمع کر کے رکھنے اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے پر جس شدید عذاب سے ڈرایا گیا ہے وہ آیتِ کریمہ سے بالکل واضح ہے ۔ غرض ان آیات سے ظاہر ہے کہ رہبانیت اور دنیا پرستی یا مشغولیتِ دنیا ، دونوں بھی دین کی حدود و اعتدال سے باہر اور موجبِ عذاب ہیں ۔

قرآنِ مجید میں والدین سے حسنِ سلوک ، بیوی بچوں سے محبت و مودت ، اقرباء کے حقوق ، رشتوں کا پاس و لحاظ رکھنے کی تعلیم تاکید سے دی گئی ہے مگر ان علائق سے محبت کی ایک واضح حد بھی مقدر فرمادی ہے، جب یہ محبت اللہ کی بتائی ہوئی حد سے گذر جاتی ہے تو اس کا شمار ، دینداری میں نہیں ، دنیا داری میں ہوتا ہے ۔ اِسی طرح کسبِ حلال کرنے والے کے لئے مال و اسباب ، تجارت و مکانات وغیرہ کی محبت کو اللہ و رسولؐ کی محبت پر غالب کرلینا جائز نہیں ہے ۔ ورنہ کسبِ معاش، دین کے دیئے ہوئے جواز سے باہر ہوکر حرام میں داخل ہو جائیگا ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

"آپؐ کہہ دیجئے کہ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تمہیں اندیشہ ہو، اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو، تم کو اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو منتظر رہو، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم (سزاء) بھیج دے۔"

ان آیاتِ کریمہ سے واضح ہو رہا ہے کہ نصاریٰ و یہود کے پیشواؤں اور علماء کی خدا پرستیوں کے مظاہروں کی حقیقت کیا تھی، اور وہ کس قدر شدید سے شدید عذاب کے مستحق قرار دیئے گئے۔ اللہ تعالےٰ نے امتِ محمد ﷺ کو ان خباثتوں سے بچانے کے لئے اگلی امتوں کے عبرتناک واقعات بیان فرمائے اور مزید تاکیدات اور وعیداتِ کثیرہ سے صراطِ مستقیم اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔

حضرت مہدیٔ موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے بھی خدا و رسول کے اس منشاء کو پورا کرنے کی جدوجہد بحکمِ خدا فرمائی تاکہ امتِ محمدیہ ﷺ حیاتِ طیبہ، کماحقہٗ، اختیار کرے۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا :- **"مومن زخیرہ نہ کند"** (مومن زخیرہ نہیں کرتا) نیز آپؑ نے مالی عبادات میں فرض زکوٰۃ کے علاوہ ہر آمدنی کا عشر یعنے دسواں حصہ ادا کرنے کی تاکید فرمائی۔ زکوٰۃ سے مالدار لوگوں کو مالی عبادت کا موقع نصیب ہوتا ہے۔ اس لئے ہر مومن کو خواہ وہ امیر ہو، یا غریب سے غریب، فرض عشر کی ادائی سے مالی عبادت کا ثواب حاصل ہوسکتا ہے۔ حضرت مہدیٔ موعود علیہ السلام نے جسمانی مالی اور قلبی عبادات میں عشق و محبتِ الٰہی اور طلبِ دیدارِ الٰہی کا عنصر شامل رکھنے کی تعلیم، خصوصیت اور بہت ہی اہمیت سے دی تاکہ وصال الی المطلوب سے مشرف ہونے کی راہ آسان ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد :-

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝ (سورۃ الکھف 110)

ترجمہ :-جو شخص اپنے رب کے دیدار کا امیدوار ہو، اس کو چاہیئے کہ عملِ صالح اختیار کرے (شرک سے بچے) اور اپنے رب کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرے۔

کی تعمیل کا شرف حاصل کرے کیونکہ مومن کا مقصودِ حیات یہی ہونا چاہیئے!!!

قرآنِ مجید میں جہاں کہیں رہبانیت کا ذکر آیا ہے ، نصاریٰ کی رہبانیت ہی سے متعلق ہے اور اس کی مذمت کی گئی ہے، کیونکہ فطری قوتوں کو معطل کردینا اور خصی ہوجانا وغیرہ اعمال جن کا کسی نبی کی نبوت کے زمانہ میں خدا نے حکم نہیں دیا تھا رہبانیت ہے۔!!!

نیز قرآنِ مجید میں جتنی شدت سے اور بار بار دنیا کی مذمت آئی ہے ، شاید ہی کسی آسمانی کتاب میں آئی ہو، اس لئے اس کا چھوڑنا ضروریاتِ دینِ اسلام سے ہے لیکن "ترکِ دنیا" کا یہ مطلب نہیں ہے کہ فطری قوتوں کو معطل کردیا جائے یا خصی وغیرہ ہوجائے اور ایسے اعمال اختیار کئے جائیں جن کا خدا و رسولؐ نے حکم نہ دیا ہو ، اس لئے اسلام کی " ترکِ دنیا " رہبانیت ہرگز نہیں ہے۔!!!

بعض اولیائے پیشین کی نسبت حضرت مہدیٔ موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ارشاد فرمایا:-

" ہمارے بھائی نزدیک کا راستہ چھوڑ کر چکر کے راستہ سے چلے اور مقصود حاصل کیا کیونکہ وہ طلب میں سچے تھے اور ان کا مقصود خدا تھا۔ آپؑ کے صحابہؓ نے عرض کیا، میرانجیؑ! نزدیک کا راستہ کونسا ہے اور گردش کا راستہ کونسا؟ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا، راہِ خدا میں بے اختیار کیوں نہ ہوئے کہ شریعتِ محمدیؐ کے موافق یہی راستہ نزدیک تر تھا۔ انھوں نے اپنے اختیار سے تمام عمر کے روزے کیوں رکھے؟ مباح و حلال چیزوں کو کیوں چھوڑ دیا۔ سالہا سال کنوئیں میں

سرنگوں کیوں لٹکے، اور بارہ سال کی قید لگا کر روزے کیوں رکھے حالانکہ اللہ تعالےٰ نے یہ احکام نہیں فرمائے ہیں، اور حسبِ فرمانِ خدا وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ۔۔الخ (سورة الطلاق 3) (اور جو شخص اللہ پر توکل کرے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے) تمام عمر توکل کا روزہ کیوں نہ رکھا؟ ان کو چاہیئے تھا کہ بے اختیار ہوجاتے" (شواہدالولایت)

اپنے اختیاراتِ حاصلہ کو خدا و رسولؐ کے احکام کے تابع کردینا ہی بے اختیاری ہے اور یہی دینِ اسلام ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کے اصحابِ کرامؓ میں اصحابِ صفہؓ (چبوترے والے صحابہؓ) بھی تھے جن کی تعریف قرآنِ مجید میں آئی ہے:-

لِلۡفُقَرَآءِ الَّذِیۡنَ اُحۡصِرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِی الۡاَرۡضِ ۫ یَحۡسَبُہُمُ الۡجَاہِلُ اَغۡنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعۡرِفُہُمۡ بِسِیۡمٰہُمۡ ۚ لَا یَسۡـَٔلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَافًا ؕ - -الخ(سورة البقره 273)

ترجمہ:- ان فقراء کے لئے جو اللہ کے راستہ میں محصور ہیں زمین (دنیا) میں (کمانے کے لئے) چل پھر نہیں سکتے ہیں ان کے سوال نہ کرنے کے سبب، نادان ان کو غنی سمجھتا ہے تو ان کو ان کی نشانیوں سے پہچان لے گا وہ فقراء کسی سے گڑگڑا کر سوال نہیں کرتے۔

اسی لئے حضرت مہدیٔ موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فقرائے متوکلین علی اللہ کے لئے سوال کرنا حرام قرار دیا، جس طرح اصحابِ صفہؓ کی زندگی پر "رہبانیت" کا شبہ نہیں کیا جاسکتا، اسی طرح حضرت مہدیٔ موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے احکامِ ترکِ دنیا پر بھی "رہبانیت" کا شبہ نہیں کیا جاسکتا۔

علماء و صوفیائے کرام نے دنیا کے متعدد مفہومات بیان کئے ہیں، کسی نے غفلت، کسی نے ماسوای اللہ، کسی نے ہستی و خودی مرادلی ہے۔ حضرت امامنا مہدیٔ موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے "خودی" بیان فرمائی، اس لئے کہ "ترکِ

خودی" سے دیدارِ الٰہی نصیب ہو سکتا ہے اور یہ منتہائے اعمالِ صالحہ ہے۔ اسی لئے حضرتؒ نے تاکید فرمائی کہ جو نیک کام کرو" خالصاً لوجہِ اللہ " صرف خدا کے لئے کرو۔ آخرت کے ثواب کے بھی امیدوار نہ ہوں۔ صرف طلبِ دیدارِ خدا ہو، اور بس۔ آپؒ نے ایک شعر بھی دہرایا ہے:-

ہشت جنت گر دہندت سربسر *** تُو مشو راضی، ازآنہا در گذر

مولف صاحب موصوف نے کئی مقامات پر "ترکِ دنیا" اور توکل کے تعلق سے کافی کام کیا ہے، ناظرین اس کا جس قدر عمیق نظر سے مطالعہ کریں گے، اتنا ہی زیادہ مسرور و محظوظ ہوں گے۔

اس سے ظاہر ہے کہ "ترکِ دنیا" و اختیارِ تقویٰ و توکل، جو قرآن و حدیث کی روشنی میں ہو وہ عین دینِ اسلام ہے اس پر رہبانیت کا اطلاق کرنا تعلیمِ اسلام سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ جن لوگوں کو اسلامیات پر عبور نہیں ہوتا " رہبانیت " کا ترجمہ "ترکِ دنیا" کرتے ہیں اور "ترکِ دنیا" کو " رہبانیت " قرار دیتے ہیں حالانکہ " ترکِ دنیا" کے تعلق سے صاف و صریح احادیثِ شریفہ موجود ہیں، جن کا بیان آگے آئے گا۔

"ترکِ دنیا" کے خلاف ایک نئی اور عجیب و غریب بحث ایک مخصوص نئی جماعت کے علماء کی طرف سے منظرِ عام پر آئی ہے۔ اس کے مالہٗ و علیہ سے واقفیت بھی اس موقع پر ضروری ہے۔ قرآنِ شریف کی اس آیتِ کریمہ پر سے استدلال کیا گیا ہے:-

لَا تَنسَ نَصِيْبَکَ مِنَ الدُّنِيا ۔الخ (سورة القصص 77):- دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول۔

حالانکہ اس استدلال کا جواب، خود اس آیۂ کریمہ میں موجود ہے۔ سورۂ قصص کی ان پوری آیات میں قارون کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:-

وَابۡتَغِ فِیۡمَاۤ اٰتٰکَ اللّٰہُ الدَّارَ الۡاٰخِرَۃَ وَ لَا تَنۡسَ نَصِیۡبَکَ مِنَ الدُّنۡیَا وَ اَحۡسِنۡ کَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰہُ اِلَیۡکَ وَ لَا تَبۡغِ الۡفَسَادَ فِی الۡاَرۡضِ ط (سورۃ القصص۔77)

ترجمہ :۔ تجھ کو خدا نے جتنا دے رکھا ہے اس سے عالمِ آخرت کی بھی جستجو کر، اور دنیا سے اپنا حصہ (آخرت میں لے جانا) مت بھول اور جس طرح خدا نے تیرے ساتھ احسان فرمایا ہے تو بھی (بندوں کے ساتھ) احسان کر، اور دنیا میں فساد کا خواہاں مت ہو۔

اوپر کی درج کی ہوئی اس ایک ہی آیت کے ابتدائی اور آخری فقروں کو الگ کر کے صرف درمیانی فقرہ پیش کر دینا اور یہ کہنا کہ اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ " دنیا سے اپنا حصہ لینا مت بھولو" کلام اللہ سے نعوذ باللہ تمسخر کرنا ہے۔ اس کی مثال ویسی ہی ہے کہ کسی شراب کے متوالے نے نماز سے چھٹکارا پانے کے لئے " لَا تَقۡرَبُوا الصَّلٰوۃَ " (نماز کے قریب نہ ہو، یعنے نماز نہ پڑھو) سے استدلال کیا تھا لیکن اس کے بعد کی آیت " وَ اَنۡتُمۡ سُکٰرٰی" (اور آنحالیکہ تم نشہ میں ہو) نہیں پڑھتا تھا۔ ایسے ہی لوگوں کی نسبت اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے :۔

" یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّبَدِّلُوۡا کَلٰمَ اللّٰہِ ط " ۔۔الخ (سورۃ الفتح۔15) چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل ڈالیں۔

قارون کو دولت اس قدر دی گئی تھی کہ اس کے خزانوں کی کنجیاں اٹھانے سے طاقتور آدمی تھک جاتے تھے، اسے دنیوی حشمت اتنی دی گئی تھی کہ قرآن میں ارشادِ باری ہے کہ :۔

" وہ ایک بار اپنی آرائش اور شان سے اپنی قوم کے سامنے نکلا تو جو لوگ دنیا کے طالب تھے کہنے لگے کہ کیا خوب ہوتا کہ ہمیں بھی یہ ساز و سامان ملا ہوتا، جو قارون کو ملا ہے، واقعی وہ بڑا خوش نصیب ہے اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فہمِ دین عطا ہوا، وہ ان دنیاداروں سے کہنے لگے کہ تمہارا ناس ہو تم اس دنیا پر کیا للچاتے ہو، اللہ کا دیا ہوا ثواب

اس دنیاوی کر و فر سے ہزار درجے بہتر ہے جو ایمان لانے والوں اور عملِ صالح کرنے والوں کو ملتا ہے اور انہی کو دیا جاتا ہے جو دنیاوی حرص و طمع سے صبر کرنے والے ہیں، پھر ہم نے قارون کو اور اس کے محل کو زمین میں دھنسا دیا، اور کوئی ایسی جماعت نہ ہوئی جو اس کو اللہ کے عذاب سے بچالیتی اور نہ وہ خود ہی اپنے کو بچا سکا اور کل تک جو لوگ اُس جیسے ہونے کی تمنا کررہے تھے وہ (آج اس کو زمین میں دھنسا دیکھکر، کہنے لگے کہ بس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں جس کو چاہے زیادہ روزی دیتا ہے اور (جس کو چاہے) تنگی دینے لگتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی نہ ہوتی تو ہم کو بھی دھنسا دیتا، پس معلوم ہوا کہ کافروں کو فلاح نہیں ہوتی۔"

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ :-

"یہ عالمِ آخرت ہم انہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا، اور نیک نتیجہ، پرہیز گاروں کو ملتا ہے۔"

غرض آیت کے سیاق و سباق کا مختصر خلاصہ دیکھنے سے صاف طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ مذکورالصدر علماء کا استدلال کس قدر قرآنِ مجید کے خلاف ہے۔ اس سلسلہ میں چند نکات قابلِ غور ہیں۔

(1) جب اللہ نے خود ہی ارشاد فرمایا ہے کہ :- "ہم نے قارون کو اس قدر خزانے دیئے تھے کہ ان کی کنجیاں کئی کئی زور آور آدمیوں کو گراں بار کردیتی تھیں، تو پھر مزید دنیا کمانے کا حکم دینے کی ضرورت ہی کہاں باقی تھی؟ معلوم ہوا کہ یہ حکم "توشۂ آخرت" تیار کرنے کا ہے نہ کہ اور زیادہ مال و زر سمیٹنے کا!!! چنانچہ آیت کے پہلے جزو سے یہی ظاہر ہے یعنے "خدا نے تجھے جو دے رکھا ہے اس سے عالمِ آخرت کی جستجو کر" اور آیت کے آخری فقرہ سے بھی یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ "جس طرح خدا نے تجھ پر احسان کیا ہے، تو بھی اس کے بندوں کے ساتھ حسنِ سلوک کر" لہذا "لا

تَنسَ نَصِیبَکَ مِنَ الدُّنیا ۔۔الخ (سورۃ القصص 77) :- دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول) کا مطلب یہی ہوا کہ اللہ کے عطا کئے ہوئے مال و دولت میں سے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کے بندوں پر اس کے احکام کے مطابق خرچ کر، اور دنیا سے ان نیکیوں کو حاصل کرنا مت بھول، جو آخرت میں تیرے کام آئیں گی۔

اس کے بر خلاف اگر مذکورۃالصدر علماء کی تفسیرِ بالرائے کو قبول کرلیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ اس قدر خزانے عطا کرنے کے بعد بھی اللہ تعالےٰ قارون کو " نَعُوذُ بِاللہِ " یہ حکم دے رہا ہے کہ مزید مال و دولت جمع کرنا مت بھول !! جو سراسر خلافِ عقل اور صریحاً خلافِ قرآن ہے۔

(2) قارون یہ سمجھتا تھا کہ اس کو مال وزر جو ملا ہے اس کی اپنی ہنر مندی اور کوشش سے ملا ہے، چنانچہ جب اس کو قوم کے دیندار لوگوں نے نصیحت کی جس کا ذکر، اللہ تعالےٰ مذکورۃالصدر آیۂ کریمہ میں کیا ہے تو قارون نے جواب دیا:-

قَالَ اِنَّمَا اُوتِیتُهُ عَلَی عِلمٍ عِندِیۡ۔۔الخ (سورۃ القصص 78) یعنی مجھے تو یہ ایک ہنر سے ملا ہے جو میرے پاس ہے۔

قارون کے اس دعوے کی غلطی، ان لوگوں کو جو اس کے جیسے بن جانے کے آرزومند تھے (اور جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے " اَلَّذِینَ یُرِیدُونَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیا "۔۔الخ (سورۃ القصص 79) یعنے حیاتِ دنیا کے مریدین کے الفاظ سے کیا ہے) اس وقت سمجھ میں آئی جب کہ قارون کو مع مال واسباب کے زمین میں دھنسا دیا گیا، اور بول اٹھے کہ:-

وَیکَاَنَّ اللہَ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ وَیَقۡدِرُ ۔۔الخ (سورۃ القصص 82) یعنے (اے خرابی! اللہ زیادہ کرتا ہے روزی اپنے بندوں کی جسے چاہے، اور روکتا ہے۔

اسی لئے حضرت امامنا مہدئ موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے جہاں کسبِ حلال کی اجازت دی، وہیں اس کی حدود میں ایک اہم حد یہ رکھی کہ مومن کی نظر اللہ پر ہونی چاہیئے نہ کہ اپنے کسب پر " لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنِيا ۔۔الخ (سورۃ القصص 77) کے معنیٰ اگر وہ لئے جائیں جو مذکورالصدر علماء نے لئے ہیں تو اس سے قارون کے اس غلط خیال کی تائید ہوجائے گی کہ انسان اپنی کوشش اور ہنرمندی سے دنیا کا مال وزر حاصل کر سکتا ہے! حالانکہ انسان کی کوشش اِسی وقت بارآور ہوسکتی ہے جب اللہ کو منظور ہو۔ اِسی لئے اللہ پر توکل بہرحال فرض ہے ۔

واضح ہو کہ مذہبِ مہدویہ میں کسبِ حلال جائز ہے، اور جب یہ حدود دین کے دائرہ میں ہوتا ہے تو اس پر بھی دین کا اطلاق ہوتا ہے مگر جو زرگری حدودِ دین کے باہر ہو، اور اللہ سے غفلت کا موجب بن جائے ، اور "عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ " زمین پر اپنی برتری جتانا، اس کا مقصود ہو، دین کے خلاف ہے اور اس کا شمار، دنیاداری میں ہوگا۔ جس کے خلاف قرآنِ مجید میں کئی صریح وعیدیں آئی ہیں، چنانچہ حضرت مہدی علیہ السلام نے کسبِ حلال کرنے کی جو حدود بیان فرمائی ہیں، مولف صاحب نے " اقتباسِ مقالہٴ حقیقتِ ترکِ دنیا" کے صفحہ (79) پر پیش کردی ہیں، جن میں پہلی حد یہ ہے کہ :-" خدا پر بھروسہ رکھے، کسب پر نظر نہ رکھے۔ "

(3) " لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنِيا ۔۔الخ (سورۃ القصص 77) سے اگر یہ مطلب لیا جائے کہ مال وزر کمانا مت بھول، تو یہ منشاءِ قرآن کے سراسر خلاف ہوگا۔ قرآن کا حکم تو یہ ہے کہ :- " اللہ کو مت بھول" اور مذکورالصدر علماء کا کہنا ہے کہ دنیا کو مت بھول !!! حالانکہ اللہ تعالےٰ کا فرمان یہ ہے کہ:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (سورۃ الحشر 18-19)

ترجمہ :- اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص دیکھ بھال کرلے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے کیا ذخیرہ

بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالےٰ کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے اور تم ان لوگوں کے جیسے نہ ہو جاؤ جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا، پھر اللہ نے بھی ان کو (ایسا کر دیا کہ) وہ اپنے آپ ہی کو بھول گئے۔ یہی سب لوگ فاسق ہیں۔

ان آیاتِ کریمہ سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نہ بھولنے کا حکم ہے، اور اللہ تعالیٰ کو بھولنے والوں کو فاسق فرمایا ہے ساتھ ہی یہ حکم ہے کہ ہر شخص یہ دیکھ لے کے اس نے کل کے لئے یعنے آخرت کے لئے کیا بھیجا ہے؟

یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ جن طالبانِ دنیا نے جن آیتوں سے اشتغال فی الدین کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کی، انہی آیات وآحادیثِ شریفہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ حبِ دنیا اور اشتغال فی الدنیا کا ترک کرنا ہی طالبِ خدا کا فرضِ اولین ہے۔

دنیا اور ترکِ دنیا کے تعلق سے چند احادیثِ شریفہ درج کی جاتی ہیں۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:-

(1) اترکوا الدنیا لاھلھا (کنز العمال) :- تم دنیا کو دنیا والوں ہی کے لئے چھوڑ دو۔

(2) من عرضت لہٗ الدنیا والاٰخرة فلہٗ الجنة و من اخذ الدنیا وترک لاٰخرہة فلہٗ النا (کنزالعمال)

ترجمہ :- جس کے سامنے دنیا وآخرت دونوں پیش ہوں اور اس نے آخرت کو اختیار کیا اور دنیا چھوڑ دی، اس کے لئے جنت ہے اور جس نے آخرت چھوڑ دی اور دنیا چھوڑ دی، اس کے لئے جنت ہے اور جس نے آخرت چھوڑ دی اور دنیا اختیار کیا، اس کے لئے دوزخ ہے۔

(3) ترک الدنیا امر من الصبرو اشد من حطم السیوف فی سبیل الل ولایترکھا احدالا اعطاہٗ اللہ مثل ما یعطی الشھداء (کنزالعمال)

ترجمہ :- ترکِ دنیا، ایلوے سے بھی زیادہ تلخ ہے اور خدا کی راہ میں تلوار چلانے سے بھی زیادہ سخت ہے اور ترکِ دنیا وہی کرسکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ ایسی توفیق عطا فرماتا ہے جیسی کہ شہداء کو عطا فرماتا ہے ۔

(4) الدنیا نفسک فاذاافنیتھا فلادنیالک :- ترجمہ :- دنیا تیرا نفس ہے (یعنے خود ہے) جب تو نے نفس کو فنا کردیا تو دنیا تیرے لئے نہیں ہے ۔

ملاحظہ ہو، پہلی حدیثِ شریف میں " **اترکواالدنیا** " کے الفاظ آئے ہیں جو "**ترکِ دنیا**" کے ہم معنی ہیں ۔ دوسری حدیثِ شریف میں آخرت کے مقابلہ میں دنیا کو چھوڑنے کے یہ معنی ہیں کہ قرآن و حدیث کے احکام کے تحت عمل کرنا، دنیائے مذموم کو چھوڑنا ہے، اس کی جزا میں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے، مومن کے لئے جنت کا منتہیٰ دیدارِ الٰہی ہوتا ہے یعنے جنتِ دیدارِ الٰہی عطا ہونے کی بشارت کا اشارہ اس حدیثِ شریف میں مضمر ہے ۔ اور آخرت کے مقابلہ میں دنیا کو اختیار کرنے کے یہ معنی ہیں کہ قرآن واحادیث کے احکام کی خلاف ورزی کر کے دنیا اختیار کرنا، آخرت کے نقصان سے بے پرواہ ہوجانا ہے، اِسی لئے اس کی سزا دوزخ بتائی گئی ہے ۔ جس امر کی خلاف ورزی کی سزا دوزخ ہو، وہ امر مومن کے لئے فرض ہوجاتا ہے ۔ لہٰذا اس حدیثِ شریف سے "**ترکِ دنیا**" کی فرضیت کا اشارہ بھی متبادر ہوتا ہے ۔

تیسری حدیثِ شریف میں "**ترکِ دنیا**" کے الفاظ واضح اور صاف وصریح آئے ہیں ۔ "**ترک الدنیا**" عربی ہے اس کا فارسی ترجمہ "**ترکِ دنیا**" ہے ، نیز اس حدیثِ شریف میں "**ترکِ دنیا**" کی شانِ عظمتِ دینی بتائی گئی ہے ۔ اور بتایا گیا ہے کہ "**ترکِ دنیا**" جہادِ بالسیف کو جہادِ اصغر اور جہاد بالنفس کو جہادِ اکبر فرمایا ہے ۔

اس لئے کہ یہ مقام " مُوتُوا قَبلَ اَنْ تَمُوتُوا " کا ہے یعنے حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ اِسی لئے آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں اس موت کو شہداء کی جیسی موت قرار دیا ہے، اللہ تعالےٰ نے شہداء کی شان میں ارشاد فرمایا ہے:-

" وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۝ " (البقرہ ۔154)

ترجمہ :- جو لوگ اللہ کے راستہ میں شہید ہوتے ہیں ان کو مردہ نہ کہو، وہ اللہ کے پاس زندہ ہیں ، لیکن تم نہیں جانتے۔

چونکہ " ترکِ دنیا" کا منتہیٰ " مرنے سے پہلے مرجانا" ہے یعنے فَنَافِیْ اللهَ ہوجانا ہے یہ ایسی موت ہے کہ جس کی وجہ سے ترکِ دنیا کرنے والوں کو شہداء کی شہادت کے بعد کی زندگی کی طرح اس دنیا ہی میں زندگی عطا ہوگی جو حیاتِ طیبہ کی انتہا ہے، اس لئے آپؐ نے ترکِ دنیا کرنے والوں کو شہداء کے مماثل قرار دیا ہے۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ :- فقر پر مجھے فخر ہے۔

آپؐ کے دعوئ نبوت و رسالت کے بعد سے آپؐ کے وصالِ مبارک تک آپؐ کے کسبِ معاش کا ذریعہ کیا تھا بتایا نہیں جاسکتا!!! آپؐ کی حیاتِ طیبہ کے زمانہ میں قرآن کے حکم " وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ ۔۔الخ " (سورۃ الطلاق۔3) (یعنے اور جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے۔) پر آپؐ سے زیادہ بہتر اور درجۂ کمال میں برتر، عامل، و متوکل علی اللہ کون ہوسکتا تھا؟

اِسی لئے آپؐ کی ازواجِ مطہرات پر فرض ہوا کہ آپؐ کی کماحقہ، رفیقہ بنیں۔ حضرت رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے " ام الکتاب " یعنے عشقِ الٰہی اور رموزِ تعلیمِ احسان کی منازل میں جو اعلیٰ ترین مقام اختیار فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کے حسبِ حال آپؐ کی ازواجِ مطہرات کو حقیقی رفیقہ بننے کی ہدایت فرمائی، اور تہدید فرمائی کہ اگر وہ دنیاداری کی جانب

مائل ہوجائیں تو ایسے عظیم المرتبت نبیؐ کی رفیقہ کی اعلیٰ حیثیت باقی نہیں رہے گی جس کا ظاہر، ماہتابِ نبوت و رسالت سے اس درجہ مزین ہوکہ خاتم الانبیاء والمرسلین ہوگیا ہے اور جس کا باطن آفتابِ ولایتِ مقیدہ ازل ہی سے ایسا منور ہو کہ آپؐ افضل الانبیاء والمرسلین ہوگئے ہوں، تم کو بھی پوری طرح سے دینداری اختیار کرکے حقیقی رفیقہ بننا ہوگا۔ اگر اس کی اہل نہیں پائی جائیں گی تو عقدِ زوجیت سے آزادی اختیار کرنی ہوگی، اور رسول اللہ ﷺ صاحبِ خلقِ عظیم ہیں، اس لئے بہتر و احسن طریقہ سے تم کو آزاد فرمادیں گے۔

اگر تم خدا و رسولؐ اور آخرت کی طلبگار ہوں گی تو اللہ تعالےٰ نے اس کا بہت بڑا، اجر تیار رکھا ہے۔ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۝(سورۃ الاحزاب۔35) (یعنے ان سب کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔) کے الفاظ سے اجرِ دیدارِ الٰہی بھی مراد ہوسکتا ہے جو منتہائے اجرِ عظیم ہے۔

غرض ترکِ دنیا، ترکِ متاعِ حیاتِ دنیا اور طلبِ دیدارِ خدا کے بارے میں ان آیاتِ کریمہ سے جس قدر درس حاصل ہوسکتا ہے اس کا کماحقہٗ بیان کرنا، اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں ہے۔ "وَفِیْ ذٰلِکَ عَبْدَةً لِلنَّاس"۔

حضرت امامنا مہدیٔ موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے فرمانِ مبارک کی ایک روایت پیش کی جاتی ہے جس سے حیاتِ دنیا کی مذمت اور ترکِ دنیا کی فرضیت ثابت ہوتی ہے:-

روایت ہے کہ شہرِ نہروالا (گجرات) میں ایک عہدہ دار جو کسی قدر علمِ شریعت سے واقف تھا، حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت مہدی علیہ السلام آیتِ " مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا "۔الخ (سورۃ ھود۔15) (جو شخص حیاتِ دنیا کا مرید ہوجائے) پر بیان فرمارہے تھے، اس نے عرض کیا کہ یہ آیت تو کافروں کے حق میں ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا ہاں جس شخص میں یہ صفات ہوں، وہ بلا شبہ کافر ہے۔ اس نے کہا یہ صفات، بادشاہوں اور قاضی و علماء میں

موجود ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا خدائے تعالےٰ " مَنۡ کَانَ " (جو شخص) فرمایا ہے، ہم بھی " مَنۡ کَانَ " کہتے ہیں، کسی کے نام کو مخصوص نہیں کرتے۔ اس نے عرض کیا، یہ صفت مجھ میں موجود ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ مسلمان میں یہ صفت نہیں ہوتی اور نہیں ہونی چاہیئے۔ اس نے دوبارہ عرض کیا کہ مجھ میں یہ صفت موجود ہے۔ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ تم رسول اللہؐ کا کلمہ پڑھتے ہو، یہ صفت تم میں کیسے ہوسکتی ہے۔ اس نے تیسری بار بھی وہی کہا جو دوبار کہہ چکا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا اگر تم میں یہ صفت ہے اور تم کو اس کا اقرار بھی ہے تو خدائے تعالیٰ تم پر کفر کا حکم عاید فرماتا ہے۔ اور تم کافر ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " دنیا کی زندگی کافروں کے لئے زینت دی گئی ہے" اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ " اے نبی! اپنی بیویوں سے آپؐ کہدو کہ اگر تم حیاتِ دنیا اور زینتِ دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تمھیں متاع دوں گا اور بہترین طریقہ پر تم کو رہا کردوں گا۔

اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی کہ " تم میں سے جو حیاتِ دنیا کا مرید ہے اور جو آخرت کا مرید ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے باز رکھا تم کو ان (مریدینِ حیاتِ دنیا) سے تاکہ تمہیں آزمالے اور البتہ تحقیق کہ تم کو معاف کردیا اور اللہ تعالیٰ مومنین پر فضل فرمانے والا ہے اور تمام امت کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ " جو لوگ ہماری لقاء کی آرزو (طلبِ دیدارِ خدا) نہیں رکھتے اور حیاتِ دنیا سے خوش و مطمئن ہوگئے اور جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں وہ سب ایسے لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ دوزخ ہے، اور جو کچھ انھوں نے کیا ہے (یہ اس کی سزا ہے)

(نقلیاتِ حضرت بندگی میاں عبدالرشیدؓ مع ترجمہ وتوضیحات (روایت ۵۸، ۴۲)

زیر نظر مقالہ کے صفحہ 29 پر ایسی ہی روایت " انصاف نامہ " کے حوال سے درج کی گئ ہے، جس میں " از علماء کہ نامِ اُو رکن الدین بود" کے الفاظ آئے ہیں، ممکن ہے کہ مذکور الصدر روایت میں جس کا ذکر ہے وہ یہی رکن الدین ہو، اور وہ عہدہ دار بھی ہو، اس روایت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حیاتِ دنیا کے مرید پر کفر کا حکم عاید فرمایا ہے اور حکمِ کفر عاید کرنے کے آدابِ اسلام بھی حضرت مہدی علیہ السلام کے عملِ مبارک سے عیاں ہورہے ہیں۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا" کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ اس میں خطاب امتِ محمد ﷺ ہی سے ہے۔ اس لئے کہ اللہ کے لقاء یعنے دیدار کی آرزو امتِ محمدیہ ﷺ ہی کی ہوسکتی ہے۔ خواہ امت کا فرد مرد ہو یا عورت !! اگر وہ اللہ کی لقاء کی آرزو کرنے اور عملِ صالح کرنے کی بجائے، حیاتِ دنیا سے خوش اور مطمئن ہوجائے اور اللہ تعالیٰ کی آیات (نشانیوں) سے غافل ہوجائے تو اس کی سزا کے لئے اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ لہٰذا جس عمل سے کفر کا حکم عاید ہوتا ہو، اور اس کی سزا دوزخ قرار دی گئی ہو، اس کا ترک کرنا فرض ہوجاتا ہے، اس لئے "ترکِ دنیا" فرض ہے۔

نفئ ہستی اک کرشمہ ہے دلِ آگاہ کا * لا کے دریا میں نہاں موتی ہے الااللہ کا**

کثرت کے دریا سے وحدت کا موتی حاصل کرنے کے لئے غوطہ لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ سطحِ آب پر ہاتھ پاؤں مارنے سے موتی حاصل ہونا محال ہے۔

ان مختصر تصریحاتِ مذکورۃ الصدر سے ثابت ہوگیا کہ "ترکِ دنیا" قرآن و احادیثِ شریفہ کے عین مطابق ہے اس کو قرآن و احادیث کے خلاف کہنا اور "نَعُوْذُ بِاللهِ" "رہبانیت" قرار دینا، قرآنِ کریم و احادیثِ شریفہ کے سراسر خلاف ہے۔!!!

ورنہ یہ بتانا لازم ہوگا کہ کسی آیت یا حدیث میں "تَرْکُ الدُّنِیَا رُهْبَانِیَة" کے الفاظ "نَعُوْذُ بِاللهِ" پائے جاتے ہوں۔

ولوبالفرض کوئی خبرِ واحد یا کوئی ضعیف روایت پائی بھی جائے تو احادیثِ صحیحہ کے مقابلہ میں قطعاً لائقِ التفات نہیں ہوسکتی !!! بلکہ یہ ماننا پڑتا ہے کہ قرآن واحادیث میں جہاں جہاں "رہبانیت" کا لفظ آیا ہے، اس کا ترجمہ "ترکِ دنیا" کرنا یا "ترکِ دنیا" کو "رہبانیات" قراردینا، ایسے ہی لوگوں کا کام ہوسکتا ہے جن کو اسلامیات پر عبور نہ ہو، جس کی وجہ سے وہ خود قرآن واحادیث کی خلاف ورزی کے مرتکب قرار پاتے ہیں !!!

اس سے قبل واضح کیا جاچکا ہے کہ تعلیماتِ حضرت مہدئ موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام میں "ترکِ دنیا" سے مراد "ترکِ حیاتِ دنیا" یعنے ترکِ خودی ہے اور یہ حدیثِ شریف "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" کا مصداق بن جاتا ہے۔ جناب مولف صاحب نے زیرِ نظر مقالہ میں صفحہ 90 پر فرمان 7 پیش کیا ہے، ملاحظہ کرلیا جائے اور اس کے ذیل میں مزید صراحتیں آئی ہیں، جن کا اعادہ موجبِ طوالت ہوگا۔

اور اختیارِ توکل سے مراد "متاعِ حیاتِ دنیا" کے لئے تدبیر وکوشش سے احتراز کرنا ہے، ان دونوں فرائضِ ولایت کو مسائل واحکام بجائے خود اپنی اپنی خصوصیات کے حامل ہیں لیکن فرض ترکِ دنیا کے لئے فرض توکل، لازم وملزوم ہے، اس کی تفصیلات کا یہ محل نہیں ہے، ان مختصر تصریحات سے ان نکات کو سمجھنے میں کافی مدد مل سکتی ہے۔

مقالۂ اقتباسِ ترکِ دنیا قومِ مہدویہ میں اپنے طرز کا پہلا رسالہ ہے کیونکہ اس سے پہلے اولیائے کرام و بزرگانِ دین کے اقوال وروایات، کئی کتابوں سے انتخاب کرکے ایک جگہ جمع نہیں کئے گئے ہیں۔ اولیائے کرام و بزرگانِ دین کے جو اقوال وروایات بیان کی گئی ہیں، ان سے عشق و محبتِ الٰہی اور ذوق وشوقِ تعمیلِ احکام کا ثبوت ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ فرامینِ حضرت مہدئ موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام اور صحابہؓ وتابعین وتبع تابعین وغیرہم کی روایات بھی پیش کی گئی ہیں تاکہ حضرت مہدی علیہ السلام کے فرامین وتعلیمات کی اہمیت وضرورت کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

مقالہ کے صفحہ 94 پر "بعثتِ وتعلیماتِ حضرت سید محمد جونپوریؒ پر ایک سرسری نظر" کے مستقل عنوان کے ذیل میں ضروری اور اہم مسائل کو بیان کیا گیا ہے اور اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ، فرائضِ ولایت کی تفہیم کی کوشش کی گئی ہے۔

صفحہ 96 سے صفحہ 101 تک حاشیہ میں طلبِ دیدارِ خدا کے اس دنیا میں جواز کے اور دیدارِ خدا کے جواز کے بارے میں اولیائے کرام کے اقوال و روایات سے بھی ثبوت دیا گیا ہے تاکہ حضرت مہدی علیہ السلام کی تعلیمِ احسان کی خصوصیات اور آپ کے احکام و تعلیمات کو سمجھنے میں مدد ملے ، جس سے نہ صرف مہدویوں کو بلکہ متلاشیانِ حق و صداقت کو مذہبِ مہدویہ کے ان اعلیٰ مسائل کی اہمیت و ضرورت سے واقفیت حاصل کرنے کا زرین موقع مل سکے ۔ اس لئے کہ مذہبِ مہدویہ روحِ تعلیمِ احسان ہے ۔!!!!

مولف صاحب موصوف نے آخر میں اپنے تیار کردہ (24) رسالوں کی فہرست بھی دی ہے اور لکھا ہے کہ ان کی یکے بعد دیگرے اشاعت عمل میں آئے گی ۔ اس سے خود مولف صاحب کے عشق و محبتِ الٰہی اور خدمتِ دینی کے ذوق و شوق کے قابلِ مبارکباد، جذبات عیاں ہورہے ہیں ۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ اس مقالہ کے ناظرین کے دل میں عشق و محبتِ الٰہی کے جذبات موجزن ہو جائیں ۔ اور مولف صاحب کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے دارین میں جزائے جزیل عطا ہو۔ اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی یہ نیک و مستحسن خدمت جو خالصاً لوجہ اللہ ، اختیار کی گئی ہے ، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جلد تکمیل پائے اور مولف صاحب کو صحتِ کاملہ اور عمرِ دراز عطا ہو، تاکہ موصوف کی تمنا، ان کی حیات ہی میں بفضلِ خدا پوری ہوجائے ۔آمین ثم آمین ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط

فقیر ابو سعید سید محمود غفرلہٗ

بانی و معتمدِ مجلسِ علمائے مہدویہ ہند قائم شدہ 1370ھ

قطبی گوڑہ 640-3-3 حیدرآباد (اے-پی) 50027

27/ ربیع الثانی 1397ھ م 17/ اپریل 1977ء یوم یکشنبہ

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ — مَاعَبَدْنَاکَ — حَقِّ عِبَادَتِکَ

توپاک ہے خداوندا! — ویسا ہم نے تجھکو نہیں پوجا — جیسا کہ تجھے پوجنا چاہیئے تھا

اِقْتِبَاسِ مقالہٗ

حقیقتِ ترکِ دُنیا

اسلامک ریسرچ ہوم

نزد دیوڑھی سرور جنگ نمبر مکان ۲۵۳-۴-۱۶ چنچل گوڑہ حیدرآباد۔آندھرا
پردیش ۵۰۰۰۲۵۴ انڈیا۔ مطبوعہ اعجاز پرنٹنگ پریس۔ حیدرآباد اے۔پی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والدِ ماجد حضرت حکیم سید حسین صاحب وکیل ہائیکورٹ و مہتمم ادارہٗ قانونی مرحوم و مغفور کے ایصالِ ثواب کے لئے جن کے اعمالِ صالحہ و ذکرِ الٰہی نے صغیر سنی ہی سے میرے دل میں محبتِ الٰہی پیدا کردی۔

مقالہٗ ہذا "حقیقتِ ترکِ دنیا" کی اشاعت میرے اِسی جذبہٗ عقیدت و ارادت کی عملی شکل ہے۔

رَبَّنَاوَفِّقْنَالِمَرْضَاتِکَ وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا عَلٰی دِیْنِکَ وَ طَاعَتِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَامِیْنَ ط

مولف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ حال

سالہا سال بیت گئے کہ ہمیں مختلف النوع ، بھانت بھانت انواع و اقسام کے تفقہ فی الدین کے حامل بنی نوعِ انسانوں کی منعقدہ متعدد مذہبی مجالس میں بیٹھنے سننے اور اپنی حسبِ استعداد و استطاعت کہنے کا بھی اتفاق رہا اور زمانہ دراز کے بعد بالآخر نتیجتاً ہم اس آخری و قطعی رائے پر اتر آنے پر مجبور ہو رہے کہ ایک ہی کتاب و سنت کے حامل اپنی اپنی تفقہ فی الدین کے تحت معمولی سے اختلافی مسائل میں الجھے آپس میں بغض، حسد عناد ہی پیدا کرنا تو درکنار، دست و گریباں ہوئے احکامِ کتاب و سنت پر دھیان نہ دیئے ، خواہشاتِ نفسِ بد سرشت سے مغلوب نیز قلب نہایت تاریک و مکدر، آنکھیں خود بیں ،آنکھوں پر شامتِ اعمال کا رنگین پردہ آویزاں، مولانا علیہ الرحمتہ کے شعر :-

" بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد*** بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد "

کے مصداق ہو رہتے ہیں۔

ہم اس خصوص میں فی الوقت صرف ایک ہی عنوان، "زہد فی الدنیا" (ترکِ دنیا) کو لئے آگے بڑھتے ہیں، اس خصوص میں ہمیں اکثر و بیشتر اتفاق رہا ہے کہ کسی مجلس میں اگر کوئی زاہد، عابد، متقی و پرہیز گار، اپنی سمجھ بوجھ سے کہہ دیا کہ "ترکِ دنیا" تحتِ کتاب و سنت فرض ہے اور بجز اس فرضیت کو اپنائے کوئی بھی سالک راہِ حق میں کامیابی ، کامرانی ،بہرہ وری و ظفر مندی حاصل کئے منزلِ مقصود تک نہیں جا سکتا، گویا :-

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید *** بمنزل کہ ہرگز بخواہد رسید

چنانچہ اس حکیم حاذقِ روحانی کی ترکِ دنیا والی افہام و تفہیم ہنوز روزِ اول کے مصداق ہورہے، پایۂ تکمیل کو پہونچنا تو درکنار کچھ کسی قدر سلجھے سلجھائے کم وبیش عام فہم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ ایک اور گوشہ سے صدائیں بلند ہوئیں کہ نہیں! نہیں! **نَعُوْذُبِاللّٰہِ** یہ تو سراسر جھوٹ، افترا پردازی اور غیر حقیقی واقعات پر مبنی من مانے تراشے گئے شیطانی وسوسوں کے سوا اور کچھ نہیں، کتاب وسنت میں اس قسم کی غیرارادی وغیرفطری ہدایات وترغیبات تاحال کبھی دیکھنے میں نہیں آئے، یہ سب کچھ جھوٹ اور دروغ گوئی کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے اور " اَلْکَذَّابُ لَاُمَّتِیۡ" کے واحد مستحق یہی نہیں تو اور کون؟ اللہ جل شانہٗ نے اپنے رسولوں سے تخاطب کئے ارشاد فرمایا ہے کہ " اے رسولو! کھاؤ اچھی چیزیں اور نیک عمل کرو" اور مومنوں سے یوں تخاطب ہوا ہے کہ " اے مومنو! کھاؤ، طیب چیزیں ان ہی میں سے ہم نے تم کو دی ہیں" مزید برآں حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ " حق تعالیٰ جل شانہٗ خود طیب ہیں، اس لئے طیب ہی قبول فرماتے ہیں لہٰذا کسی آیت یا حدیث وشرع نے نہیں بیان کیا کہ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ چیزوں سے اجتناب، احتراز وگریز کئے کھاؤ نہ پیو، پہنو نہ اوڑھو، بلکہ ترکِ دنیا کئے جوگیوں، بن باسیوں اور راہبوں کی سی زندگی اختیار کرو۔ عام بنی نوعِ انسانوں سے الگ تھلگ بہائم میں داخل ہوجاؤ، اور اگر حق پوچھو تو یہ جمیع فرقہ ہائے اسلام کے منجملہ کسی سست کاہل، ناکارہ وتن آسان فرقہ کی سوچی سمجھی من گھڑت باتیں ہیں اور شریعتِ محمدیؐ سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں، ان کی یہ سب من گھڑت باتیں رہبانیت 1 ہے اور " **لَا رُھْبَانِیَۃَ فِی الْاِسْلَامْ** " اور اس طرح کے رہبانیت کے پرچار وقبول کنندگان سب کے سب ناری ہیں، اس فتویٰ جانکاہ وجانگداز کو سن پائے، گروہ تارکین نے جواب دیا

1۔ رہبانیۃ، زہد ترسایاں ونصارہ است، وآں باز داشتن نفس است از حظوظ ولذتِ شرعیہ چنانکہ نکاح وغذائے لطیف وغیرہ، چنانکہ زاہداں ترسایاں برائے دفعِ شہوتِ جماع آلت تناسل می بریدند(غیاث اللغت)

کہ جانے بھی دو!!! " **نازوالے نیاز کیا جانیں *** سوزیہ کینہ ساز کیا جانیں**" یہ کہاں اور کتاب و سنت کی سمجھ کہاں۔ ہم تو اپنے عقائدِ صحیحہ میں بالکل مگن اور ناجی ہیں، اور دوسرے جیساکہ وہ کہہ رہے ہیں اور بالآخر رہ رہ کے کہہ دیا کہ حضرت امام غزالیؒ نے جو کچھ بھی لکھا ہے وہ ان ہی سے متعلق ہے نہ کہ اوروں کے بارے میں، وہ یوں کہ "جب امت کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو امت میں آخرت ہی کی تعلیم کا فقدان نظر نہیں آتا، آخرت کا علم جس پر سلف الصالحین گذرے ہیں اور جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں فقہ، حکمت، روشنی، وہدایت، راہ یابی کہا ہے وہ مخلوق سے اٹھا لیا گیا ہے، اور وہ بالکل بھولی بسری باتیں ہو گئی ہیں وغیرہ۔

مختصراً یہ کہ فریقین کی گرماگرم نہایت جوشیلے بحث ومباحثے جاری ساری رہتے ہیں، اور ہر ایک اپنے اپنے سلاسل تاویلات، توضیحات، تصریحات یکے بعد دیگرے پیش کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھتے، لیکن سامعین محوِ حیرت "**دونوں کی صورت ایک ہے کس کو خدا کہوں**" کے ہیجان میں مبتلا کسی ایک آخری قطعی تصفیہ پر آرہنے سے معذور، اور مسئلہ زیرِ بحث آج تک معترضین کے آگے شرمندۂ معنی نہ ہوا۔

آیئے ہم ایک ہی کتاب وسنت کے متبعین ایک جا سرجوڑے بیٹھے، بے جا تاویل، تحویل بحث ومباحث کے سلاسلِ لامتناہی کو ایک لخت ترک کئے، صرف احکامِ کتاب وسنت نیز ایسے عارفین ومتقدمین، اہل اللہ، داعیانِ الی اللہ، رہبرانِ راہِ وادیِ سلوک و دیدِ حق نیز حکمائے حاذقِ روحانی کے احکام وہدایات وآیاتِ قرآن آسا فرامین وارشادات جن کا انصار ومہاجرین میں شمار ہے اور جنھیں کم وبیش حضرت سید المرسلین ﷺ کے دست گرفتہ ہونے کے شرف کے علاوہ نفحات روحانیہ کے اثرات سے بہرہ مند ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے، تمام کے تمام کو بساطِ شریعت پر پھیلائے نہایت ہی غور وخوص سے دیکھیں، ڈھونڈیں، چھان بین کریں اور کسی ایک نتیجۂ آخری پر آرہیں کہ واقعی احکامِ کتاب وسنت کے تحت "**ترکِ دنیا**" "**رہبانیۃ**" ہے یا نہیں؟

مخفی مبادکہ مسئلہ زیرِ بحث کی چھان بین و تحقیق میں اس عنوان کے تحت ہم نے جس قدر بھی کتابیں دیکھی ہیں اور ان میں سے جتنے بھی مضامین ہمیں حقیقتِ احکام کتاب و سنت پر مبنی نہایت پسند آئے ان تمام کو یکجا کئے،

" سپردم بتو مایۂ خویش را *** تو دانی حساب کم و بیش را " کے مصداق آپ کے آگے رکھ دیتے ہیں تاکہ آپ کو مضمونِ زیرِ بحث کے سمجھنے کے لئے متعدد کتبِ احادیث و تصانیفِ اہل اللہ کی تلاش، ڈھونڈ ڈھاند، جدوجہد و ورق گردانی کی محنت و مشقتِ شاقہ لاحق نہ ہو، اور فریقین گویا اس کے موافقین اور شیدائیوں کا آموختہ از بر ہو رہے، اور اس سے متعلق شکوک و توہمات کے اظہار کنند گان کے تحت کتاب و سنت حقیقت اپنے اصلی روپ و سج دھج میں ذہن نشین ہوجائے، آمین ثم آمین، یا رب العالمین۔

مخفی مبادکہ مقالہ ہذا میں ہم نے جس قدر بھی اولیاء و اتقیاء کے فرامین وارشادات درج کئے ہیں وہ تمام کے تمام نویں صدی کے قبل کے ہیں۔ حضرت محی الدین عربیؒ نے امام فخر الدین رازیؒ صاحب، تفسیرِ کبیر کے نام لکھے گئے ایک مکتوب میں علمِ الٰہی کی تشریح و توضیح نیز اس کے مختلف النوع طرائق کے حصول کی تفصیل گنواتے نامہ کے آخری سطور میں ارقام فرمایا ہے کہ " بھائی! دل چاہتا ہے کہ تمہارے لئے خلوت اور اس کے شرائط اور ان تجلیات کا جو تم کو خلوت میں نظر آئیں ترتیب وار تھوڑا تھوڑا کرکے ذکر کروں، لیکن مخالفتِ زمانہ نے مجھے اس ارادہ سے باز رکھا۔ مخالفتِ زمانہ سے میری مراد وہ اشخاص ہیں جن کو اسرارِ شریعت کی سمجھ نہیں اور جن کا طریقہ لڑنا جھگڑنا (نا معقول اعتراضات اور اہل اللہ پر تبرّا کرنا) یہاں تک کہ ایسے لوگ جتنی چیزوں سے ناواقف ہوتے ہیں، سب سے انکار کرتے ہیں اور تعصب، نام و نمود کے علمدر بنے اور دین کے ذریعہ دنیا حاصل کرنے کی محبت نے ان کو اہلِ اللہ پر اعتقاد دلانے اور ان کی بزرگی کو ماننے سے روک رکھا ہے وغیرہ۔ چنانچہ بنظرِ احتیاط و پیش از پیش بینی مقالۂ ہذا کی

تحریر کے دوران کتاب اللہ واخبارِ رسول کریم علیہ التحیتہ التسلیم نیز صوفیۂ کرام اور اولیائے عظام کے متعدد تصانیف جو زیر مطالعہ رہے ہیں اور جن کے اقتباسات کو سنداً پیش کیا گیا ہے۔ ان کے نام بھی حولہ کے طور پر درج کئے گئے ہیں۔

مخفی مبادکہ مقالۂ ہذا (ترکِ دنیا) 700 صفحات پر مشتمل ہے لیکن بنظرِ گوناگوں حالات و واقعاتِ زمانہ اس ضخیم مقالہ سے چند ہی اقتباسات لئے جاکر اقباسِ مقالہ حقیقتِ ترکِ دنیا شائع کیا جارہا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ اس کے پھیلاؤ کی ضرورتِ داعی ہورہنے پر حسبِ ضرورت اضافہ کیا جائے گا۔

این نوشتم صرف کردم روزگار * من نمائم این بماند یادگار**

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اِتَّبَعَ الْھُدٰیٰ۔ سلامتی ہو اس کی جو مان لے (سیدھے) راہ کی بات

نیاز کیش

سید دلاور علی مہدوی

سابق شیخ الجامعہ، جامعۂ سنہ شرقیہ بیگم بازار حیدرآباد دکن

وحال

بانی و متعد اسلامک ریسرچ ہوم 253-4-16 محلہ چنچل گوڑہ

حیدرآباد آندھرا پردیش (انڈیا)

ترکِ دنیا

دنیا نیز اسبابِ دنیا سے احتراز و اجتباب کو عرفِ عام میں زہد کہتے ہیں اور حقیقتِ زہد کی نسبت تحتِ کتاب و سنت حضراتِ صوفیۂ کرام کا یہ مقولہ ہے کہ زہد رضا کا مقدمہ ہے اور لحاظ سے سفرِ سیر و سلوک میں یہ مجاہدہ تحتِ کتاب و سنت مستحسن تو کیا لازم و ملزوم رہنے سے کچھ اور آگے واجب و فرض شمار کیا جاتا ہے اور یہی سبب ہے کہ زاہد ترک و تفرید میں راسخ الخیال و پختہ ہوتا ہے، نیز رضائے الٰہی کی تعمیل میں اسے زیادہ ثبات و استقلال نصیب ہوتا ہے۔

بعض عارفین کا ارشاد ہے کہ سالک سلوکِ طریقت کے مقامات نہایت بلند ہیں، اور ان مقاماتِ علیہ کے منجملہ ایک مقامِ ارفع کا نام زہد ہے اور جس کی تعریف میں منجملہ دیگر اور خصوصیات کے ایک ممتاز صفت منقول ہے۔

" مَنْ اُعْطِیَ الزَّھْدُ فِی الدُّنْیَا فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا " اور برخلاف اس کے دنیا اور تعلقاتِ دنیا ہیں جس کی حقیقی تعریف اربابِ طریقت نے نہایت مختصر الفاظ میں یہ فرمائی ہے کہ " اَلدُّنْیَا مَاشَغَلَکَ عَنِ اللہِ " یعنے جو حق سے باز رکھے اس غفلت یا غفلت میں مبتلا کرنے والی شئے کا نام دنیا ہے بقول مولانا علیہ الرحمۃ:۔

چیست دنیا از خدا غافل بودن * نہ قماش و نقرہ و فرزند و زن**

اگر حقیقت میں چشم سے دیکھا جائے تو اظہارِ دنیا سے متعلق ہمارے سرکارِ مدینہؐ نے ایک مختصر سے جملہ میں تحتِ احکامِ کتاب یہ فرمایا ہے کہ " اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَطَالِبُوْھَا کَلَّابٌ " یعنی دنیا مردار ہے نیز اس کا طالب نجس کتا ہے۔

دیگر یہ بھی ارشادِ عالیہ ہوا ہے " اَلدُّنیَا سِجَنُ الْمُوٴمِنُ" یعنے دنیا مومن کا جیل خانہ ہے۔ اس ارشادِ عالیہ کا مفہوم معنوی پیرایہ میں مولانا روم علیہ الرحمۃ نے یہ تسطیر فرمایا:۔

این جهاں زنداں و ما زندانیاں *** حذر کن زندان و خود را وا رہاں

چو زبوسیدہ است دنیائے رہیں *** امتحانش کم کن و دورش بمبیں

چشم مہتر با خرد چوں بود جفت *** پس بداں دیدہ جہاں را جیفہ گفت

باسگاں بگذار تو ایں وار را *** خرد بہ شکن شیشۂ پندار را

حضرت سعدیؒ نے فرمایا ہے:۔

دنیا کہ جسر آخرش خواند مصطفےؐ *** جائے نشست نیست ببایدِ گذ ارکرد

بدیں وجہ ہمارے حاذق و محقق اطبائے معنوی علیم الرحمۃ نے مخدوش و منحوس امراضِ باطنی کے مضر و مسموم اثرات سے جو بہ تعلقاتِ دنیا رونما ہوتے ہیں محفوظ رکھنے کی خاطر اس مجرب نیز سریع الاثر تریاق کا استعمال تجویز فرمایا ہے کہ جب طالبِ صادق کو بتوفیقِ ایزدی نفسِ بد سرشت کے عاداتِ رذیلہ و خواہشاتِ قبیحہ کی تنبیہ و نگاہداشت پر کافی دسترس ہوجائے اور حصولِ مدارج تقربِ الٰہی کے شوق میں گوناگوں و روز افزوں ترقی ہونے لگے تو بصد صدق و خلوص حسبِ ایماء تعلیم و تربیتِ مرشدِ کامل ترکِ دنیا و مافیھا کے مجاہدہ میں سعیِ مسلسل و جدوجہدِ کامل کرے۔ حتٰی کہ بہ تصرفِ شیخ متاعِ دنیا سے بالکل انقطاع و اغراضِ دنیا سے اعراض کرنے میں کوئی تردد و تکلف نہ کرے اور یہ عنایتِ رحمان الدنیا و رحیم الآخرۃ یہ حال وقال نصیب ہوکہ ہر حال قلبِ مطمئن کو ایثار و عافیت کے لئے آمادہ وتیار دیکھے تو اس کارِ خیر میں کاہلی وتاخیر نہ کرے اور صرف رب العزت کے بھروسہ پر بفحوائے " وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلاً" بغیر کسی غور و انتظار

کے سروکارِ دنیا سے صحیح معنی میں یک لخت دست کش و دست بردار ہوکر وادیِ تفرید و تجرید کی سیر میں مصروف، مشغول و منہمک ہوجائے، بقول :-

ہیچ کارے بے تامل گرچہ صایبؔ خوب نیست* بے تامل آستیں افژوں از دنیا خوش است**

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیئے کہ زہدِ کامل کی صحیح و حقیقی صفت سے وہی عالی خیال زاہد موصوف ہوتا ہے جس کا زہد اختیاری ہو، نہ کہ " میں خود آیا نہ تھا لایا گیا ہوں *** کھلونا دے کے بہلایا گیا ہوں " والی اضطراری و فراغ بالی نیز مذہبِ اسلام توارثی مذہب ہے اور بہر کیف بہر نوع و بہر طریق، ہم یا ہماری آل گوپال ہی کو سریر آرائے سلطنتِ روحانی ہونے کا فخر اور اعزاز حاصل ہے کی خام خیالی پر، اور نہ ہی سریر آرائے سلطنتِ روحانی ہونے کا فخر اور اعزاز حاصل ہے کی خام خیالی پر اور نہ ہی سریر آرائے سلطنتِ روحانی و بنج بیوپار مشیخت کے مفاد کی سمجھ بوجھ و دھن میں، چاہیئے کہ زاہدانہ زندگی کے طے منازل کے ضمن میں اس صفت کو نہایت مستحسن نیز سہل الحصول ہی نہ سمجھے بلکہ اس کو سرمایۂ ناز اور باعثِ فخر و اعزاز جانے اور جوشِ مسرت میں زبانِ حال سے کہیئے " **خوش آں دم کاں زاستغنائے مستی، فراغت بخشد از شاہ و وزیرم** " شارح فصوص الحکم فرماتے ہیں کہ " سبحان اللہ دل صافی ایک ایسا آئینہ ہے کہ شاہدِ حقیقی کو اس میں دیکھتے ہیں اور اپنی رویت اس میں گم ہوجاتی ہے اور خود مشہود شاہد ہوجاتا ہے، یہ ایک دولتِ عظمیٰ و نعمتِ کبریٰ ہے، بدوں فضلِ حق اور ترکِ دنیا کے حصول اس کا ممکن نہیں ۔

(خصوص الحکم)

متذکرۂ صدر ارشاد کا مفہوم یہ کہ سببِ اظہارِ زہد اکثر و بیشتر یوں واقع ہوتا ہے کہ سالک راہِ طریقت بعد توبہ نصوح جب نفس بدکیش و مذموم صفات کو خواہشاتِ لذات اور حظوظِ شہوات سے روکتا ہے اور بمصقلۂ ذکر و ورع مواد طمع سے آئینۂ

دل صاف ہوجاتا ہے تو اس حالت میں بہ عنایتِ رب العزت حقیقتِ دنیا اور آخرت کا قلبِ سالک پر انکشاف ہوتا ہے، اس وقت طالبِ راہِ حق دنیا کا قبیح حادث دیکھ کر از راہِ تنفر بے ساختہ کہتا ہے :-

تاکئے غمِ دنیائے دنی اے دلِ ناداں * حیف است زخوبی که شود عاشقِ زشتی**

اور آخرت کے حسن ثبات و بقا پر رغبت ہوتی ہے لہٰذا اس وقت آثارِ زہد ظاہر و ہویدا اور پیدا ہوتے ہیں اور رفتہ رفتہ حقیقتِ زہد (ترکِ دنیا) متحقق و ہویدا ہوتی ہے لہٰذا اس وقت بصدِ عجز و نیاز عرض کرتا ہے :-

دولتِ فقرِ خدا یا بمن او زانی دار * کیں کرامت سببِ حشمت و تمکینے نیست**

مختصر ایں کہ صاحبِ عزم و ہمت ، سالکینِ راہِ طریقت ، سفرِ سیر و سلوک میں بافضال حضرتِ احدیت یہ ترکِ دنیا کا سخت ترین مرحلہ جس کو ہم فولاد کے چنوں اور اہلِ ظاہر رہبانیت کے نام سے موسوم کرتے ہیں طے کرنے کے بعد جب زہد کی وادیِ پرسکون میں بصدِ تمکین خلوت گزیں ہوتے ہیں تو سروشِ غیبی کا یہ مژدۂ امید افزا بگوشِ ہوش سنتے ہیں :-

از سرِ دنیا گزشتی غم مخور * خوش بخور ہم خوش بدار ایام را**

الغرض آیاتِ کلام اللہ و احادیثِ محمد رسول اللہ ﷺ نیز تصانیفِ اہل اللہ داعیانِ الی اللہ ، شہنشاہانِ اولیاء ، اطباءِ حاذقِ روحانی ، و رہبرانِ راہِ وادیِ سلوک و دیدِ حق نیز صونیائے کرام کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ زہد (یعنی اسبابِ دنیاوی سے اعراض ، احتراز و اجتناب نیز) محبتِ کامل کا نتیجہ اور کتابِ عشقِ الٰہی کا مقدمہ ہے اور بالفاظِ عام فہم ترکِ دنیا بہت بلند و جلیل القدر مقام ہے ۔ چنانچہ طالبِ صادق کو دیدارِ خدا کے لئے ترکِ دنیا لازم و ملزوم ہے چوں کہ لذائذِ دنیا و لوازماتِ دنیا نیز اس کی آرائش و زیبائش میں ایک زہریلا و سمی مادہ ہوتا ہے اور قلوب عام طور سے بیمار ہیں،

بنا بریں اکثر وبیشتر کثرت سے قرآنِ حکیم کی آیات اور احادیثِ شریفہ میں اس سے بچ رہنے کے ہدایات اور ترغیبیں آئی ہیں، اور اگر حق پوچھو تو تمام کا تمام قرآن خدائے قدوس کی وحدانیت ، دنیا کو ٹھکرائے حصولِ اعمالِ صالح کی ترغیب وہدایت سے بھرا پڑا ہے اور " یہاں دیکھنے کو نظر چاہیئے" علاوہ ازیں دنیائے دوں کی خواہش کو خاص طور سے غیر پسندیدہ مہلک بتلایا گیا ہے ، اِسی لئے حضورِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ " اللہ جل شانہ ، جس بندہ سے محبت کرتے ہیں دنیا سے اس کی ایسی حفاظت فرماتے ہیں اور اس کو اہتمام سے بچاتے ہیں جیساکہ تم لوگ اپنے بیمار کو پانی سے بچاتے ہیں " (مشکوٰۃ) حالانکہ پانی بنی نوعِ انسان کے لئے کیسی ضروری چیز ہے کہ زندگی کا دارومدار ہی اس پر ہے۔ بغیر اس کے زندگی رہ نہیں سکتی، لیکن اس سبب کے باوجود اگر کوئی بیمار کے لئے مضر بتلادے تو کتنی کتنی ترکیبیں اس کو پانی سے روکنے کی کی جاتی ہیں اور یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ مال کی کثرت سے عموماً نقصانات زیادہ پہنچتے ہیں ، اور یہ اس وجہ سے ہے کہ ہمارے قلوب ایسے صاف نہیں ہیں کہ وہ دنیاوی نشہ سے متاثر نہ ہوں۔ چنانچہ متعدد ہدایات وروایات میں حضورِ کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی کے پاس دو جنگل سونے کے ہوں پھر بھی تو وہ تیسرے کا طالب ہوتا ہے اور دنیا کا مشاہدہ اور تجربہ بھی خود یہ بتلاتا ہے کہ کوئی شخص کسی مقدار پر بھی قناعت کرنے والا نہیں ہے (بلوغِ المرام)

کوزۂ چشمِ حریصاں پُر نہ شد * تا صدف قانع نہ شد پُر دُر نہ شد**

اِلَّامَاشَاءَ اللہ ، اس وجہ سے قرآنِ پاک واحادیث میں کثرت سے ترکِ دنیا، توکل، رضا وتسلیم کے ترغیبات دی گئی ہیں کہ یہ جوع البقر صفحۂ ہستی سے کوچ کر رہے، علاوہ ازیں دنیا کی حقیقت اور اس کی حقیقی گندگی وناپائیداری واضح سے واضح تر کی گئی ہے وہ اس طرح کہ جو چیز بہر حال بہت جلد زائل وفنا ہونے والی ہے اس سے آدمی کیا دل لگائے ، دل لگانے کی چیز تو وہی ہے جو ہمیشہ رہنے والی اور ہمیشہ کام آنے والی ہے، بنا بریں دنیا کی مذمت سے متعلق ان گنت

آیات و احادیث کے منجملہ کچھ آیات و احادیث نیز آیاتِ قرآنِ آسا ارشاداتِ اولیاء، اتقیاء و حکما و حاذقِ روحانی، و رہبرانِ راہِ وادیِ سلوک و دیدِ حق برائے مطالعہ ناظرین درج ذیل ہیں:-

آیات

(1) زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ط ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ج وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○ قُلْ اَؤُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرٍ مِّنْ ذٰلِکُمْ ط لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ ○ اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ ○ (سورة آل عمران 14-17)

(1) ترجمہ:- آراستہ کردی لوگوں کے لئے خواہشات کی محبت (مثلاً) عورتیں ہوئیں اور بیٹے ہوئے اور ڈھیر لگے ہوئے سونے اور چاندی کے اور نشان لگے ہوئے (یعنی عمدہ اور اعلیٰ) گھوڑے اور دوسرے مویشی اور زراعت (لیکن یہ سب چیزیں) دنیاوی زندگی کے استعمال کی چیزیں ہیں، اور انجامِ کار کی خوبی (اور کام آنے والی چیز تو اللہ ہی کے پاس ہے (اے محمدؐ) تم ان لوگوں سے کہدو کیا تم کو ایسی چیز بتادوں جو (بدرجہا) بہتر ہو، ان سب چیزوں سے (وہ کیا ہے غور سے سنو) ایسے لوگوں سے جو اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں ان کے رب کے پاس (ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ وہ لوگ رہیں گے اور (ان کے لئے وہاں) ایسی بیبیاں ہیں جو ہر طرح پاک صاف و ستھری ہیں اور (ان سب سے بڑھ کر چیز) اللہ کی خوشنودی ہے، اور اللہ تعالیٰ بندوں (کے احوال) کو خوب دیکھنے والے ہیں (یہ لوگ جن کے آخرت کی چیزیں ہیں ایسے لوگ ہیں) جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار

! ہم ایمان لے آئے ہیں پس آپ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجئے اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا دیجئے یہ لوگ (وہ ہیں جو مصیبتوں پر) صبر کرنے والے ہیں ، سچ بولنے والے ہیں ، (اللہ تعالےٰ کے سامنے) عاجزی کرنے والے ہیں ، اور (نیک کاموں میں مال) خرچ کرنے والے ہیں اور پچھلی رات میں گناہوں کی معافی چاہنے والے ہیں ۔

(سورۃ آل عمران ۔ 14-17)

(1) دنیا کی جتنی بھی چیزیں ہیں تین قسم میں داخل ہیں ، معدنیات ، نباتات و حیوانات ، حق تعالےٰ شانہٗ نے ان آیات میں تینوں کا ذکر فرما کر ساری چیزوں کی محبت کو شہوتوں کی محبت سے تعبیر کیا ہے اور دنیا کی ساری ہی چیزوں پر متنبہ فرمایا ہے ۔

(2) اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَۃِ ز فَلَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝

(سورۃ البقرہ 86)

(2) ترجمہ :- یہ لوگ ہیں جنھوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے میں خرید لیا ، پس نہ تو ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی نہ تو ان کی کسی قسم کی مدد کی جائے گی ۔ (سورۃ البقرہ 86)

(3) فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَ مَالَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ نَصِیْبٌ مِّمَّا کَسَبُوْا ط وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝ (سورۃ البقرہ 200-202)

(3) ترجمہ :- پس بعض لوگ تو ایسے ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں تو جو کچھ دینا ہے وہ دنیا ہی میں دے دے (پس ان کو تو جو کچھ ملنا ہے دنیا ہی میں مل جائے گا) ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے ، اور بعض لوگ یوں کہتے ہیں اے اللہ ہم کو دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما ، اور ہمیں

دوزخ کے عذاب سے بچالے ، یہی لوگ ہیں جن کے لئے حصہ ہے اس چیز سے جو انھوں نے (نیک اعمال) سے کمایا ہے ۔ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے ۔ (سورۃ البقرہ ۔200-202)

(4) وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوۡفٌ ۢ بِالۡعِبَادِ ۝ (سورۃ البقرہ 207)

(4) ترجمہ :- بعض آدمی بیچ دیتے ہیں اپنی جان کو اللہ کی رضا کی چیزوں میں ، اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں پر مہربان ہیں ۔ (سورۃ البقرہ 207)

(5) زُيِّنَ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا وَيَسۡخَرُوۡنَ مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ۘ وَالَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا فَوۡقَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ۝ (سورۃ البقرہ 212)

(5) ترجمہ :- دنیاوی معاش کفار کے لئے آراستہ کردی گئی ہے اور وہ مسلمانوں کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں حالانکہ یہ مسلمان جو کفر و شرک سے بچتے ہیں قیامت کے دن ان کافروں سے (درجوں میں) بلند ہوں گے ، اور آدمی کو محض فراغِ معیشت پر غور نہ کرنا چاہیئے ، یعنی روزی تو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں وہ بے حساب دیتے ہیں (اس لئے محض امیر ہونا کوئی فخر نیز آئندہ کام آنے والی چیز نہیں ہے ۔ (سورۃ البقرہ 212)

(6) ترجمہ :- اور یہ (دنیا کی زندگی کے) دن ان کو ہم لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے ہیں (سورۃ اٰل عمران ع 14) ۔

(7) قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡيَا قَلِيۡلٌ ۚ وَالۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۛ وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ فَتِيۡلًا ۝ اَيۡنَ مَا تَكُوۡنُوۡا يُدۡرِكْكُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ بُرُوۡجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ (سورۃ النساء۔ 77-78)

(7) ترجمہ :- کہہ دو (اے محمدؐ) دنیا کی پونجی بہت تھوڑی (نیز چند روزہ) ہے اور آخرت ہر طرح سے بہتر ہے

اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو، اور تم پر ذرہ برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ تم چاہے کہیں بھی ہوں وہاں ہی موت آ کر رہے گی اور تم قطعی چونہ کے قلعوں میں ہی کیوں نہ ہوں (پھر جب مرنا بہرحال ہی ٹھیرا تو اس کی فکر ہر وقت ہی رہنا چاہیئے)۔ (سورۃ النساء ع 11)

(8) وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ط وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام 32)

(8) ترجمہ :- اور دنیاوی زندگی کچھ بھی نہیں ہے بجز لہو و لعب کے اور آخرت کا گھر متقیوں کے لئے بہتر ہے، تمہیں عقل نہیں ہے (جو ایسی صاف و صریح بات و واضح بات جو دنیا کے اس لہو ولعب کو آخرت کی عمدہ زندگی سے کچھ بھی مناسبت نہیں ہے۔ (سورۃ الانعام 32)

(9) وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا۔۔ الخ (سورۃ الانعام 70)

(9) ترجمہ :- ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش (متنفر یکسو علحٰدہ) رہو، جنھوں نے اپنے دین کو لہو ولعب بنا رکھا ہے اور دنیاوی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ (سورۃ الانعام۔ 70)

(10) وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ج (سورۃ الانعام۔94)

(10) ترجمہ :- اور تم ہمارے پاس (مرنے کے بعد) تنہا تنہا ہو کر آؤ گے جس طرح ہم نے تم کو دنیا میں اول مرتبہ پیدا کیا تھا (کہ ہر شخص علحٰدہ علحٰدہ پیدا ہوتا ہے) اور جو کچھ ہم نے تم کو (دنیاوی مال و منال ساز و سامان و متاع) عطا کیا تھا اس کو وہیں چھوڑ آئے (سورۃ الانعام۔ 94)

(11) ترجمہ :- (دنیاوی حب و جاہ، مال و منال، علایق، آرائش، زیب و زیبائش پر) تفاخر نے تم کو آخرت سے

غافل کر رکھا ہے حتیٰ کہ تم (مرکر) قبر میں پہنچ جاتے ہو، ہرگز (یہ چیزیں قابلِ قدر، فخر اور توجہ) نہیں ہیں ، تم کو بہت جلد (قبر میں جاتے ہی) معلوم ہوجائے گا (کہ دنیا کیا تھی اور آخرت کیا ہے) پھر تم کو دوسری مرتبہ متنبہ کیا جاتا ہے کہ ہرگز (دنیا قابلِ فخر و التفات) نہیں، (تم کو بہت جلد قبروں سے نکلتے ہی حشر میں) معلوم ہوجائے گا او رتم کو تیسری مرتبہ متنبہ کیا جاتا ہے ، ہرگز (دنیا قابلِ توجہ اور بھولے سے بھی دیدنی) نہیں ! اگر تم یقینی طور پر (قرآن و حدیث سے) اس بات کو جان لیتے (کہ ان چیزوں سے دل لگائے ، ان سے کھیلنے کے قابل نہیں جیساکہ تم مرنے کے بعد اس کا یقین ہو تو کبھی بھی اس کو بھولے بسرے دیکھے مشغول نہ ہوتے) واللہ تم جہنم کو ضرور دیکھو گے (وہ مقام کوئی فرضی نہیں ہے ، دوبارہ تم سے تاکید سے) پھر (کہا جاتا ہے) واللہ ! تم اس کو ایسا دیکھو گے حق الیقین کی آنکھوں سے (یعنی اس کا دیکھنا بالکل یقینی اور قطعی ہے) پھر اس دن تمہاری نعمتوں کی پوچھ گچھ ہوگی (کہ اللہ کے عطا شدہ نعمتوں کا کس طرح حق ادا کیا۔ (سورۃ المعارج ع 1)

بزرگو، بھائیو، دوستو اور عزیزو! یہاں تک تو میں نے کتاب اللہ سے صرف گیارہ آیات پیش کرنے کی عزت حاصل کی ، ذرا کچھ غور و فکر سے دیکھو کہ ہمارا منعمِ حقیقی ہمیں طرح طرح کی ہدایتیں دے ، نت نئی رغبتیں دلوائے ، دنیاوی بے ثباتی و ناپائیداری کو ہمارے آگے رکھے صراط المستقیم پر لگا رکھنے کی خاطر کیا کیا عجیب و غریب طریقوں ، انوکھی سج دھج ، نیز عدیم المثال سلیقوں و مختلف النوع طرائق سے جھنجھوڑ کر اٹھائے چونکا رہا ہے اور ہم ہیں کہ ہوا در سر ، ہوس در دل ، دو پا در گل ، از سر تا بقدم دنیا میں لت پت " لارھبانیة فی الاسلام " کی تانیں لگائے ، اب تو یہاں خیر سے گذرتی ہے عاقبت کی خبر خدا جانے ، والی نغمہ سنجی کئے ، میٹھی میٹھی متوالی نیند لئے ، آنند بھرے خواب دیکھ رہے ہیں ۔

دھیان دیجیئے ۔ تمام کے تمام آیاتِ متذکرۂ صدر عموماً نیز آخری ہر سہ آیات میں خصوصاً دنیاوی بے ثباتی و بے التفاتی نیز ترکِ دنیا و حبِ جاہ ، زیب و زینت و زیبائش ، آرائش و علائقِ دنیا سے پرہیز ، گریز ، اجتناب و احتراز سے متعلق ہدایات دی

جاکر ارشاد ہوتا ہے کہ جس طرح آدمی ماں کے پیٹ سے بغیر مال و منال و متاع پیدا ہوتا ہے، اِسی طرح قبر کی گود و لحد کی آغوش میں تنِ تنہا و واحد ہی جاتا ہے اور یہ سب زالِ دنیا کشیدہ فال چند سے مستعار لئے اکھٹا کیا گیا۔ کھلونہ (مال و منال) یہیں کا یہیں رہ جاتا ہے، بجز اس کے کہ اپنی زندگی میں، " جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی، حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا " والا تفقہ فی الدین کے تحت جو کچھ بطوع و طبع و جان و دل اللہ تعالےٰ کے ریزرو بنک میں مختلف اوقات میں ملے وقت کو غنیمت جانے، ڈپازٹ کروا چھوڑا تھا وہی کام آئے گا اور بس۔

احادیث

(1) ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہوا ہے کہ جو شخص اس چیز کی طلب میں لگ گیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، آسمان اس کا سایہ ہو، زمین اس کا بستر ہو، دنیا کی کسی چیز کی اس کو فکر نہ ہو، تو ایسا شخص بغیر کھیتی کے روٹی کھائے گا، بغیر باغ لگائے پھل کھائے گا۔ اللہ پر اس کا توکل ہو، اور اس کی رضا کی جستجو میں لگا رہتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ ساتوں آسمان، اور ساتوں زمینوں کو اس کی روزی کا ذمہ دار بنا دیتے ہیں، وہ سب کے سب اس کو روزی پہنچانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں، اس کا حلال روزی پہونچانے میں کوتاہی نہیں کرتے، اور وہ بغیر حساب کے اپنی روزی پوری کرلیتا ہے۔ (دُرمنثور)

(2) ایک اور حدیث میں حضرت ابنِ عباسؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے مسجدِ خیف (مٹی کی مسجد) میں وعظ فرمایا، اس میں حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا کہ جس شخص کا مقصد دنیا بن جائے حق تعالیٰ شانہٗ اس کے احوال کو پریشان اور منتشر کردیتے ہیں اور فقر (کا خوف) ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہتا ہے، اور دنیا تو جس قدر ہے اس سے زیادہ تو ملتی ہی نہیں۔ (ترغیب)

(3) حضرت ابوذرؓ، حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں دنیا کے پیچھے پڑھ جائے، اس کا حق تعالیٰ شانہٗ سے کوئی واسطہ نہیں اور جس کو مسلمان کا (ان کی بھلائی کا خیر خواہی کا) ذکر نہ ہو، اس کو مسلمانوں سے کوئی واسطہ نہیں اور جو (دنیاوی اغراض کے لئے) اپنے آپ کو خوشی سے ذلیل کرے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں (محض چار پیسے کے لئے) یا کوئی اور دنیاوی غرض کی خاطر اپنے آپ کو دوسروں کے آگے ذلیل کرنا یقیناً اپنی قدر وقیمت کا نہ پہچاننا ہے اور اپنے بزرگوں کے نام کو دھبہ لگانا ہے، جس کی طرف اپنی نسبت ہے۔ (ترغیب) کسی یکتا نے کہا ہے:-

اے مریدِ ہوائے نفس حریص *** شیفتہ برزہر ہمچو جُلابی

قیمتِ خویش را خیس مکن *** کہ تُو در اصل گوہرِ نابی

(4) حضرت انسؓ حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ چار چیزیں بد بختی کی علامت ہیں (1) آنکھوں کا خشک ہوجانا (کہ اللہ کا خوف سے کسی وقت بھی آنسو نہ ٹپکے (2) دل کا سخت ہونا کہ (اپنی آخرت کے لئے یا کسی دوسرے کے لئے کسی وقت بھی نرم نہ پڑے (3) آرزوں کا لانبا ہونا اور (4) دنیا کی حرص (ترغیب)۔

(5) حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص دنیا سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو اپنی آخرت سے محبت رکھتا ہے (وہ صورت کے اعتبار سے) دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے۔ پس (جب یہ ضابطہ ہے تو

جو چیز ہمیشہ رہنے والی ہے (یعنی آخرت) اس کو ترجیح دو، اس چیز پر جو بہرحال فنا ہونے والی ہے (تنبیہ الغافلین)

(6) ایک حدیث میں حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا (آخرت میں) گھر نہیں اور دنیا ہی اس شخص کا مال ہے جس کا (آخرت میں) مال نہ ہو، اور دنیا کے لئے وہ شخص مال جمع کرتا ہے جس کو بالکل عقل نہیں ہے۔ (درمنثور)

(7) حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ دنیا خود ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب ملعون ہے بجز اس کے جو حق تعالےٰ شانہٗ کے لئے ہو۔ (جامع الصغیر)

(8) حضورِ پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہت تعجب ہے اس شخص پر کہ اس پر ایمان رکھتا ہے کہ آخرت دائمی اور ہمیشہ رہنے والے ہے اور اس کے بعد بھی وہ اس دھوکے کے گھر دنیا کے لئے کوشش کرتا ہے۔ ایک مرتبہ حضورِ اقدس ﷺ ایک کوڑی (گھوڑ) کے پاس سے گذرے، جہاں کچھ بوسیدہ ہڈیاں، پاخانہ اور پرانے پھٹے ہوئے چیتھڑے پڑے ہوئے تھے، حضورِ اقدس ﷺ وہاں کھڑے ہوگئے اور ارشاد فرمایا کہ آؤ لو دیکھو کہ یہ ہے دنیا کا منتہیٰ اور اس کی ساری زیب و زینت، ایک اور حدیث میں ایک مجمل ارشاد کی تفصیل بھی آئی ہے لیکن علامہ عراقیؒ وغیرہ حضراتِ محدثین فرماتے ہیں کہ ہمیں وہ روایت نہیں ملی کہ کہاں ہے۔ تاہم امام غزالیؒ نے اس کو نقل کیا ہے، مذمتِ دنیا کی گویا اس کتاب میں نیز صاحبِ قوت نے اس کو حسن بصریؒ سے مرسلاً نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ سے حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ آیا میں تمہیں دنیا کی حقیقت دکھلاؤں میں نے کہا ضرور ارشاد فرمائیں۔ حضورِ اقدس ﷺ مجھے ساتھ لے کر مدینۂ منورہ سے باہر ایک گھوڑ پر تشریف لے گئے جہاں آدمی کی کھوپریاں، پاخانے اور پھٹے ہوئے چھیتڑے اور ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ابوہریرہؓ یہ آدمیوں

کی کھوپریاں ہیں ، یہ دماغ اس طرح دنیا کی حرص کرتے تھے جس طرح آج کل تم زندہ کر رہے ہو۔ یہ بھی اِسی طرح امیدیں باندھا کرتے تھے ، جس طرح تم لوگ امیدیں لگائے ہوئے ہو، آج یہ بغیر کھال کے پڑی ہوئی ہیں ۔ اور چند روز گذرنے کے بعد مٹی ہوجائیں گی ، یہ پاخانہ وہ رنگ برنگ کے کھانے ہیں جن کو بڑی محنت سے کمایا حاصل کیا، پھر ان کو تیار کیا اور کھایا، اب یہ اس حال میں بکھرے پڑے ہوئے ہیں کہ لوگ ان سے (نفرت کرکے) بھاگتے ہیں (جن کی خوشبو دور سے لوگوں کو اپنے طرف متوجہ کرتی تھی، آج اس کا منتہٰی یہ ہے کہ اس کی بد بو دور سے لوگوں کو اپنے طرف سے متنفر کرتی ہے۔ یہ چھیتڑے اس زیب و زینت کا لباس تھا (جن کو پہن کر آدمی اکڑتا تھا، آج یہ اس حال میں ہے کہ ہوائیں ان کو ادھر ادھر پھینکتی ہیں ، یہ ہڈیاں ان جانوروں کی ہڈیاں ہیں جن پر لوگ سواریاں کیا کرتے تھے (سواریوں پر بیٹھے مستی سے مٹکتے تھے) اور یہ دنیا میں گھومتے تھے۔ پس جسے ان احوال پر (اور ان کے عبرتناک انجام پر) رونا ہو، وہ ان کو دیکھ کر روئے ۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم سب بہت روئے ، ایک اور حدیث میں حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ دنیا (ظاہرہ) اعتبار سے) بہت میٹھی اور سرسبز ہے اور حق تعالٰی جل شانہٗ تم کو اس میں ان کے اسلاف کا جانشین اس لئے بنایا ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ تم اس میں کیا عمل کرتے ہو۔ بنی اسرائیل پر جب دنیا کی فتوحات ہونے لگیں تو وہ اس کی زیب و زینت اور عورتوں اور زیوروں کے چکر میں پڑ گئے ۔

(احیاءالعلوم درمذمتِ دنیا) ۔

(9) حضرت ابو سعید حذریؓ فرماتے ہیں کہ حضرت اسامہؓ نے ایک باندی قرض پر خریدی ، اور ایک مہینہ کا وعدہ (قیمت ادا کرنے کا) کرلیا۔ حضورﷺ کو جب اس کا علم ہوا تو ارشاد فرمایا کہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اسامہؓ نے ایک مہینہ کے وعدہ سے قرض خریدا۔ اسامہؓ کو بھی (اپنی زندگی کی) بڑی لانبی امید ہے ۔ (گویا اس کو یقین ہوگیا ہے کہ ایک مہینہ تک وہ زندہ ہی رہے گا) اس کے ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ، مجھے آنکھ

سے پل جھپکنے تک کی بھی زندگی کا یقین نہیں ہوتا اور پانی پینے کا پیالہ جب بھی اٹھاتا ہوں، تو اس کے رکھنے تک بھی اپنی زندگی کا یقین نہیں ہوتا، قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جن چیزوں کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے (موت ، قیامت ، حساب وکتاب وغیرہ) سب چیزیں خود آنے والی ہیں اور تم لوگ حق تعالیٰ شانہٗ کو عاجز نہیں کرسکتے (کہ وہ کسی کام کا ارادہ فرمائے اور کوئی اس میں رکاوٹ ڈال دے ۔ (مشکوٰۃ) ۔

(10) حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو یہ ارشاد فرمایا کہ اپنے آپ کو دنیاوی ناز و نعم سے محفوظ کئے نیز بچائے رہنا، اس لئے کہ اللہ کے نیک بندے دنیا کے ناز و نعم میں لگنے والے نہیں ہوتے (مشکوٰۃ)

(11) سرورِ کائنات حضورِ اقدس ﷺ کا ارشادِ پاک ہے کہ جب تو یہ دیکھے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کسی گنہگار پر اس کے گناہوں کے باوجود دنیا کی وسعت فرمارہا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی طرف سے ڈھیل ہے ، پھر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ۔ پس جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی نصیحت ان کو کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر (دنیا و راحت ملی کے) ہر قسم کے دروازے کھول دیئے ، یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں پر جو ان کی ملی تھیں اترانے لگے ، تو ہم نے ان کو دفعتاً پکڑ لیا ، پھر تو وہ حیرت میں رہ گئے (مشکوٰۃ)

(12) حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم دس آدمی جن میں سے میں بھی ایک تھا حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ، ایک انصاری نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ سب سے زیادہ سمجھ دار اور سب سے زیادہ محتاط کون ہے ؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو لوگ موت کو سب سے زیادہ یاد کرتے تھے یاد کرنے والے ہوں، یہی لوگ ہیں جو دنیا کی شرافت اور آخرت کا اعزاز لے اڑے (اتحاف)

(13) ایک مرتبہ حضورِ اکرم ﷺ نے قرآنِ پاک کی ایک آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ جلِ شانہٗ جن کو ہدایت فرمانے کا ارادہ فرماتے ہیں اسلام کے لئے اس کے سینے کو کھول دیتے ہیں (کہ اسلام کے متعلق ان کو شرح صدر ہو جاتا ہے) اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ (اسلام کا نور) جب سینہ میں داخل ہوجاتا ہے تو سینہ ان کے لئے کھل جاتا ہے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کی (کہ اسلام کا نور سینہ میں داخل ہوجانے کی) کوئی علامت ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دھوکے کے گھر (دنیا سے) بُعد پیدا ہونا، ہمیشہ رہنے والے گھر (آخرت) کی طرف رجوع اور موت آنے سے پہلے اس کے لئے تیاری (مشکوٰۃ)

متذکرۂ صدر آیاتِ قرآن آسا، ارشادات و فرموداتِ عالیہ خاتم المرسلین، حبیبِ خدا احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ تمام کے تمام ہدایات و ترغیبات دیتے ہیں کہ دنیا کی زندگی چاہے کتنی ہی زیادہ ہو جائے بہرحال ختم ہونے والی ہے۔ اور اس کا مال و متاع اور اس کی زیب و زینت چاہے کتنی ہی زیادہ سے زیادہ ہوجائے ایک دن یہاں کی یہاں جوں کی توں رہ جانے والے ہیں، موت کی وجہ سے چھوٹ جائے چاہے ضائع ہو رہنے سے، تو تم کہتے ہیں کہ جو فانی شئے کسی نہ کسی طور و طریق پر لامحالہ، گویا لازم و ملزوم طور پر جدا ہو رہنے والی ہے، کیوں نہ ہم تحتِ احکامِ کتاب و سنت ترک کئے موجب و باعثِ رضا و خوشنودئ حق نہ بن رہیں۔ چنانچہ اس خصوص میں شارح فصوص الحکم نے جو اصولِ قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ و شطاریہ لکھے ہیں اور جو ہمیں بہت پسند آئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ "اصولِ قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ و شطاریہ کے یہ دس (10) طریق جو سابقہ طرائق سے اقرب ہیں وہ یہ کہ:-

(1) اول تو یہ کہ وہ باہر آنا طالب کا ہے ہر مطلب سے جو ماسوئ اللہ ہے جیسے کہ موت کے وقت ہوتا ہے۔

(2) دوسرے زہد کہ وہ ترک ہے دنیا و مافیہا کا جیسا کہ موت کے وقت ترک کرنا ہے۔

(3) تیسرے توکل کہ وہ ترک کرنا ہے اسبابِ ظاہری کو جیساکہ موت کے وقت ترک کرنا ہے۔

(4) چوتھے قناعت، لغت میں اندک چیز پر راضی ہونے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ترک کرنے شہوات اور خواہشِ نفسانی کو جیسے کہ موت کے وقت ہوگا اور شب و روز حق تعالیٰ سے خوش رہ کر حق تعالےٰ کو حق تعالےٰ سے طلب کرنے کو کہتے ہیں۔

(5) پانچوں عزلت کہ وہ انقطاع و فرار کرنا ہے خلائق سے جیساکہ موت کے وقت۔

(6) توجہ الی اللہ اور اعراض عن ماسویٰ اللہ، جیساکہ موت کے وقت ہوگا تاکہ نہ باقی رہے کوئی مطلوب اور محبوب اور معشوق سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

(7) صبر کہ وہ ترک کرنا ہے حظوظِ نفسانیہ کو مجاہدہ سے جیساکہ موت کے وقت بغیر مجاہدہ کے ترک کرنا ہوگا۔

(8) اٹھواں ذکر کہ وہ ترک کرنا ہے ذکرِ غیر حق کو جیساکہ موت کے وقت ترک کرنا ہوگا۔

(9) نواں مراقبہ کہ وہ ترک کرنا ہے اپنے حول و قوت کو اور فنا کر دینا اپنے تیئں حق تعالےٰ میں جیساکہ موت کے وقت ہوگا۔

(10) دسواں رضا کہ وہ ترک کرنا ہے اپنے رضائے وقت کو ساتھ رضائے حق تعالیٰ اور تسلیم کر دینا اپنے تیئں ساتھ حکمِ ازلی حق تعالےٰ کے جیساکہ موت کے وقت وغیرہ۔

حاصلِ کلام ایں کہ دنیا دو روزہ ہے اور آدمی میں ذرا سی عقل بھی ہو تو ضرور بضرور ایسے تھوڑے سے وقت میں ایسی چیز کو اختیار کرنا چاہیئے جو ہمیشہ اپنے پاس رہے گی لیکن ایسی چیز کے پیچھے پڑنا جو کسی طرح بھی ہمیشہ اپنے پاس نہیں رہتی یا رہ سکتی بے وقوفی کی انتہا ہے۔

حیف صد حیف، وائے بدبختی و ناکامی کہ ہم کو فانی دنیا نیز اس کا مال و منال، آرائش و زیبائش اور لمبی لمبی امیدوں کی زہریلی شکر آلود، میٹھی میٹھی گولیاں، خواب آور گولیاں دیئے تھپک تھپک کر سلا رہے ہیں اور ہم " خدا کو بھول گئے، لوگ فکرِ روزی میں، " خیالِ رزق ہے، رزاق کا خیال نہیں " کے عین مصداق ہو رہے ہے۔ غفلت و رخصت کا لحاف اوڑھے متوالی نیند سو رہے ہیں۔

حضورِ اقدس ﷺ نے ایک صحابیؓ کو دیکھا کہ چونے سے مکان تعمیر کر رہے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ موت اس سے زیادہ قریب ہے، ایک اور حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد آیا ہے کہ دنیا دار کی مثال اس شخص کی ہے جو پانی پر چل رہا ہے، کیا کوئی شخص اس کی طاقت رکھتا ہے کہ پانی میں چلے اور اس کے پاؤں نہ بھیگیں۔ شمعِ محمدی ﷺ کے پرستار پروانو! جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بدن تو دنیا کی ناپاک لذتوں سے متمتع ہو رہے ہیں لیکن ہمارے دل دنیا سے پاک ہیں اور قلبی تعلقات دنیا سے یکلخت ٹوٹے ہوئے ہیں، سنو! یہ ہمارا باطل تخیل شیطانی وسوسوں کے ماسوا، امتِ محمدیؐ کے بھولے بھالے معصوم، نیز تعلیمات سے ناواقف مسلمانوں کے ساتھ ایک مکر ہے، اگر حقیقت میں ان کے پرلے سے دنیا کا جو کچھ میسر شدہ حصہ ہے چھین لیا جائے تو وہ اس کے فراغ کے غم و غصہ و وحشت میں بیواؤں کی طرح مضطریانہ واویلا کئے یک لخت بے چین تو کیا پاگل ہو جائیں گے۔ حاصلِ کلام ایں کہ جس طرح پانی پر چلنے سے پاؤں لا محالہ بھیگتے ہیں، اِسی طرح دنیا کے ساتھ تعلق اور اختلاط، دل میں لازمی طور پر ضرور بضرور پیدا کرتا ہے

اور یہی ظلمت کتاب و سنت کے عین منافی ، بنی نوع انسانوں کو دوزخ میں جھونکنے والی قرار پاتی ہے۔ نیز اِ سی ظلمت سے بالکلیہ احتراز، اجتناب نیز ترک کا نام "ترکِ دنیا" ہے۔

حضورِ اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ " مجھے دنیا سے کیا لینا ہے ، میری مثال تو اس سوار کی سی ہے جو سخت گرمی میں سفر کر رہا ہو، گرمی کی شدت میں کوئی سایہ دار درخت نظر پڑ جائے تو اس کے سایہ میں تھوڑی دیر آرام کرنے کے لئے دوپہر میں ٹھہر جائے اور پھر اس درخت کو وہیں چھوڑ کر آگے چلا جائے " (دُر منشور)

واقعی بات تو یہ ہے کہ جو شخص دنیا کو اس نگاہ سے دیکھے جو حضور سرورِ کائنات رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے تو کبھی بھی اس کی طرف نہ جھکے اور ذرا بھی اس کی پرواہ نہ کرے اور نہ تھوک کر دیکھے کہ یہ تھوڑا سا وقت ، دوروزہ دنیاوی وحشت ، جہنم کی غذا بنے ، راحت و خوشی، عیش و عشرت میں گذر جانے کے بجائے ، جنت النعیم کے مکیں ہو رہنے کی خاطر رنج و تکلیف کو اپنائے، دنیا کو صحیح معنوں میں ٹھکرائے ، تفرید و تجرید میں ہی گذر جائے۔

اب ہم شریعتِ محمدیؐ کے پروانوں کے آگے شاہان و شہنشاہانِ اولیاء ، داعیانِ الی اللہ، حکماء حاذقِ روحانیِ وقت، و رہبرانِ راہِ وادیِ سلوک و دیدِ حق کے کچھ ارشاداتِ عالیہ ، وآیاتِ قرآنِ آسا، فرامین و ملفوظات جو ترکِ دنیا کے بارے میں منقول ہیں، بطورِ مشتے نمونہ از خردارے نقل کرتے ہیں جن کے مطالعہ سے واضح ہووے گا کہ ترکِ دنیا تحتِ احکامِ کتاب و سنت فرض ہے۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام :- کے خطبہ کے اس اقتباس میں دنیائے دوں کی مذمت فرمائی ہے اور حیاتِ آخرت کے حصول وطلب کی سعی پر مسلمانوں کو راغب کیا گیا ہے کہ وہی زندگی اصلی زندگی ہے اور اس دنیا کی حیات یکسر ناپید ہے ، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں میں دنیا سے ڈراتا ہوں کیوں کہ وہ ناپائیدار جگہ ہے وہ ایسی فرود

گاہ ہے جہاں جستجوآب وگیاہ لا حاصل ہے ، اس دنیا نے فریب دینے والی چیزوں سے خود کوآراستہ کر رکھا ہے اور اپنی آرائش سے لوگوں کو مبتلا ، فریب کر رہتی ہے وہ ایسی منزل ہے کہ پروردگار کے نزدیک حقیر وپست ہے (چنانچہ) اس کا حلال حرام ہے۔ خداتعالیٰ نے اسے اپنے دوستوں کے لئے صاف اورگوارا نہیں کیا (بلکہ ان کے لئے تنگی و سختی رکھی ہے) اور اپنے دشمنوں کے لئے اسے بخشنے میں بخل سے کام نہیں لیا، اس کا خیراوراس کی نیکی بہت کم ہے اس کی بدی اوراس کا شرآمدہ ہے،اس کی جمع کی ہوئی چیزیں (مال ودولت و متاع ختم ہوجانے والی ہیں) اس کی شوکت وحکومت چھن جانے والی ہیں ، اس کی آبادیاں خرابہ بن جائیں گی ، اس گھر میں بھی خیر اور نکوئی کاگذر ہوسکتا کہ جولٹ جائے اور برباد ہوجائے ؟ وہ عمر بھی کیا جوزادِ راہ اور ناشتۂ سفر کی طرح ختم ہوجائے اور وہ مدت بھی کوئی مدت ہے کہ راستہ کی طرح کٹ جائے (نہج البلاغت)

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ :- نے ارشاد فرمایاکہ قسم کھاکر کہتا ہوں کہ تمہاری یہ دنیا تو میرے نزدیک کوڑی کے ہاتھ میں سور کی بے گوشت ہڈی سے زیادہ قابلِ نفرت ہے۔ (نہج البلاغت)

امیرالمومنین علی ابنِ ابی طالبؓ:- نے فرمایا دنیا مردار ہے اس لئے اس میں سے جوکوئی کچھ چاہے گا،اس کو کتوں کی مخالفت پر صبر کرنا پڑے گا۔ (طبقات الکبریٰ)

امیرالمومنین علی ابنِ ابی طالبؓ:- نے فرمایاکہ دنیا و آخرت دو سوتنیں ہیں جس قدرایک راضی ہوگی دوسری ناخوش ہوگی (احیاء العلوم)

امیر المومنین علی ابنِ ابی طالبؓ:- نے فرمایا کہ تم کو جو کچھ دنیا میں سے ملے، اس پر بہت خوشی نہ کرو، اور جو کچھ تم کو نہ ملے اس سے مایوس ہو کر غم نہ کرو، اور اپنی ہمت کو موت کے بعد کے معاملات میں مصروف رکھو۔ (طبقات الکبریٰ)

حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ:- آپ فرمایا کرتے تھے کہ فانی کا نقصان کرنا، باقی یعنی آخرت کے نقصان کرنے سے تمہارے لئے بہتر ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

منقول ہے کہ جب کوڑے کے پاس سے آپ گذرتے تو کھڑے ہوجاتے اور فرماتے کہ یہی وہ تمہاری دنیا ہے جس کی تم حرص کرتے ہو۔ (طبقات الکبریٰ)

حضرت سفیان توریؒ:- فرماتے ہیں کہ زہد امیدوں کے مختصر کرنے کا نام ہے، موٹا کھانے اور جبہ پہننے کا نام نہیں۔ (طبقات الکبریٰ)

ابو ہاشم رمانیؒ:- حضرت شقیق ملخیؒ اپنے استاد ابو ہاشم رمانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے چادر کے کونے میں کوئی چیز بندھی ہوئی تھی، ابو ہاشمؒ نے پوچھا یہ کیا ہے، حضرت شقیق ملخیؒ نے عرض کیا کہ میرے ایک دوست نے چند لوز (میٹھے بھجیئے) دیئے تھے میرا دل چاہتا ہے کہ آج شام آپ ان سے افطار کریں۔ حضرت ابو ہاشم رمانیؒ نے کہا شقیق تمہیں یہ امید ہے کہ تم رات تک زندہ رہوگے اور یہ تعین استعمال کروگے، میں تم کو ایسا نہیں سمجھتا تھا، اب میں تم سے کبھی نہیں بولوں گا، یہ کہہ کر اندر چلے گئے، اور کواڑ بند کرلیا (احیاء العلوم)

ابو محمد زاہدؒ:- فرماتے ہیں کہ بھائی ایک بات سمجھ لے کہ جو چیز بھی تجھے تیرے رب سے اپنی طرف مشغول کرے وہ

منحوس دنیا ہے۔ (احیاء العلوم)

شیخ منصور بن معتمر بطائحیؒ :- نے فرمایا کہ دنیا میں سب سے بڑا زہد خلق سے ملنے سے پرہیز کرنا ہے۔

(طبقات الکبریٰ)

فضیل بن عیاضؒ :- نے فرمایا کہ جس طرح بہشت میں رونا قابلِ تعجب ہے اس سے زیادہ قابلِ تعجب یہ ہے کہ دنیا میں ہنسا جائے ، فرمایا کہ دنیا میں آنا بہت آسان ہے لیکن دنیا سے نجات پا جانا اور خلاصی حاصل کرنا بہت دشوار ہے۔ (سفینۃ الاولیاء)

رفاعی علیہ الرحمۃ :- کا ارشاد ہے کہ زہد احوالِ پسندیدہ اور علوی مراثبت کی بنیاد ہے اور اللہ تعالیٰ کے ماسویٰ کو چھوڑ کر اللہ تعالےٰ کے ہو رہنے والوں اور اللہ سے راضی اور اللہ پر توکل کرنے والوں کا یہی پہلا قدم ہے اس لئے کہ جس نے زہد میں اپنی بنیاد کو مضبوط نہ کیا اس کے واسطے آئندہ پھر کوئی چیز درست نہیں ہوئی (طبقات الکبریٰ)

شیخ ابو الحسن شاذلیؒ :- نے فرمایا کہ جب تک دنیا نیز اہلِ دنیا سے پرہیز نہ کرو گے ولایت کی خوشبو ہرگز نہ سونگھو گے۔

(طبقات الکبریٰ)

اویس قرنیؒ :- نے فرمایا کہ راحت تلاش کی تو زہد میں پائی (تذکرۃ الاولیاء)

عبیدہ بن عمیرؓ :- نے فرمایا کہ دنیا سے کم سروکار رکھنے والوں کی علامت یہ ہے کہ ایسی حد تک پہنچ جائے کہ مذمت کرنے والوں کا اثر ان پر نہ ہو۔ (تذکرۃ الاولیاء)

عبیدہ بن عمیرؒ:- نے یہ بھی فرمایا کہ صاحبِ ایمان کے لئے دنیا میں کوئی چیز باقی نہیں رہی، جس سے وہ لذت حاصل کر سکے، سوا اس کے کہ ایک تنور ہو جس میں مرے دم تک پڑا رہے۔ (طبقات الکبریٰ)

ابو سلمان وارانیؒ:- نے فرمایا انسان ہرگز زہد نہیں کرتا جب تک کہ نہیں پہچانتا کہ دنیا ذلیل ہے۔

خواجہ سری سقطیؒ:- نے فرمایا زہد حظوظِ نفس اور لذاتِ دنیا کو ترک کرنے کا نام ہے۔ (عوارف المعارف)

شیخ الطائفہ جنیدؒ:- نے فرمایا زہد خالی ہاتھ رہنا اور دنیا کے شغل سے باز رہنا ہے۔ (نفحات الانس)

شیخ الطائفہ جنیدؒ:- نے یہ بھی فرمایا زہد ملکیت سے ہاتھ خالی رہنا ہے (عوارف المعارف)

سلمان فارسیؒ:- نے فرمایا کہ تعجب ہے دنیا کی امید رکھنے والوں پر، حالانکہ موت ان کو ڈھونڈتی پھرتی ہے۔

(طبقات الکبریٰ)

شیخ داؤد طائیؒ:- ابو ربیع واسطیؒ نے عرض کیا کہ مجھ کو نصیحت فرمایئے، ارشاد ہوا دنیا سے روزہ رکھو (یعنے ترک کرو) اور آخرت سے افطار کرو۔ (طبقات الکبریٰ)

سعید بن مسیبؒ:- نے فرمایا اگر دین سلامت رہے اور مالِ دنیا نہ ہو تو راضی رہو (کشف المحجوب)

ابوالمحفوظ معروف بن فیروزؒ:- نے فرمایا اگر عارفوں کے دل سے دنیا کی محبت نہ نکالی جاتی تو وہ طاعت کے کام ہرگز نہیں کر سکتے تھے اور اگر ذرہ برابر بھی دنیا کی محبت ان کے دلوں میں ہوتی تو ایک سجدہ بھی درست نہ ہوتا، نہ ہی

زہد، تقویٰ وفتوت (نفحات الانس)

حضرت معروف کرخیؒ :- نے فرمایا دنیا کا دلدادہ فلاح سے محروم ہے (نفحات الانس)

ابوذکریہ یحییٰ بن معاذ بن جعفر بن واعظ زادیؒ :- نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص علم میں ابنِ عباسؓ جیسا ہو مگر دنیا کی طرف راغب ہو تو میں لوگوں کو اس کے ساتھ بیٹھنے سے ضرور منع کروں گا، کیوں کہ جس نے نفس کے ساتھ خیانت کی وہ اوروں کو کیا نصیحت کرے گا۔ (طبقات الکبریٰ)

بایزید بسطامیؒ :- سے دریافت کیا گیا کہ فرض کیا ہے اور سنت کیا ہے؟ فرمایا فرض محبت مولا اور سنت ترکِ دنیا

(تذکرۃ الاولیاء)

ابو مہاجر عمرو بن قیسؒ :- نے فرمایا جس طرح کمزور نگاہ آفتاب کو نہیں دیکھ سکتی، اِسی طرح شیفتگانِ دنیا حکمت کی روشنی بھی نہیں دیکھ سکتے۔ (طبقات الکبریٰ)

حضرت سلمان دارانیؒ :- نے فرمایا انسان ہرگز زہد نہیں کرتا جب تک نہیں پہچانتا کہ دنیا ذلیل ہے۔

(نفحات الانس)

حضرت یحییٰ بن معاذؒ:- نے فرمایا زاہد راہ میں زیادہ ثابت قدم رہتا ہے اور اس کو زیادہ یقین ہوتا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء)

حضرت یحییٰ بن معاذؒ:- سے مسترشدین نے پوچھا کہ ہم کب مقامِ توکل پر پہونچیں گے اور ردائے زہد ہمارے دوش پر ہوگی اور زاہدوں کے ساتھ بیٹھیں گے، فرمایا کہ جب اس طرح عبادت میں مشغول ہو کہ تین روز تک رازق العباد تم کو روزی نہ دے اور تمہارے خیال و ارادہ میں ضعف نہ آئے، ورنہ قبل اس سے کہ یا اس حالت سے قبل بساطِ زاہدین پر بیٹھنا جہل ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

عبداللہ ابنِ مبارک:- نے فرمایا کہ تیرے نفس کی طرف سے زہد کا دعویٰ تجھے زہد سے خارج کر دے گا۔

(طبقات الکبریٰ)

عبداللہ ابنِ مبارک:- نے فرمایا زہد کی سلطنت رعیت کی سلطنت سے بہت بڑی ہے، اس لئے کہ رعیت کی سلطنت لوگوں کو ڈنڈے کے ذریعہ یکجا کرتی ہے اور زہد والا لوگوں (دنیا داروں) سے بھاگتا ہے۔ اور وہ اس کے پیچھے پڑتے ہیں (طبقات الکبریٰ)

ابوالعباس بن السماکؒ:- نے فرمایا کہ زہد کی شرط میں سے یہ ہے کہ دنیا اس سے منھ پھیر لے تو خوش ہو۔

(نفحات الانس)

ابو علی شقیق بن ابراہیم بلخیؒ:- فرمایا کرتے تھے زاہد وہ ہے جو اپنے فعل سے زہد قائم رکھے اور زاہد نما وہ ہے جو اپنی زبان سے زہد ثابت کرے۔ (طبقات الکبریٰ)

ابو علی شقیق بن ابراہیم بلخیؒ :- نے یہ بھی فرمایا جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا شناخت ہو سکتی ہے کہ بندہ کے نفس نے خوشحالی پر محتاجی کو ترجیح دے رکھی ہے، فرمایا کہ دولت مند ہونے سے اس طرح ڈرنے لگے جس طرح پہلے وہ تنگدستی سے ڈرتا تھا۔ (طبقات الکبریٰ)

ابراہیم بن داوٗد القصار الرقی :- نے فرمایا کہ ہر شخص کی قدر و قیمت اس کے قصد و ہمت کی حیثیت و نوعیت کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ پس اگر اس کی ہمت کا تعلق دنیا و اسبابِ دنیا سے ہوتا ہے تو وہ خارج القدر و قیمت ہے، اس لئے کہ دنیا کی اگر کچھ بھی قیمت و عزت ہوتی تو کارسازِ حقیقی کفار کو عطا نہ فرماتا۔ اور اگر انسان کی ہمت حق تعالےٰ کی خوشنودی و رضا جوئی کے لئے ہوتی تو وہ ہمت نہایت بے بہا غایت مقتدر اور متحن ہے جس کی قدر و قیمت ہمارے فہم و ادراک سے باہر ہے۔ (نفحات الانس)

ابو عبداللہ محمد بن اسمٰیل مغربیؒ :- نے فرمایا دنیا سے مجرد فقیر اگر اعمال و فضائل میں کچھ بھی نہ ہو، اور نہ عمل کرتا ہو، تو ان عبادت گذاروں سے نہایت بہتر ہے جن کے ساتھ دنیا لگی ہوئی ہے (طبقات الکبریٰ)

شیخ ابوالمعود العشائیرؒ:- نے فرمایا جو بھی چیز اللہ کے ذکر سے غافل کرے وہ دنیا ہے (نفحات الانس)

ذوالنون مصریؒ :- سے کسی نے پوچھا کہ دنیا کس کو کہتے ہیں، فرمایا جو خدا سے غافل کرے (طبقات الکبریٰ)

احمد بن ابی الحواریؒ :- نے فرمایا دنیا کوڑے اور کتوں کے لوٹنے کی جگہ ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

ابو ذکریا یحییٰ بن معاذ جعفرؒ:- نے فرمایا زہد کی باتیں کرنی پیشہ وری ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

ابو ذکریا یحیٰی بن معاذ جعفرؒ:- نے یہ بھی فرمایا خبردار دنیا کی طرف مائل نہ ہونا، یہ تو گذر جانے کا مقام ہے ٹھیرنے کی جگہ نہیں ۔ (طبقات الکبریٰ)

میں کہتا ہوں کہ سعدی علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے دنیا کہ " جسرِ آخرتش خواند مصطفےٰ ** جائے نشست نیست بباید گزار کرد" نیز کسی یکتا نے کہا ہے " از ملک بقا بدارِ فانی ** جز نیم نفس مسافتے نیست
ایں طرفه که اندریں مسافت ** گاہے نہی که آفتے نیست"

ابو یعقوب یوسف ابن حسن رازیؒ:- فرماتے ہیں کہ ادب سے تم علم کو سمجھو گے اور علم سے تمہارا عمل درست ہو گا اور عمل سے تم کو حکمت حاصل ہوگی اور حکمت سے تم کو زہد ملے گا اور اس کی توفیق، زہد سے تم دنیا ترک کرو گے ، اور دنیا ترک کرنے سے تم کو آخرت کی رغبت ہوگی اور آخرت کی رغبت سے اللہ عزوجل کی خوشنودی ہاتھ آئے گی ۔

(طبقات الکبریٰ)

غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ:- نے فرمایا جو آخرت کو چاہے اس کو دنیا کی نسبت، اور جو اللہ کو چاہے اس کو عقبیٰ کی نسبت زہد اختیار کرنا لازم ہے ۔ (طبقات الکبریٰ)

میں کہتا ہوں گویا:- خود را بخدا گذارو بگزر زہمه ** که خواہشِ جمله دین و دنیا ہمه ہیچ

ابو سلمان داؤدبن نصیرالطائیؒ:- نے فرمایا خبردار تم میں سے کوئی اپنے گھر میں اس سے زیادہ اسباب نہ رکھے جس قدر کہ دور جانے والا سوار رکھتا ہے ۔ (طبقات الکبریٰ)

ابوالعباس احمد بن مسروقؒ :- نے زہد کی تعریف میں یوں فرمایا کہ زاہد وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی سبب کا مالک نہ ہو۔ (طبقات الکبریٰ)

ابو عبداللہ بن یحییٰ بن جلاءؒ :- سے مریدین نے دریافت فرمایا کہ وہ سنتیں کونسی ہیں جن میں اہلِ علم کو اختلاف نہیں ، فرمایا دنیا میں زہد اور نفس کی سخاوت اور خلق کی نصیحت ۔ (طبقات الکبریٰ)

ابو عبداللہ بن یحییٰ بن جلاءؒ :- مسترشدینؒ نے آپ سے دریافت فرمایا کہ زہد کی تعریف کیا ہے ؟ فرمایا کہ کسی چیز کے چلے جانے سے خوش ہونا اور خلائق کی اذیتوں کو برابر برداشت کرتے رہنا اور جو مصیبت لوگوں سے پہنچے اس کی نسبت یہ کہنا کہ میں تو اس سے زیادہ کا سزاوار ہوں ، اور سمجھنا کہ میں آگ کا مستحق تھا اور خاکستر پر صلح ہوگئی ۔

(طبقات الکبریٰ)

ابوالعباس احمد بن مسروقؒ :- نے مسترشدین کے دریافت پر فرمایا کہ زاہد وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی سبب کا مالک نہ ہو۔ (طبقات الکبریٰ)

ابوبکر محمد بن عمرا الحکیم الوراقؒ :- نے فرمایا کہ اگر تم زاہدوں کے طریق کا مزہ لینا چاہتے ہو تو ریاست اور نفس کی برتری سے سخت پرہیز کرو (طبقات الکبریٰ)

مغیث بن منصور حلاجؒ :- نے فرمایا دنیا کا ترک کرنا زہدِ نفس ہے ، اور عقبیٰ کا ترک کرنا زہدِ قلب ہے

(طبقات الکبریٰ)

خواجہ ابوبکر شبلیؒ :- زہد یہ ہے کہ دنیا کو بھول جاؤ اور عقبیٰ کو یاد نہ کرو (طبقات الکبریٰ)

شیخ احمد بن ابی الحسین وفاعیؒ :- فرماتے ہیں کہ زہد احوالِ پسندیدہ و مراتبِ بلند کی بنیاد ہے اور اللہ عزوجل کے قصد کرنے والوں اور سب کو چھوڑ کر اللہ کے ہو رہنے والوں اور اللہ سے راضی رہنے والوں ، اور اللہ پر توکل کرنے والوں کا یہی پہلا قدم ہے، اس لئے جس نے زہد میں اپنی بنیاد کو مضبوط نہ کیا اس کے لئے اس کے بعد کی کوئی چیز درست نہ ہوئی ۔ (طبقات الکبریٰ)

علی بن وہب سنجاریؒ :- نے فرمایا کہ زہد کی تین قسمیں ہیں ، فرض فضیلت و قربت ، فرض حرام میں ، فضیلت مشتبہ میں، اور قربت حلال میں ۔ (طبقات الکبریٰ)

شیخ حیات بن قیسؒ :- نے فرمایا زہد کو اپنی عبادت بناؤ اور اس کو اپنا پیشہ بنانے سے عذر کرو۔ (طبقات الکبریٰ)

شیخ شہاب الدین سہرورﺩیؒ :- طریقت میں زہد کے معنی اپنی ارادت و اختیار کو حق تعالےٰ کے ارادے اور اختیار کے سامنے فنا کرنا ہے ۔ (طبقات الکبریٰ)

شیخ ابوالحسن شاذلیؒ :- نے فرمایا جب تک دنیا اور اہلِ دنیا سے پرہیز نہ کروگے ولایت کی خوشبو ہرگز نہ سونگھوگے ۔

(طبقات الکبریٰ)

مولانا جلال الدین رومیؒ :- نے ترکِ دنیا سنئے : " یک دو روزه چه که دنیا ساعتست** ہر که ترکش کرد اندر راحت است" معنی الترک راحت گوش کن ، بعد ازاں جامِ بقا را گوش کن (طبقات الکبریٰ)

محمد بن واسع علیہ الرحمتہ :۔ نے فرمایا جس نے دنیا سے احتراز نہ کیا وہ دین و دنیا کا مالک نہ بنا (طبقات الکبریٰ)

ابوالقاسم جنیدؒ :۔ اپنے نفس کی مراد پر قائم ہونا کفر کی بنا ہے (کشف المحجوب)

خواجہ ابو علی رودباریؒ :۔ نے محبت کی حقیقی تعریف یوں فرمائی کہ اپنی کل کائنات محبوب کو بخش دو، اور تمہاری ملک کچھ نہ ہو (نفحات الانس)

ابو مصیت حسین بن منصورؒ :۔ نے فرمایا طالبِ صادق کی علامت یہ ہے کہ وہ دنیا و آخرت سے فارغ ہو۔

(طبقات الکبریٰ)

احمد بن عاصم انطاکیؒ :۔ نے فرمایا خوف کی علامت یہ ہے کہ ضلع ارباب و قطع اسباب ہو۔ (تذکرۃ الاولیاء)

ابوبکر بن محمد بن علی کتانیؒ :۔ نے فرمایا فقیر کی شان یہ ہے کہ دنیا اس کے پیچھے پیچھے چلے (طبقات الکبریٰ)

ابو عبداللہ الجلاؒ :۔ سے مسترشدین نے فقر کی تعریف دریافت کی، آپ خاموش رہے اور باہر چلے گئے جب واپس آئے تو پھر پوچھا، فرمایا چار درہم میرے پاس تھے مجھے شرم آئی کہ میں فقر میں گفتگو کیونکر کروں اس رقم کو راہِ خدا میں تقسیم کر آیا، اب تمہارا جواب دیتا ہوں کہ فقر اس کو کہتے ہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ (منقولاتِ صوفیہ)

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ :۔ نے فرمایا سالک مقامِ فقر پر نہیں پہونچتا جب تک کہ تارکِ ملک، ملکِ اسباب نہ ہو۔ (نفحات الانس)

غوثِ اعظم حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ :۔ سے کسی نے پوچھا طلبِ صادق وہمت کی تعریف کیا ہے ؟ فرمایا کہ طلب و ہمت یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس سے دنیا کی محبت نکال ڈالے اور اپنی روح سے آخرت کے تعلق کو دور کردے، اور اپنے قلب میں اپنے آقا کے ارادے کے ساتھ اپنا ارادہ باقی نہ رہنے دے اور باطن میں اس سے مجرد ہو جائے کہ ہستی کی طرف نگاہ کرے۔ (طبقات الکبریٰ)

ابو عبداللہ محمد بن فضلؒ :۔ نے فرمایا محبت ایثار ہے اور اس کے چار شرائط ہیں ، اول ذکرِ دائمی سے خوش ہونا، دوم ذکرِ حق سے اُنسِ عظیم ہو، سوم قطع اشیاء دنیا، چہارم اس سے کنارہ کش ہونا جو غیر اللہ سے وابستہ ہو۔(تذکرۃ الاولیاء)

مکتوبِ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ :۔ بجانب مولانا نظام الدین محققؒ صحیح حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نیک عمل والوں کے بلند ارادوں کو پسند فرماتا ہے اور کوتاہ ہمتوں کو ناپسند کرتا ہے " اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیاوی شان و شوکت مال و متاع کا بیش دربیش حصول کوتاہ ہمتی کی دلیل ہے، حقیقت یہ ہے کہ دنیاوی سرمایہ ، شان و شوکت بجلی کی چمک اور بادل کی گونج و رفتار کے مانند ہے اور یہ چیزیں قابلِ اعتماد نہیں بلکہ یوں سمجھ کہ وہمی و ظنی چیز سے دل لگانا ظن و تخمین ہے ، اس دنیاوی زمین کی مٹی نمکین اور سراسر شور ہے ، اس میں عمدہ تخم ریزی سراسر نقصان ہے اور یہ پوری دنیا سطحِ آب پر ہے ، اس پر کوئی نقش نہیں کیا جاسکتا۔ غرض اس زمینِ شور اور سطحِ آب سے بھلائی اور کامیابی کی کوئی امید نہیں ، تاہم اس دنیا کو لکڑی کا گھوڑا سمجھ کر عاجزی کے ساتھ تیز رو بن کر منزل پر پہنچنے کی کوشش کرو، افسوس صد افسوس لوگوں نے کیوں عمل کو ترک کر دیا۔ " حبِ بردارا زیں سرائے کہ ہست ** بام سوراخ ، ابر طوفاں بار" یعنے اس دنیاوی مکان کی چھت میں سوراخ ہے اور دھواں دار بارش برسانے والے سیاہ بادل چھا رہے ہیں ، اس لئے یہاں سے اپنا سامان اٹھا لو اور کسی پائدار جگہ محفوظ کرلو، یعنے عشق و آرام کی نہ سوچو، یہ

دنیا اگرچہ دوروزہ ہے۔ تاہم قیام عارضی کو غنیمت جانو، اور نفس کی آمد و شد کو نعمتِ غیر مترقبہ سمجھو۔ اللہ تعالیٰ کی ہر آن عبادت کرتے رہو، اور اس کی طرف لوٹے رہو، اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی کو حاجت روا نہ سمجھو، اس دنیا کے تمام کاموں کا کفیل اللہ تعالیٰ کو جانو اور ایک دم مکمل پاکیزگی کے ساتھ ایسا نصیب ہو جائے جس میں تمام شروط کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہو سکو تو اس نعمت پر ہزار در ہزار شکر کرو (ملفوظاتِ خواجہ بندہ نوازؒ)

حضرت نظام الدین اولیاء زری زربخش محبوبِ الٰہیؒ :- نے فرمایا ایک بزرگ تھے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ نماز، اوراد، وظائف، یہ جملہ حوائج یعنی ضروریاتِ دیگ ہیں، اصل دیگ میں گوشت ہونا چاہیئے، جب گوشت ہی نہ ہو گا ان مصالحوں سے کیا ہو سکتا ہے، کسی نے ان سے اس امر کی تشریح چاہی، فرمانے لگے گوشت ترکِ دنیا ہے اور نماز، روزہ اوراد، و وظائف مصالح ہیں، مرد کو لازم ہے کہ اول ترکِ دنیا کرے اور کسی سے تعلق نہ رکھے اور پھر نماز پڑھے، روزہ رکھے اور دیگر وظائف میں مشغول ہو تو کچھ ڈر نہیں لیکن اس حالت میں کہ محبتِ دنیا اس کے دل میں بھری ہوئی ہو تو ادعیہ اور اوراد سے اس کو کچھ حاصل نہ ہو گا۔ اس کے بعد ذاکر اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اگر گھی، لونگ، لہسن اور پیاز دیگ میں ڈالیں اور بگھاریں اور پانی ڈال کر شوربہ کریں تو اس کو شوربہ زدرہ مزورہ کہتے ہیں، یعنے چھوٹا شوربہ، اصل شوربہ وہی ہے کہ جس کی اصل گوشت سے ہو، خواہ اس میں مصالحے ڈالے جائیں یا نہ ڈالے جائیں (فوائدالفوائد)

میں کہتا ہوں کہ مقالۂ ہذا کے صفحۂ 7 تا ایں صفحہ گویا احکامِ کتاب و سنت نیز دیگر آیاتِ قرآن آسا فرامین و ارشاداتِ اہل اللہ، اولیاء اللہ، داعیانِ الی اللہ، و رہبرانِ راہِ وادیِ سلوک و دید حق، محققین، صوفیاء کرام و اربابِ طریقت و حکماء حاذق روحانی کے ملاحظہ سے واضح ہے کہ زالِ دنیا کشیدہ قالِ چند نیز وجودِ حیات الدنیا اور اس کی زیب و زینت، آرائش و زیبائش مردار اور اس کا عاشق مرید و دلدادہ، خدائے تعالیٰ کا مقہور، نیز رسول ﷺ کا مردود، نجس کتا، یا مولانا علیہ الرحمتہ

کی کتاب و سنت کی موبمو تتبع میں " اہلِ دنیا کافرانِ مطلق اند، " والی عام فہم زبان میں کافر، اللہ کے مہمانِ خصوصی شبِ معراج رحمتہ للعالمین حضرت حبیبِ خدا ﷺ نے بھی تو یوں ارشاد فرمایا ہے **" اترکوالدنیا لاھلھا"** یعنے دنیا کو اہلِ دنیا (کفار) کے لئے چھوڑ رکھو، پھر تو ایسے میں زالِ دنیا کشیدہ قال چند سے بطوع و طبع و جاں و دل، ہم آغوش ہوئے، ترکِ دنیا سے متعلق **" لَارُهْبَانِيَّةَ فِى الْإِسْلَامُ"** کہہ دینا کس حدتک واجب و جائز ہے غور فرمائیں۔

" تو ہی منصف باش جاناں ایں نکو یا آں نکو"

اللہ جل شانہٗ نے مریدِ حیاتِ الدنیا کی سزا میں دوزخ تجویز فرمائی ہے، ارشاد ہوا ہے کہ :-

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ ھود 16)

ترجمہ :- " جو کوئی حیاتِ الدنیا نیز زینتِ دنیا کا ارادہ کرتا ہے ہم، ان لوگوں کے اعمال دنیا ہی میں پورے دیتے ہیں اور ان کے لئے دنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی، یہ لوگ ہیں کہ ان کے لئے آخرت میں بجز دوزخ کے اور کچھ نہیں

(سورۂ ھود۔ 16)

اللہ کے اس فرمان کو حاصل فرمایئے، حبیبِ خدا کا ارشاد ہے کہ " جو شخص دنیا سے محبت رکھتا ہے وہ آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے پس (جب یہ ضابطہ ہے تو وہ چیز جو ہمیشہ رہنے والی ہے یعنی آخرت) اس کو ترجیح دو، اس چیز پر جو بہرحال فنا ہونے والی ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

مزید غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری اس کج فہمی و غفلت کی نیند سے بیداری کے لئے ارشاد فرمایا ہے :-

ترجمہ :- پس (نیک بندوں کے بعد) ایسے لوگ ان کے جانشین ہوئے کہ کتاب کو تو ان سے حاصل کیا (لیکن ایسے بے عقل و بدبخت نکلے کہ کتاب کے احکام کے بدلے میں) اس دنیائے دنی کا مال اور منال و متاع حاصل

کرلیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری ضرور مغفرت ہوجائے گی (کیونکہ ہم اللہ کے لاڈلے اور فلاں فلاں کی اولاد ہیں)

(سورۃ اعراف ع21)

قرآنِ کریم میں اللہ کا انصاف حضرت نوحؑ کے حالات میں بتایا جاچکا ہے کہ ان کی بیوی اور ان کا بیٹا ان پر ایمان نہیں لائے تھے، جس کا نتیجہ ان دونوں کی ہلاکت اور بربادی کی صورت میں نکلا۔ حضرت لوطؑ کی بیوی کا بھی یہی رویہ تھا۔ حضرتِ لوطؑ کی کوششوں کے باوجود آپ پر ایمان لانے سے آخر دم تک گریز کرتی رہی۔ جب فرشتوں کے کہنے پر حضرت لوطؑ اپنے کنبہ کے افراد کو لے کر سدوم سے روانہ ہوئے تو ان کی بیوی راستہ ہی سے لوٹ کر چلی گئی (قصص القرآن جلد اول صفحہ 238) اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کا شکار ہوئی۔

ان واقعات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ محاسبہ اعمال کے وقت کوئی رشتہ کوئی نسبت اور کوئی سفارش کام نہیں دیتی، ایک جلیل القدر پیغمبرؑ کے فرزند اور بیوی اور دوسرے کی بیوی کی ہلاکت سے صاف ظاہر ہے کہ سزا و جزا کے سلسلہ میں نسبی شرافت اور خاندانی عظمت ہرگز آڑے نہیں آسکتی۔ خدا کی نافرمانی کرنے والا کوئی بھی ہو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ اور حضرتِ لوطؑ کی بیویوں کی مثالیں دے کر اپنے انصاف کو یوں کھول کر بیان فرمایا ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝ (سورۃ التحریم 10)

"اللہ نے بتلائی ایک مثال کافروں کے واسطے، عورتِ نوحؑ کی اور عورتِ لوطؑ کی، دونوں گھر میں تھیں دو نیک بندوں کے ہمارے نیک بندوں میں سے، پھر انھوں نے ان سے خیانت کی پھر وہ کام نہ آئے ان کے اللہ کے ہاتھ

سے کچھ بھی اور حکم ہوا کہ چلی جاؤ دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ (سورۃ التحریم 10)

امام غزالیؒ :- نے فرمایا جس کی ہمت اچھے کھانے کی ہو، اور اچھے پہننے کی ہو، اور بیکار چیزوں (دنیا علایق دنیا، زیب وزینت نیز حبِ جاہِ دنیا) میں مشغول ہو، اور وہ یہ تینوں چیزوں میں مشغول ہو، اگر وہ سلام کرے تو اس کو علیک السلام نہ کہیں اور مرجائے تو مغفرت نہ کریں (حاشیہ شریف)

حضرت سید محمد جونپوری المعروف بہ میراں مہدی علیہ السلام :- درشہرِنہرواله، ازعلماء که نام اُورکن الدین بود، برائے ملاقات حضرت میراں علیه السلام آمد، حضرت میراںؑ این آیت " من کان یرید الحیٰوۃ الدنیا" الآیه بیان کردند و لفظِ من بروجهه عموم داشتند، پس آں عالمِ مذکور گفت که من را مفسرانِ خاص بر کافراں داشته اند، میراںؑ فرمودند که خداتعالےٰ من کان فرموده است یعنی ہر که باشد خواه کلمۂ غیرآں ہر که دودے ایں صفت باشد او کافر است، وایں صفت جز کافر نه باشد۔ پس آں عالم گفت که ایں جا قاضی و علماء و بادشاه ایں صفت دارند، حضرت میراںؑ فرمودند که در مسلماں ایں صفت نه باشد، بازآں عالم کرت دوم ہمیں گفت که درما ایں صفت موجود است، میراںؑ فرمودند شما کلمۂ حضرت محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم می گوئید، ایں صفت در شما چوں باشد، بازآں عالم کرتِ سوم ہمه کلمۂ مذکور گفت، پس حضرت میراںؑ فرمودند که اگر در تو ایں صفت است و خود را برآں قراردادی، پس خدائے تعالیٰ ترا کافری گوید (انصاف نامه)

ترجمہ :- شہرِ نہروالہ میں ایک عالم جس کا نام رکن الدین تھا حضرت میراں علیہ السلام کی ملاقات کے لئے آیا، حضرت میراںؑ نے آیۃ " مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا" کا بیان فرمایا اور لفظِ من کو بوجہِ عموم رکھا۔ پس اس عالم نے کہا مَنۡ کو مفسروں نے کافر سے مختص کیا ہے۔ حضرت میراںؑ نے فرمایا کہ خدائے تعالےٰ نے "مَنۡ کَانَ" فرمایا ہے یعنی جو کوئی ہو، خواہ کلمہ گو ہو، خواہ کلمہ گو نہ ہو، جس کسی میں یہ صفت ہو وہ کافر ہے، یہ صفت صرف کافر کے سوا کسی اور میں نہیں ہوتی۔ پس اس عالم نے کہا اس جگہ قاضی، علماء، نیز بادشاہ تمام کے تمام اس صفت سے متصف

ہیں ۔ حضرت میراںؑ نے فرمایا کہ خداوند تعالےٰ نے "مَنْ کَانَ" فرمایا ہے، ہم بھی "مَنْ کَانَ" (جو کوئی ہو) کہتے ہیں اور اس "مَنْ کَانَ" کی صفت کو کسی کے نام سے مقید نہ کرتے ۔ پس اس عالم نے کہا کہ مجھ میں یہ صفت موجود ہے ، حضرت میراںؑ نے فرمایا کہ یہ صفت مسلمان میں نہیں ہوتی، پھر اس عالم نے دوسری مرتبہ کہا کہ یہ صفت ہم میں موجود ہے ۔ میراںؑ نے فرمایا کہ تم مسلمان کہلاتے ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہو، لہٰذا یہ صفت تم میں کس طرح ہوگی، پھر اس عالم نے تیسری مرتبہ وہی بات کہی، پس حضرت میراںؑ نے فرمایا اگر یہ صفت تجھ میں ہے اور اگر تو خود کو اس پر قائم رکھا ۔ پس خدا تعالےٰ تجھے کافر کہتا ہے ۔ (انصاف نامہ)

ع1 یہ صاحبِ تفسیرِ حسینی نے بموجبِ ارشادِ حضرت میراںؑ اس آیت کی تفسیر میں یہ بیان کیا ہے کہ " درزادالمیر آوردہ کہ عام است مر جمیع مرداں را " یعنی زادالمیر میں یہ روایت کی ہے کہ "من کان" عام ہے، بروجہِ عموم گویا تمام لوگوں کے لئے نہ کہ مخصوص، مختص، نیز خاص کر کافروں کے لئے ، اس سے حضرت میراںؑ کی تفسیر کی تائید ہوتی ہے ۔

میں کہتا ہوں کہ ہو نہ ہو حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کی نظرِ مبارک اِسی کوزہ میں سموئی ۔ آیۃ وحدت آشام پر پڑ رہنے پر آپ نے ایک مصرحہ یوں موزوں فرمایا " اہلِ دنیا کافرانِ مطلق اند"

حضرت نظام الدین زری زربخش محبوبِ الٰہیؒ :۔ نے فرمایا کہ شیخ الاسلام مسعود گنج شکر اجودھنیؒ کے ہاں جس قدر فتوح آتی تھی آپ کل خرچ فرما دیتے تھے کہ بوقتِ تجہیز و تکفین آپ کے لحد کے واسطے کچھ اینٹیں بھی نہ تھیں ، لاچار حجرے کے کونے ڈھائے گئے اور اینٹیں نکال کر تعمیر میں لگائی گئیں ۔ (فوایدالفواید)

ابو سعید حسن بصریؒ :- نے فرمایا کہ دنیا تمہاری سواری ہے، اگر تم اس پر سوار ہو گئے تو وہ تم کو لے چلی اور وہ تم پر سوار ہو گئی تو تم کو مار کر رہی، علماء کی پرہیزگاری دنیا و مال و منال پر ہوتی ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

حضرت ابو بکر صدیقؓ :- آپ کا قول تھا کہ بندہ میں جب دنیا کی زینت سے (اولاد، مال و منال مقصود ہے جیسا کہ آیۃ کریمہ "**اَلۡمَالُ وَالۡبَنُوۡنَ زِیۡنَۃُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا**" یعنی مال اور اولاد دنیا کی زندگی کے بناؤ سنگھار ہیں) پر دلالت کرتے ہیں تو غرور آجاتا ہے تو جب تک اس زینت سے جدائی اختیار نہ کرے اللہ اس کو دشمن رکھتا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

حضرت امام عمرالخطاب :- کے کرتہ میں دونوں مونڈھوں کے درمیان چار پوند تھے اور تہہ بند میں بھی چمڑے کے ٹکڑے کا ایک پیوند، ایک مرتبہ لوگوں نے کرتہ میں چودہ پیوند گنے ہیں جن میں ایک سرخ چمڑے کا بھی تھا۔ (طبقات الکبریٰ)

سیدنا حضرت غوثِ اعظمؒ :- نے فرمایا کہ دنیا ایک ساعت کا کھیل ہے، آنکھیں کھول کہ مواخذہ کا دن قریب آرہا ہے۔ (ملفوظاتِ غوثِ اعظم)

سیدنا حضرت غوثِ اعظمؒ :- نے یہ بھی فرمایا کہ اپنا مال آخرت کے لئے چلتا کردے اور موت کا منتظر رہ جو عنقریب تیری زندگی کا دروازہ کھٹکھٹانے والی ہے۔ (ملفوظاتِ غوثِ اعظم)

سیدنا حضرت غوثِ اعظمؒ :- نے یہ بھی فرمایا کہ علم سے مراد عمل ہے اگر تو اپنے علم پر عمل کرتا تو دنیا سے بھاگتا کیونکہ علم میں کوئی ایسی شئے نہیں جو حبِ دنیا پر دلالت کرے (ملفوظاتِ غوثِ اعظم)

شیخ احمد عبد الحق رودلیؒ :- آپ کو دنیا نیز دنیا داروں سے سخت نفرت تھی اور اگر کوئی شخص آپ کے سامنے دنیا یا دنیاداروں کا تذکرہ کرتا تو آپ کے جسم پر لرزہ طاری ہوجاتا ۔ اسی وجہ سے کسی کی ہمت نہ ہوتی تھی کہ آپ کے حضور میں کوئی شخص دنیا کی بات کرسکے ۔ توکل و استغنا کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ قاضی رضی الدین، سلطان ابراہیم سے چار گاؤں اور ہزار بیگہ زمین قصبہٗ رودلی کا فرمان لکھوا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض گذار ہوئے کہ سلطان نے چار گاؤں اور ہزار بیگہ زمین حضرت کے صاحبزادوں کے لئے وقف کی ہے، حضرت نے فرمایا کہ قاضی کلمہ پڑھو تم کافر ہوگئے ۔ قاضی نے تعجب سے عرض کی حضرت میں نے کون کلمہ کفر کا کہا جس کی بنا حضور کافر فرماتے ہیں، فرمایا کیوں یہ کفر کی بات نہیں کہ تم اور سلطان ابراہیم دونوں خدا بنے جاتے ہو، اور رزق دینے کا وعدہ کرتے ہو۔ میاں جو خدا، ابراہیم اور اس کے ہاتھی گھوڑوں کو اور تمہیں، تمہارے خدمت گاروں اور متعلقین کو رزق دیتا ہے وہ اس فقیر کے فرزندوں کو رزق دے گا، جاؤ اور یہ فرمان لے جاؤ۔ مجھے اس عطیہ کی کوئی ضرورت نہیں (مخدوم صابر کلیریؒ)

حضرت نصیر الدین محمود چراغِ دہلیؒ :- آپ نے دورانِ مجلس ترکِ دنیا سے متعلق یوں حکایت فرمائی کہ مشہور ولیہٗ کاملہ بی بی رابعہؒ نہایت حسینہ وجمیلہ تھیں، ان کے حسن کی شہرت دور دراز ملکوں تک پہنچ گئی تھے ۔ بصرہ کے علماء و مشائخ نے متفقق ہوکر کہا کہ یہ عورت راہِ حق میں مردانہ وار کوشش کرتی ہے، مبادا کہ شیطان اس کی راہ مارے، سب چل کر اس کو نصیحت کریں، پھر جمع ہوکر رابعہؒ کے پاس آئے اور جب ان کے پاس مرد آیا کرتے تو وہ پردہ درمیان میں لٹکا لیتیں اور اس کے آڑ سے باتیں کرتیں ۔ غرض جب وہ بزرگ بصرہ آئے تو پردہ کے ایک طرف یہ اور ایک طرف وہ بیٹھے، پھر لوگوں نے ان سے اس طرح بیان شروع کیا کہ بچہ اگرچہ باادب ہو مگر استاد ضرور چاہیئے اور رعایا اگر چہ کہ نیک ہو مگر بغیر حاکم کے چارہ نہیں ، عورت اگر چہ کہ عابدہ زاہدہ ہو مگر بغیر شوہر کا ہونا بہتر نہیں ہے ۔ اور جب یہ کہہ چکے تو رابعہؒ

نے سمجھا کہ یہ میرے مقدمہ میں نصیحت کرتے ہیں ،.بولیں کہ تم سب میں عالم اور دانا تر کون ہے ان میں حضرت خواجہ حسن بصریؒ بھی تھے، لوگوں نے ان کی طرف اشارہ کیاکہ ہم سب میں یہ سرگروہ و عالم تر ہیں، حضرت رابعہؒ نے کہاکہ وہ مجھ سے قریب پردہ کے پاس بیٹھیں، جب وہ پاس آن کر بیٹھے تو ان سے پوچھاکہ عقل کتنے اجزا پر پیدا ہوئی، خواجہؒ نے کہاکہ دس (10) اجزا پر پھر پوچھا وہ اجزاء مرد وزن پر کس طرح تقسیم ہوئے،کہا نو جزو مردوں کو ملے اور ایک جزو عورتوں کو، پھر پوچھاشہوت چند جزو پر ہے؟ کہاکہ وہ بھی دس (10) جزو ہیں، کہاکہ کس طرح تقسیم ہوئی ،.بولے برعکس عقل کے کہ نو جزو شہوت عورتوں کو دیئے اور ایک جزو مردوں کو دیا۔ رابعہؒ .بولیں سبحان اللہ ایک جز عقل میری نو جزو شہوت پر غالب آئی اور نو جزو عقل تمہاری ایک جز شہوت پر غالب نہیں ہوسکتی۔ (خیر المجالس)

حضرت میراں علیہ السلام:- فرمودند که وجودِ حیات الدنیا کفر است، یعنی زیستن بجان، این را هستی وخودی می گائند، اموال و اولاد وجزآں را متاعِ حیات الدنیا نام کرده اند، چنانچه زنان و فرزندان و اموال وزراعت عمارت و ملبوسان و ماکولات و ہرچه که ایشاں را مرید باشد وبدو مشغول گردد کافر است۔ (انصاف نامه)

توضیح:- "حضرت میراں مہدی علیہ السلام نے وجودِ حیات الدنیا کو کفر فرمایا ہے اور وجودِ حیات الدنیا کی توضیح ہستی وخودی سے فرمائی ہے ، بفحوائے ایں حیات الدنیا کے معنیٰ ترکِ ہستی و خودی ہوئے نیز متاعِ حیات الدنیا کی توضیح اموال و اولاد سے فرمائی ہے۔"

ترجمہ :- حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایاکہ "وجودِ حیات الدنیا کفر ہے۔ یعنے جان سے جینے کو صفتِ ہستی و خودی میں ملوث گذار رہنے کو کہتے ہیں ، متاعِ اموال و اولاد کو بھی حیات الدنیا نام رکھا ہے اور فرمایاکہ .جو ان کا مرید ہو اور ان

میں مشغول رہے وہ کافر ہے۔" (انصاف نامہ)

حضرت نظام الدین اولیاء زری زر بخش محبوبِ الٰہی :- نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ نے ایک بوڑھیا عورت سیاہ فام چہرے پر جھریاں پڑی ہوئی دیکھی، آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں دنیا ہوں، آپ نے پوچھا کہ تو نے کتنے شوہر کئے، ان سب کی تعداد اللہ کو معلوم ہے اور میں نے سب کو کھالیا ہے، اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ فقیری میں راحتِ تمام ہے اور وہ تمام آفات سے ایمن ہے۔ فقیر کی غایت سختی یہ ہوتی ہے کہ رات کو اسے فاقہ ہو لیکن اس کی یہ معراج ہے۔ (فواید الفواید)

حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغِ دہلیؒ :- کی مجلسِ وعظ جاری تھی کہ مولانا امجد الدین امام زادہ بہرِ ملاقات آئے۔ حضرت خواجہؒ نے ان سے متوجہ ہو کر پوچھا کیا، تمہارے بھائی اب بھی وعظ کرتے ہیں؟ عرض کی کہ ہاں کہتے ہیں، فرمایا کہ واعظ کو چاہیئے کہ (1) مردِ صالح ہو (2) تارک الدنیا ہو اور (3) کسی کے در پر نہ جائے (4) مخلوق سے مطامع نہ ہو (5) جو کچھ کہے خدا کے واسطے کہے، نہ اپنے خیال سے نہ اپنی شہرت کی غرض سے۔ (خیر المجالس)

حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغِ دہلیؒ :- نے فرمایا کہ ایک بند شرعی ہے اور ایک بند نفسانی، چاہیئے کہ بند شرعی بھی توڑ دے اور بندِ نفسانی بھی۔ بندِ شرعی زن و فرزند، اور بندِ نفسانی شہوات و لذات ہیں جس دل میں محبتِ الٰہی نے جگہ کی اس کی نظر میں زن و فرزند کس کے، ماں بہن کیسی، پھر یہ مثنوی مولانا نظامیؒ کی مولاناؒ نے پڑھی:-

یارب تو مرا بروے لیلیٰ * ہر لحظہ بدہ زیادہ میلے (خیر المجالس)**

حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ :- نے مزید ارشاد فرمایا کہ میرے ایک آشنا شمس الدین نامی" بزازی کرتے" تھے، بعنایتِ الٰہی دنیا سے ان کا دل سست ہوا، املاک و اسباب فروخت کر کے مہرِ عورت ادا کیا، اور کہا کہ میں امورِ دنیا سے کنارہ کش رہنا چاہتا ہوں، اگر تو اور خاوند کرنا چاہے تو کہہ طلاق دوں ورنہ یہ گھر، مال و منال، فرزند سب تیری ملک سے ہیں تو آرام سے رہ، اس نے کہا مجھ کو کچھ نہیں چاہیئے۔ تمہارے شریکِ حال رہوں گی جو تقدیر میں ہو، اس میں شریک رہوں گی، فرزندوں نے بھی یہی کہا، تب کچھ مال اس کو مہر سے بھی زیادہ دیا اور فرمایا کہ یہ مال اپنے عزیزوں کو دے کہ تیری گذر اوقات کے لئے اس مال سے تجارت کریں، پھر خدمتِ فیض درجات جناب شیخ العالمین نظام الحق والدینِ قدس سرہٗ العزیز میں آن کر بیعت کی اور محلوق ہوئے، بعد حصول اس سعادت کے خدمتِ عالیہ سے لوٹ رہے تھے کہ مجھ سے راہ میں ملاقات ہوئی، میں موضع پٹیالہ سے دہلی آتا تھا وہ دہلی سے کسی جا اور جاتے تھے دور سے میں نے نہیں پہچانا جب قریب آن کر سلام کیا تو میں نے پہچانا، مصافحہ و معانقہ کیا، سر کے بال سفید، زرد و ضعیف ہوگئے تھے اور کپڑے موٹے پھٹے میلے پہنے ہوئے تھے، ایک بدھنا ہاتھ میں اور ایک درویش رفاقت میں تھا، پہلے ان کا لباس پر تکلف ہوتا تھا، جب سوار ہوتے تو چند غلام ساتھ دوڑا کرتے یا یہ حال دیکھا۔

میں نے پوچھا خواجہ شمس الدین یہ کیا ہے کہا پروردگار نے مجھ پر عنایت کی، دنیا سے میرا دل پھیر دیا۔ میں نے کہا کہ یہ لوٹا مٹی کا ہے ٹھیک نہیں، میری چھاگل چمڑے کی ہے لے لو، کہا نہیں اس پر جو شخص بھی نگاہ ڈالے گا اس پر حفاظت کرنی ہوگی، مٹی کے لوٹے کی کوئی خواہش نہیں کرتا میں اکثر مساجد و ویرانوں میں اترا کرتا ہوں، جہاں ٹھیرا یہ چوب دستی سر تلے رکھی اور لوٹا پاس پہلو کے، بے فکر رہتا ہوں میں نے حیران ہو کر کہا کیا خوب، عنایتِ الٰہی یکایک تمہارے شاملِ حال رہی (خیر المجالس)

حضرت میراں علیہ السلام :- نے فرمایا" **باعمل مقبول و بے عمل مردود** "نیز ایک ہندی دوہا کے ذریعہ راہروانِ راہِ وادیِ سلوک کے لئے لائحہ عمل تجویز فرمایا: " پھاٹا پہریں ، ٹوٹا کھائیں ، راول دیول کبھو نہ جائیں ۔ ہم گھر آئی یاہی ریت، پانی لوریں اور مسیت ۔ (1) مسیت بمعنی مسجد۔ (انصاف نامہ)

توضیح :- فقراء کی حقیقی مشغولی مبنی بہ شش اصول است یعنی وہ یہ کہ ترکِ دنیا کی حقیقی عبا و قبا زیبِ تن کئے سربرآرائے سلطنتِ روحانی ہوئے ، خلوت نشینی، وہ ایسے کہ باہر نہ نکلے، الا بہ عذرِ شرعی و واسطۂ تکان وتنگ دلی و قبض فیضانِ گویا ضروریاتِ دیگر مثلاً وضو ہمیشہ کا کہ اگر غلبۂ خواب سے سوگیا تو اٹھ کر فی الفور وضو کرلیا کرے کہ دوام طہارت میں خلل واقع نہ ہو۔

تیسرے صوم دوام کی نگہبانی ونگہداری میں توکلِ تام رضا و تسلیم والا تفقہ فی الدین میں الجوع طعام الانبیاء کے نظریہ کے تحت جو کچھ بھی موٹا دھاٹا منجانب خدا بنامِ خدا جس قدر بھی میسر ہو رہا ہے " **چوں بہ فردا برسی روزی فردا برسد** " کی حقیقی سمجھ بوجھ میں دہندۂ فتوح کو صمیمِ قلب سے " اے غمِ دوست تجھ ہی پر نہیں گذاراں ، کچھ فتوح اس کے سوا اور رہے بالائی بھی " سے تخاطب کئے کچھ کھائے نہ کھائے راہِ خدا میں تقسیم کردے اور سترِ عورت ڈھانک رہے، چوتھے سکوتِ دائمی یعنی غیر کے ذکر و قراءت سے خاموش رہے ، پانچواں دوام ربط دل کا شیخ کے ساتھ، چھٹے حق تعالیٰ کے ساتھ دوسرے تمام خیالات و خواہشات مٹادے۔

سیدنا حضرت غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ :- نے فرمایا منافقو! نبوت کا کلام سنو! دنیا کے عوض آخرت کو بیچنے والو، مخلوق کے عوض خالق کو فروخت کرنے والو، باقی کے بدلے فانی کو مول لینے والو، تمہاری تجارت خسارہ میں ہے ، تمہارے سرمائے جاتے رہے ، تم پر افسوس ، تم اللہ کے غضب و غصے کے سامنے پیش ہو ، کیونکہ جس

نے لوگوں کے لئے ناجائز زینت بنائی، اس پر اللہ بے شک غضبناک ہوا، اپنے ظاہر کو تُو شرع کے ادب سے مزین بنا اور اپنے باطن کو مخلوق سے نکال، ان کے دروازوں سے واپس آ، اور ان کو اپنے دل سے فانی سمجھ گویا کہ وہ پیدا ہی نہیں ہوئے۔ (ملفوظاتِ غوثِ اعظم)

سیدنا حضرت غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ :- نے یہ بھی فرمایا دنیا دریا ہے اور شرع جہاز، اللہ کا لطف ناخدا ہے جس نے شریعت کی مطابقت نہ کی وہ دنیا کے دریا میں غرق ہوگیا لیکن جس نے شرع کے جہاز پر ٹھکانا کیا اور اس پر قائم رہا تو ملاح اس کو نائب بنالیتا ہے، یہی حال اس شخص کا ہے جس نے دنیا کو ترک کیا (ملفوضات)

سیدنا حضرت غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ :- نے فرمایا دنیا سے جاہل اگر تو پہچانتا تو دنیا کو کبھی طلب نہ کرتا، اگر یہ تیرے پاس آتی ہے تو مصیبت میں مبتلا کرتی ہے، اگر جاتی ہے تو حسرت چھوڑ جاتی ہے اگر تو اللہ کو پہچانتا تو اس کے غیر کو بھی پہچان لیتا لیکن کم بخت تو اللہ سے اس کے رسولوں اور نبیوں اور اللہ کے دوستوں سے بے خبر و جاہل ہے۔ اللہ والو! تم سے رسالت و نبوت تو گئی، اب ولایت کو کم ازکم ہاتھ سے نہ جانے دو۔ (ملفوضات)

حضرت نصیر الدین محمود چراغِ دہلیؒ :- ترکِ دنیا پر تقریر فرمارہے تھے فرمایا کہ مولانا حسام الدینؒ نے خدمتِ جناب شیخ سے کاغذاتِ خلافت پائے تو کچھ دیر یہ خلافت نامہ مجلس میں لئے بیٹھے رہے، اٹھتے وقت شیخ سے عرض کیا کہ غلام کو کچھ وصیت ارشاد ہو، جناب شیخ نے فرمایا ترکِ دنیا ملحوظ رہے۔

پھر فرمایا ایک رسالہ میں لکھا دیکا ہے کہ **"مَابُعِث الانبیآءَ الا الصوف قلوب الناس من الدنیا"** پھر کہا دنیا کی خاصیت ہے کہ جو کوئی ایسا چاہ رہتا ہے تو اور زیادہ چاہتا ہے اور ظاہر کرتا ہے کہ میں فقط قدر کفاف (گذران کے لائق)

چاہتا ہوں نہ زیادہ ۔ حالانک وہ جھوٹ کہتا ہے، مولانا شہاب الدین باغبان کا حال فرمایاکہ وہ بہت کچھ خرید و فروخت نہ کرتے فقط چند درخت انگور و خیار (کھیرا و لکڑی) کے لگائے تھے کہ ان سے بسر اوقات کرتے ، پھر صحبتِ اغنیاء ترک فرما کر اہلِ دنیا سے پرہیز کرنے لگے ۔ (خیر المجالس)

حضرت میراں جیؓ :- فرماتے ہیں کہ حضرت میراں مہدی علیہ السلام کے گروہ کے دائرہ کی تعریف یہ ہے کہ مثلِ قبرستان کے رہے کہ دائرے میں چرخہ نہ کاتا جائے ، گائے ، بکری ، بھینس ، دودھ کے لئے نہ رکھی جائے، کھیتی نہ کی جائے اور ترکاری جیسے کدو، لکڑی ، رتالو اور ان کے مانند کوئی سبزی نہ بوئی جائے کوئی درخت جس سے (ترکِ دنیا ، توکل رضا و تسلیم کا آپریشن کیا جاکر) خود بسری کی امید ہو پرورش نہ کی جائے ۔ مہدویہ دائرہ کے باڑ کی شرط اس طرح ہے ۔

درزمانِ مصطفیٰ ﷺ ایں ہر چہار بود دایم درصحابہؓ آشکار، جوع و جانبازی و ذل و غربت است ، چوں بود ایں چار پنجم قربت است۔(حاشیہ شریف)

ترجمہ :- نبی کریم ﷺ کے زمانے میں صرف یہ چار چیزیں صحابۂ اکرامؓ سے ہویدا اور آشکارا تھیں بھوک ، جانبازی ،فقیری ، ترکِ ہستی و خودی گویا چار چیز تو یہ پانچویں چیز پھر تو قربِ الٰہی (حاشیہ شریف)

حضرت شاہِ نعمتؓ :- صحابی میراں مہدی علیہ السلام سے منقول ہے کہ بدورونِ ہجرت و تبلیغ ولایتِ سندھ میں جنگل میں دائرہ باندھے تھے (آپ کے ہاتھ پر بیعت و تصدیق کئے، ہجرت کے دوران تفریدی و تجریدی کٹھن گھڑیاں و متوکلانہ زندگی گذار رہے (علماء و امراء کی بعض عورتیں اپنی خود بسری کے لئے کشیدہ نکالتی تھیں، صدرِ دائرہ گویا مرشدِ زماں حضرت شاہِ نعمتؓ کو اس کی علم و اطلاع ہونے پر فرمایاکہ یہ فتوح (جو بنامِ خدا و براہِ خدا آتی ہے) ان کا حق ہے جو

خدا کے ہو رہتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالےٰ فرمایا ہے " فتوح ان فقراء کا حق ہے جو اللہ کی راہ میں قید ہیں، زمین پر چل پھر نہیں سکتے، جاہل ان کو بے نیازی کی وجہ سے تونگر تصور کرتے ہیں تو ان کی پیشانی سے پہچان لے گا جو لوگوں سے اصراف کرکے نہیں مانگتے، تم جو مال خرچ کرتے ہو، بے شک اللہ اس کو جانتا ہے (جز3 رکوع 5) جو لوگ کشیدہ نکالتے تھے، انھیں سویت نہیں دی اور دائرۂ معلا سے باہر کردیا۔ (انصاف نامہ)

شیخ سیدی امام احمد ابوالعباس سرسیؒ :- کا قول ہے کہ حبِ دنیا کی علامت، خوف، مذمت اور حبِ ستایش ہے کیونکہ اگر دنیا سے دست بردار ہو تو کسی چیز سے ہیبت ہو نہ محبت (الطبقات الکبریٰ)

عارف باللہ شیخ محمد بن محمد عبدالجبارؒ :- نے فرمایا کہ جس گناہ سے اللہ عزوجل غضب میں آتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد گناہ کرنے والے میں دنیا کی رغبت پیدا ہو، اور جو دنیا کا راغب ہوا اس نے اللہ عزوجل سے کافر ہونے کا دروازہ کھول دیا، کیوں کہ گناہ کفر کے قاصد ہیں اور جو شخص اس دروازہ میں داخل ہوا اس نے کفر میں اِسی قدر لیا۔(الطبقات الکبریٰ)

حضرت شیخ محمد المعروف بہ شاہ میرو میاں میرؒ :- نے فرمایا کہ تاریک الدنیا وہ ہے جس کا کوئی مقصد و غرض نہ ہو، جس طرح جنب کا ایک بال بھی اگر غسل میں خشک رہ جائے تو وہ پاک نہیں ہوتا، اس طرح اگر دل میں خطرات میں سے ایک خطرہ (دنیا) بھی ہوگا تو اس کا حال بھی وہی ہے کہ درحقیقت وہ تارک الدنیا اور خدا کا سچا عاشق نہیں کہلایا جاسکتا۔ (سفینۂ اولیاء)

میں کہتا ہوں، **شرطِ اول درطریقِ عاشقی دانی کہ چیست، ترک کردن ہردو عالم را و پشت پا زدن**

حضرت مہدی علیہ السلام :- فرمودند کسے بیانِ قرآن کند که دراو شش چیز باشد، سه ظاهری و سه باطنی، امّا به ظاهری آنست که (1) یکے توکل برخدا کند (2) دوم بخانهٔ طالبِ دنیا نرود (3) سوم رسانیدهٔ خدا بذل کند و سه باطنی آنست (1) یکے بچشمِ سر خدائے را بیند، (2) دوم کسے بمیر بحال او خبر دہد، (3) سوم زر و خاک او را یکساں شود، اگر درمیان کسے ایں صفت ہا نبا شد بیانِ قرآن کردن او را روا نباشد (حاشیہ شریف)

ترجمہ :- حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ ایسا شخص قرآن کا بیان کرے جس میں چھے چیزیں موجود ہوں۔ تین ظاہری اور تین باطنی لیکن تین ظاہری یہ ہیں ۔(1) پہلی، خدا پر بھروسہ کرے (2) دوسری، دنیا کے طالب کے گھر پر نہ جائے ، (3) تیسری خدا کی بھیجی ہوئی چیز کو خدا کی راہ میں خرچ کرے۔ اور تین باطنی یہ ہیں (1) پہلی چشمِ سر سے خدا کو دیکھے (2) دوسری کوئی شخص مر جائے تو اس کے حال کی خبر دے (3) تیسری سونا اور مٹی دونوں اس کے پاس برابر ہوں۔ اگر کسی میں یہ صفتیں نہ ہوں تو قرآن کا بیان کرنا اس کے لئے جائز نہیں۔ (حاشیہ شریف)

توضیح:- مذہبِ ما کتاب اللہ و اتباعِ محمد رسول اللہ، نیز بندہ قدم بقدم رسول است، کے ڈنکے کی چوٹ سے احیاءِ توحید و تعلیمِ احسان کے پرچار کنندہ نے فرمایا کہ ایسا عالمِ با عمل، زاہد و متقی قرآن کا بیان کرے جس میں یہ چھ صفات و خوبیاں ہوں، تین ظاہری اور تین باطنی، تین ظاہری یہ ہیں (1) اول خدا پر بھروسہ کرے (2) دوسرے (بلاعذرِ شرعی) دنیا کے طالب کے گھر نہ جائے (3) خدا کی فرستادہ فتوح کو الجوع طعام الانبیاء کے ایمان و ایقان اور یہ اتباعِ فرامینِ امامنا "تم کو بھوجن ہم کو پیو" نیز فقیر خودی کو کھاتا ہے۔" راہِ خدا میں بذل کر دیئے۔ تین باطنی خصوصیات و صفات یہ ہیں (1) پہلی صفت چشمِ سر سے خدا کو دیکھے (2) دوسری کوئی شخص مرجائے تو اس کے

حال کی خبر دے۔ (3) سونا اور خاک اس کی نظر میں یکساں ہو، اگر کسی میں یہ صفات و خصوصیات نہ ہوں تو قرآن کا بیان کرنا اس کے لئے جائز نہیں (حاشیہ شریف)

حضرت شیخ محمد فضلؒ :- نے فرمایا کہ جو مرید دنیا کی طلب میں ہو، یہ اس کے ادبار و تنزل کی علامت ہے نیز فرمایا کہ زہد نام ہے ترکِ دنیا کا۔ اگر ہو سکے تو ایثار کر اور اگر نہ ہو سکے تو یہ تیری کمزوری ہے اور یہ تیرا مقام نہیں ہے اور نہ تو اس کے لئے موزوں ہے۔ (فصل الخطاب)

حضرت جعفر بن نصیر الخلدی الخواصؒ :- سے متعلق کہتے ہیں کہ آپ کے وفات پانے کے بعد ایک درویش آپ کے مزار پر گیا، اور خدائے تعالےٰ سے دنیا طلب کرنے کی درخواست کی، رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں اے درویش! جب تو ہمارے پاس آئے تو دنیا مت طلب کر" اگر دنیا چاہتا ہے تو دنیا داروں کی قبر پر جا، ہمارے مزار پر آئے تو دنیا نیز اس کی زینت سے قطع تعلق کرلے، آپ کا انتقال 347ھ میں ہوا۔ (سفینۃ الاولیاء)1

حضرت مولانا رومؒ :- کو لوگ روپیہ، اشرفی لاکر مولانا کے نمدے کے نیچے رکھ دیتے تھے، مولانا علیہ الرحمۃ ان کی دل شکنی نہ فرماتے قبول کر لیتے تھے اور خاموش رہ جاتے، جب رات کو نماز کے لئے اٹھتے تو سب جمع کرکے کنویں میں ڈال دیتے، لوگوں نے کہا کہ یہ تمام لوگوں کو کیوں نہیں بخش دیتے۔ فرماتے کہ دوستی یہ ہے کہ محبوب ترین چیز دوست کو دے، مالِ دنیا سمِ قاتل ہے جس چیز سے مجھے زحمت ہوتی ہے نہیں چاہتا کہ وہ تمہیں دوں (مناقب)

میں کہتا ہوں کہ کسی یکتا نے اِسی محل پر، ہرچہ برخود نہ پسندی، بر دیگراں ہم سہ پسند کہا ہے۔

حضرت نظام الدین محبوبِ الٰہیؒ :- نے ارشاد فرمایا کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک سوتے کو جگا کر فرمایا کہ اٹھ اور خدا کی عبادت کر، اس نے جواب دیا کہ میں نے وہ عبادت اختیار کر رکھی ہے جو تمام عبادات سے افضل ہے۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ وہ کونسی عبادت ہے؟ جواب دیا **" ترکت الدنیا لاھلھا "** اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ **" من رضی اللہ تعالےٰ بقلیل من الرزق رضی اللہ عنہ' تعلیل من العمل "** اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا سے اس حال میں بجانبِ دارالبقاء روانہ ہو کہ اس کے پاس روپیہ ہو نہ پیسہ، وہ بہشت میں سب سے زیادہ غنی ہوگا۔ (فوائد الفوائد)

حضرت شاہ نعمتؓ :- نے فرمایا جس نے خدا کی راہ اختیار کی اور اس کے بعد دنیا کی طلب کیا تو وہ مرتد ہے، یہاں تک کہ وہ اس کام کو ترک کرے اور خود پر حرام جانے اور توبہ کرے تو خدا اس کو بخشے گا۔ (حاشیہ شریف)

حضرت شاہ دلاورؓ :- کے دائرے میں بادشاہ نظام الملک آئے، نماز کے وقت برادرونِ دائرہ (متبعینِ حضرت میراں مہدیؑ) صف پر بیٹھے تھے جگہ نہ تھے، ایک برادر نے اٹھ کر بادشاہ نظام الملک کو جگہ دی، من بعد حضرت شاہ کو خبر ہوئی، اس مرید کو دائرے کے باہر کردیئے اور فرمایا کہ تونے طالبِ دنیا کی رعایت کیوں کی (حاشیہ شریف)

حضرت میراں سید محمودؓ :- فرزندِ اکبر خلیفہ اول حضرت میراں مہدیؑ نے دائرہ میں (جملہ طالبانِ حق کو) ندا کردی کہ جو کوئی، بازار جانا ہو، سودا قریب ہی سے لے لے، اگر ایک دو چیتل بچانے کی خاطر دور جائے تو وہ طالبِ دنیا متصور ہوگا۔(تذکرۃ الصالحین)

حضرت شیخ نور الحق :- آپ شیخ نور الحق قطبِ عالم کے نام سے مشہور ہیں فرماتے ہیں کہ ظاہری طہارت کسی

چیز کے نکلنے یا پیشاب یا پائخانہ کی وجہ سے جاتی رہتی ہے اور باطنی طہارت اللہ کے سوا کسی مخلوق کی یاد کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے۔ مشائخ کا بیان ہے کہ جس کے دل میں دنیا کا خیال آجائے تو اس کو اس طرح غسل کرنا چاہیئے جیسا کہ ناپاکی کی وجہ سے عام لوگ نہاتے ہیں، کسی چیز میں دل نہ لگاؤ اور کسی غیر اللہ کی محبت کا سکہ اپنے دل میں نہ جماؤ۔ (اخبار الانبیاء)

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ رسول اللہ ﷺ:- ایک دن حجرۂ بیوی ماریہ قبطیہؓ میں آرام فرمارہے تھے اور رباحؓ نامی غلام آنحضرتؐ کے درِ حجرہ پر نگہبانی پر بیٹھے تھے اور ان ماریہ قبطیہؓ کو مقوش بادشاہ مصر نے رسولِ خدا کے واسطے بھیجا تھا کہ اِسی حال میں کہ جناب عمرؓ تلاش فرماتے ہوئے حاضرِ درِ دولت ہوئے، رباحؓ نے بڑھ کر فاروقؓ سے کہا کہ آنحضرت ابھی آرام فرمارہے ہیں۔ امیر المومنین عمرؓ باآوازِ بلند شرفِ تکلم فرمارہے تھے، جناب رسولِ مقبول نے کواڑ کھولا، اور بیوی ماریہؓ اندر کی کوٹھری میں چلی گئیں، حضرت عمرؓ نے دروازہ میں جاکر دیکھا کہ رسولِ کریمؐ چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور آپ کے پہلو مبارک پر چٹائی کے نقش جم گئے ہیں اور ایک گوشہ حجرہ میں تقریباً دو سیر جو پڑے ہوئے ہیں، حضرت عمرؓ یہ دیکھ کر روئے، اور عرض کی کہ قیصر وکسریٰ فرشِ دیبا اور حریر پر لیٹیں اور آپ کہ فخرِ بنی آدم اور سردارِ دو عالم ہیں پرانی چٹائی پر آرام فرماویں، تو رسالت مآبؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کیا نہ راضی ہوئے، اے عمرؓ اس بات سے کہ اُن کے واسطے دنیا اور ہمارے واسطے آخرت ہو۔ (خیر المجالس)

ابو صالح سیدی عبدالقادر جیلانیؒ:- سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے کہ ہم آپ کے کپڑوں پر مکھیاں بیٹھتے نہیں دیکھتے؟ انھوں نے فرمایا کہ مکھیاں میرے پاس آن کر کیا کریں گے، میرے پاس نہ دنیا کا شیرہ ہے نہ آخرت کا شہد (طبقات الکبریٰ)

ابوبکر بن محمد بن علی جعفر کتانیؒ :- کی عادت تھی کہ جب ان کو کسی فقیر کی نسبت خبر پہنچتی تھی کی وہ دنیا کی طلب میں ایک قدم بھی چلا ہے تو اس کو چھوڑ بیٹھتے اور کہتے کہ یہ طریقت سے نکل گیا ہے ، فرماتے کہ فقیر کی شان یہ ہے کہ دنیا ہی اس کے پیچھے پیچھے چلے ۔ (طبقات الکبریٰ)

ابو بکر مجدد شبلیؒ :- سے کسی نے پوچھا کہ دنیا کیسی چیز ہے ؟ فرمایا کہ ایک ہانڈی ہے جس کو جوش دیا جارہا ہے اور ایک پائخانہ ہے جس کو بھرا جارہا ہے ۔

ابو اسحاق ابراہیم بن اسمٰعیل خواصؒ :- کا قول ہے کہ فقیر کی تین آفتیں ہیں ، روپے کی محبت ، عورتوں کی محبت اور سرداروں کی محبت ، پس روپیہ کی محبت کو پرہیز گاری کے استعمال سے دفع کرے ، عورتوں کی محبت کو گم نامی میں ثابت قدم ہوکر دور کرے ، شیخ و فقیر کا اللہ مطلوب ہوتا ہے اور صدیقین اس کے بھائی ہوتے ہیں، خلوت ان کا مکان ، تنہائی اس کے مونس ، دن اس کا غم ، رات اس کی خوشی ، اس کا دل اس کا رہنما ، قرآن اس کا مددگار ، گریہ اس کا لباس ، بھوک اس کی غذا ، عبادت اس کی رونق ، معرفت اس کا سپہ سالار ، حیات اس کا سفر ، زمانہ اس کی منزلیں ، پرہیز گاری اس کا راستہ ، صبر اس کا اوڑھنا ، سکون اس کا بچھونا ، صدق اس کی سواری ، اور خوف و قوت اس کا ڈر ۔ (طبقات الکبریٰ)

ابوالعباس احمد بن محمد سہیل تنا عطا آدمیؒ :- نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے ابنِ آدم اگر میں تجھے دنیا عطا کروں تو تو اس میں ایسا پھنس جاتا ہے کہ میری طرف سے منہ پھیر لیتا ہے ، اور تجھے اگر دنیا نہ دوں تو تو اس کی طلب میں مصروف ہو جاتا ہے ، پھر میرے لئے تجھے کب فرصت ہوگی ۔ (طبقات الکبریٰ)

ابوالعباس احمد بن محمد سہیل تنا عطا آدمیؒ :- نے فرمایا جب طہارت کے معنی ان سے پوچھے گئے، طہارت جانوں سے ہوتی ہے اور نماز دلوں سے ۔ پس منہ دھونے کے ذریعہ دنیا سے منہ پھیرلیتا ہے ، اور تجھے اگر دنیا نہ دوں تو تو اس کی طلب میں مصروف ہو جاتا ہے، پھر میرے لئے تجھے کب فرصت ہوگی ۔ (طبقات الکبریٰ)

سفیان ثوری بن سعیدؒ :- آپ کی نصیحت تھی کہ تمہارا بھائی تم کو کھانے پر بلائے تو جب تک تم یہ نہ دیکھو کہ اس کے کھانے سے تمہارا قلب درست رہے گا اس وقت تک اس کی دعوت کو قبول نہ کرو، ایک دن انھوں نے ایک شخص (فقیر) جس کو حاکموں کی خدمت میں دیکھا تھا نصیحت کی تو اس نے کہا کہ میں اپنے بال بچوں کو کیا کروں ، یہ سن کر کہنے لگے ، سنتے ہو اس کی باتیں ، یہ کہتا ہے کہ اگر خدا کی نافرمانی نہ کرے گا تو وہ ہلاک ہوجائیں گے ۔ پھر کہنے لگے کہ ایسے عیال دار (فقیر) کی اقتداء نہ کرنا ۔ اس لئے کہ عیال دار بہت کم حلال و حرام کی آمیزش سے بچتے ہیں اور مشتبہ و حرام کے کھانے میں ہمیشہ ان کا عذر یہی ہوتا ہے کہ ہم بچے والے ہیں ۔ (طبقات الکبریٰ)

متذکرہ صدر آیاتِ قرآن آسا ، فرامینِ واجب الاذعان ، حقانی ارشادات ، ہدایات و ترغیبات کی حقیقت ، اصلیت و ماہیت کو حقیقی تفقہ فی الدین میں کچھ کسی قدر سمجھے سمجھائے ۔ اپنے مسلکی و مشربی معلومات میں خاطر خواہ اضافہ کی خاطر پہلے ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ فی الحقیقت فقیر کی تعریف کیا ہے، اور فقیر سے کیا مراد ہے، نیز فقر کی حقیقت کیا ہوتی ہے ؟

حضرت صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ فقر کے معنی عدم تملک کے ہیں " اَلْفَقْرُ عَدَمُ الْاِمْلَاکِ وَالْخُرُوْجُ عَنِ الصِّفَاتِ" اور بعض مفتیانِ طریقت کا یہ ارشاد ہے کہ فقیر کی تعریف یہ ہے کہ وہ فنائے صفات کے ساتھ کسی مفاد و مراد کا بھی خیال دل میں نہ رکھتا ہو۔ غرض خلاصہ یہ کہ دنیا و آخرت کا سرمایہ جس کے پاس کچھ نہ ہو، اس کو فقیر کہتے ہیں

اور حقیقت فقر کی نسبت محققینِ اہلِ طریقت نے فرمایا کہ مقامِ فقر سالک کے علوی مرتبت اور محل ارتقا و تفاخر کا نام ہے جس کی عظمت کا اظہار، ارشادِ حضرت رسالت مآبؐ " اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ" سے ہوتا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ سالکین باتمکین و طالبینِ صادق بعد طے منازل ترکِ دنیا و تجرید جب بساط تفرید میں فضاء قرب کی دید کے تن و من سے مشتاق ہوتے ہیں، تو اس وقت خدائے عزوجل کی جانب سے حدودِ وادیِ فقر میں انھیں قدم دھرنے کا استحقاق نصیب ہوتا ہے، چونکہ اس سفرِ بے پایاں میں زادِ راہ بجز(توکلِ تام بذاتِ حق گویا) خدا کے بھروسے کے ممنوع ہے اس لئے مجرد و آزاد عیش وآرام کو خیرباد کہہ کر رضائے حق پر راضی نیز عطائے حق سے بھی بالکلیہ مستغنیٰ ہوکر تلاشِ گوہر مقصود کے لئے مردانہ وار قلزمِ افتخار میں شناوری کے لئے تیار ہوئے زبانِ حال سے کہتے ہیں۔

دریں دریائے بے پایاں، وریں دریائے موج افزا *** دل افگندیم بسم اللہ مجریھاو مرسٰھا

حضراتِ صوفیاء کرام کے ارشادات، تعریفِ فقر نیز فقراء کے صفات میں بکثرت موجود ہیں لیکن بنظر اختصار چند درچند گویا مشتِ نمونہ از خروارے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

ابوذر غفاریؓ :- نے فرمایا فقر غنا سے اور بیماری صحت سے زیادہ مجھے عزیز ہے۔ (کشف المحجوب)

حمدون بن احمد قصارؒ :- نے فرمایا کہ " ہر کہ بطلبِ قوتِ برخواست" نام فقر از و برخواست (طبقات الکبریٰ)

محمد بن منصور علیہ الرحمتہ :- سے فقیر کی تعریف پوچھی گئی، فرمایا فقیر اُس کو کہتے ہیں کہ ناداری کے وقت مضطر نہ ہو، اور جو موجود ہو، اس کو راہِ خدا میں صرف کردے (نفحات الانس)

ابوسعید احمد بن محمد زیاد علیہ الرحمتہ :- نے فرمایا کہ فقیروں کے اخلاق میں سے یہ ہے کہ کچھ نہ ہونے کے وقت

انھیں سکون ہو، اور ہونے کے وقت بے قراری ، رنج و غم سے مانوس ہوں (طبقات الکبریٰ)

شیخ شہاب الدین محمد سہروردی علیہ الرحمتہ :- نے فرمایا کہ سالک مقامِ فقر میں نہیں پہنچتا جب تک کہ تارکِ مِلک ، مُلک و اسباب نہ ہو۔ (نفحات الانس)

شیخ بقا بن بطور علیہ الرحمتہ :- نے فرمایا فقیری ، دل کا علائقِ دنیا سے خالی اور صرف حق تعالےٰ کے ساتھ مستقل ہونا ہے ۔ (انوار الاصفیاء)

حضرت سید خوندمیر رضی اللہ عنہ :- نے فرمایا کوئی شخص (فقیر) دائرے میں ایک سو (100) سال (صحبتی و سندی تعلیمات کی پابندیوں کے ساتھ) رہے اور (پھر نفسِ بدکیش و بد سرشت کے اکسانے و بھٹکانے سے ، سیکھائے پڑھائے اور از بر کروائے اسباق " قوتِ جبریل از مطبخ نہ بود از دیدِ خالق الوجود " نیز فاقہ کے اضطرار و اضطراب میں یک لخت بھولے بسرے) روٹی کی طلب میں دائرے کے باہر جائے اور وہاں مرجائے تو وہ کافر ہے ۔

(حاشیہ شریف)

حضرت سید محمد مہدیٔ موعودؑ :- سے (دورانِ ہجرت) برادروں (نووارد و متبعین و مصدقین) نے عرض کیا کہ برادران (فقراء) کو بہت مشقت ہے اور کھانے کی کوئی چیز موجود و میسر نہیں ہے ۔ حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ " **خدا کے فقیر خودی کو کھاتے ہیں** ۔ (حاشیہ شریف)

ابواسحاق ابراہیم بنادھم علیہ الرحمتہ :- سے پوچھا گیا کہ فقیر بھوکا ہو تو کیا کرے ، فرمایا صبر کرے عرض کیا اگر دس

روز تک نہ ملے فرمایا **صبر کند و بمیرد تا دیدت بر کشندہ بود۔** (تذکرۃ الاولیاء)

یعنے نہایت صبر و سکون نیز استقلال کے ساتھ صرف دیدارِ الٰہی کا شدومد سے خواہشمند اور سختی سے منتظر و متمنی رہے، داعی اجل کو لبیک کہے۔ بقول:۔

آنکھیں کھلی ہوئی ہیں پسِ مرگ اس لئے * جانے کوئی کہ طالبِ دیدار مرگیا۔**

حضرت سید خوند میرؓ:۔ نے فرمایا اگر کوئی شخص (تارک و متوکل علی اللہ غیر نفقہ فی الدین میں) عالیت کی جگہ چھوڑ کر (رخصت پر عمل کرنے کے لئے) دوسرے دائرے میں محض (دنیا کی حقیر ترین شئے) روٹی کی خاطر چلے جائے تو اس کو دین سے کچھ بھی حصہ نہیں ملے گا کیونکہ اس کا ایسا جانا اللہ کے لئے نہیں (بلکہ) دنیا و علائقِ دنیا کے لئے) ہے۔ (حاشیہ شریف)

میں کہتا ہوں کہ متذکرۂ صدر ارشادِ عالیہ کو پڑھنے کے بعد مجھے حضرت ابوالحسن علی بن بندار قریشی فارسیؒ کا ارشاد بھی یاد آ گیا، ممکن ہے کہ گذشتہ صفحات میں میں نے اس کو لکھا ہے، فرماتے ہیں کہ جو شخص (فقیر) معطل و بے کار ہونا چاہیئے وہ رخصتوں کی پابندی کرے، فقیروں کو جس نے طریقت سے الگ اور ہلاک کردیا وہ صرف ان ہی چیزوں کی طرف میلان ہے جس پر ابنائے وطن مائل ہیں۔ (طبقات الکبریٰ)

یہاں تک آ رہنے کے بعد ہمیں اس امرِ عظیم کا پتہ چلا کہ مسلک و مشربِ خاص میں فقیر کی تعریف وہ کہ اس کو امکان تملک نہ ہو، لہٰذا فقر کے معنی عدم امکان تملک ہی ہوئے۔

ناظرینِ کرام واقف ہی ہوں گے کہ محققینِ اربابِ طریقت کا اجماع ہے کہ چونکہ اقوال و اعمال کو نسبتِ ظاہر سے اور

اقوال و احوال کو تعلقِ باطن سے ہوا کرتا ہے اس لئے ادیبِ کامل کا اطلاق مطابق احوال ، گویا بہ الفاظ عام فہم یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ اخلاق نمونہ ہوتے ہیں افعال کے ، اور اعمال آئینہ ہوتے ہیں احوال کے ۔ چنانچہ بدیں نظریہ ، حضراتِ صوفیا کرام محققینِ اربابِ طریقت ، نیز پیشوایانِ اہل اللہ و داعیانِ الی اللہ کی فرمودہ فقیر کی تعریف ، نیز فقیر کی حقیقت اور ان سے متعلق ارشاد کردہ توضیحات ، تصریحات و تشریحات کو حضرت سفیان ثوری بن سعیدؒ کے فرمودہ حقانی ارشادات کے ساتھ اخلاق ، افعال ، احوال و اعمال فقیر مندرجہ روایت بالا باہم ایک دوسرے سے تقابل کئے پڑھنے کے بعد معاملہ بالکل برعکس و برخلاف دکھائی دینے کے علاوہ پتہ یوں چلتا ہے کہ اس نام نہاد فقیر میں طلبِ دیدارِ الٰہی و عشق و محبتِ خداوندی کا شمہ برابر جذبہ برائے نام کارفرما نہ تھا ۔ وہ ایک عامی ، جاہل ، بے علم و بے عمل ، تن آسان ، سست کاہل نیز پرلے درجہ کا پیٹو تھا جس کو اسرارِ طریقت کی سمجھ بوجھ تو کجا ابتدائی اسباقِ شریعت از قسم نماز و روزہ کے پڑھنے اور سمجھنے کی صلاحیت بھی مفقود تھی اور جس نے جہلِ مرکب میں فقیری نیز مشیخت کو پیشۂ حصولِ جلبِ منفعت نیز تادمِ زیست فارغ البالی کا واحد و آسان ذریعہ تصور کئے ، عموماً اور خویش و اقارب ، نیز معصوم و سادہ لوح ، انتہائی و امکانی عقیدت مند ، و بے پناہ ارادت مند مریدینِ سلسلۂ آبا و اجداد کے جبر و تشدد ، منت و سماجت ، ترغیب و تحریص پر خصوصاً تاجِ فقیری سر پر دھرے ، سریر آرائے سلطنتِ روحانی ہوئے یار و اغیار کے دلوں پر " پدرم سلطان بود " کا معیاری سکہ جمائے ، حصول جلب منفعت میں مصروف و مشغول نیز حیران ، سرگردان و پریشان گھومتا پھرتا تھا ۔

ایسے پیشوا سے متعلق کبیر داسؔ کہتا ہے :-

رام بھی کرے رن بھی بھرے ، پھرے اوروں کے گیل

مانش کیری کالری ، اوڑے پھرت ہے بیل

توضیح :- اکثر و پیشتر نام نہاد ویدانتی و پیٹ پالو گرو سادھو اور سنت ظاہری عبادت بھی کرتے ہیں اور تلاشِ معاش و فکرِ روزی میں پالنہار پر بھروسہ نہ کئے دھیان گیان ذکر و فکر خلوت و عزت کو خیرباد کئے ، دنیا داروں کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہیں گویا حقیقی دینی سمجھ بوجھ میں یہ انسان نہیں حیوان ہیں، یا بالفاظِ دیگر یہ پر بھو، پرمیشور، اگھوری ناتھ و بھولا ناتھ کے نام پر چھوڑے گئے سانڈ ہیں جو انسانی کھال اوڑھے ہرے گھاس اور اناج کی تلاش میں پھرتے ہیں اور اگر یوں نہیں تو حضرت سفیان ثوری بن سعیدؒ کا فقیر ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ جس میں عشق و محبتِ الٰہی مفقود ہو رہنے کے کارن مکتبِ عشق کی صحبتی و سندی تعلیم کو نہایت محنت کش و مشقت طلب نیز جانکاہ جانگداز اور کچھ اس سے بھی آگے قیامت تک نہ چبائے جانے اور نہ ہی تحلیل ہونے والے فولادی چنوں کے تصور میں ، دین کے ذریعہ دنیا سمیٹنے کی خاطر، اندھے نے اندھے سے رہبری چاہی کے عین مصداق ، علماء ظاہر نیز اہلِ غلو کے آگے بطوع و طمع و جان و دل ، زانوئے ادب تہہ کئے ، بنی نوعِ انسان کا ازلی بد خواہ ، گویا نفسِ امارہ ، بدکیش و بدسرشت کو بغل میں دابے تن من دھن کی بازی لگائے ، وہ علم (یعنی علمِ ظاہری) حاصل کرلیا جس سے تا زیست معصوم نیز سادہ لوح نوجوانوں کو نفسانی نیز موقتی جذباتی آتش بیانی سے پیرانِ طریقت کے خلاف اکسائے، بھکائے اور ورغلائے ، مطیع و منقاد و مسخر کئے تادمِ زیست بلا کھٹکے جلب منفعت کا سلسلۂ لامتناہی جاری و ساری رہ سکے ، ان غیر صحبتی و سندی فقراء موقتی و جذباتی نام نہاد واعظین جو انتہائی و امکانی فصاحت و بلاغت کو کام میں لائے ، زورِ کلام کے دریا بہائے اپنی آتش بیانی و طوفان خیز و دھواں دھار تقاریر سے سادہ لوح ہونہاروں کو آناً فاناً اپنا ہمنوا و ہم عنان ، ہم مسلک و ہم مشرب بنا لیتے ہیں، ان کے باطنی خصوصیات سے متعلق محققینِ اربابِ طریقت نیز حکماء حاذق روحانی کا قول ہے کہ وہ تمام دعوے اور رعونتیں جو ان نفوس میں پیدا ہوتی ہیں وہ عشق و محبت جو خلوص طلب و غلبۂ شوقِ الٰہی نیز کوشش کی سوزش کا ماحاصل نہیں ہوتیں ، ان نفوس کی دوسری مثال نم کاغذ کی ہے جس پر کتابت کا نقش نہیں ہوتا۔ وہ گیلا ایندھن

ہے جس میں چنگاری سے گا ہے ما ہے نیز موقتی طور پر صرف دھواں پیدا ہوتا ہے جلتی نہیں ، اور ان کی ایک اور مثال بھیگی ہوئی گدڑی کی ہے جس میں چنگاری اثر نہیں کرتی۔

اثباتِ علم اسرار (گویا ماحصلِ صحبتی و سندی تعلیم) سے متعلق ایک حدیث ملاحظہ ہو:-

" حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چالیس (40) روز تک اللہ کے لئے (طلب وشوق ومحبت ، عشق کے ساتھ گویا نہایت) خلوص (سے عبادت) اختیار کرے تو علم (وہبی) کے چشمے اس کے قلب سے (جوش زن ہوکر) اس کی زبان سے ظاہر ہوتے ہیں " روایت کیا اس کو رزین نے ان الفاظ سے:-

صاحب التکشف متذکرۂ صدر حدیث سے متعلق یوں رقمطراز ہیں کہ بزرگوں کے کلام میں منصوص ہے کہ اللہ تعالےٰ کے خاص بندوں کو بعض علوم وہ عطا ہوتے ہیں جو نہ منقول ہیں نہ مکتب ہیں کبھی اس کو علم وہبی سے تعبیر کرتے ہیں اور کبھی علمِ اسرار کہتے ہیں اور خود ان سے اس قسم کے دقایق وحقایق منقول بھی ہیں جو ان سے پہلے کسی کی زبان سے نہیں نکلے۔ یہ حدیث ایسے علوم کی تحقیق واعتبار کی اصل ہے۔

(2) حضرت ابی ہریرۃؓ اور ابی غلادؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی شخص کو دیکھو کہ زہد فی الدنیا (یعنے ترکِ دنیا) اور قلت کلام اس کو عطا ہوا ہے تو اس سے نزدیک رہا کرو، کیوں کہ اس کو حکمت (حکمِ اسرار وہبیہ) کی تعلیم (وتلقین منجانب اللہ) کی جاتی ہے (روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں (مشکوٰۃ)

متذکرۂ صدر حدیث میں یہ مسئلہ علمِ اسرار غیر منقولہ سے متعلق ارشاد فرمایا گیا ہے جس کو علمِ لدنی اور علم اللہ اور علمِ وہبی

بھی کہتے ہیں جس کا عطا ہونا اہل اللہ کو بکثرت و بتواتر منقول ہے اور ان حضرات کی کسب بھی ان علوم کی مدون و محفوظ ہیں جس پر اہلِ تشقت بے سمجھے بوجھے انکار کرتے ہیں۔

معلوم بادکہ اگر وہ فقیرفی الحقیقت کتاب و سنت کی حقیقی تفقہ فی الدین (دینی سمجھ بوجھ) میں طلب و شوق، عشق و محبتِ خداوندی کے شمہ برابر جذبہ کے تحت اپنے زمانہ کے باقیات الصالحات کے منجمہ کسی ایک مکتبِ عشق کے رہبر، رہنما و حکیمِ حاذق روحانی کے آگے زانوئے ادب تہہ کئے۔ ظلِ پیرِ عامل و عاطفت دستگیر کامل سے شاد کام وفائز المرام ہوئے، فیض و برکتِ صحبت گویا اصول وقیود وشروطِ فقیری (یعنے ہوش دردم، نظر برقدم، سفراز وطن و خلوت در انجمن) کواپنائے صحبتی و سندی تعلیم پاتا تو اس کو وہ علم حاصل ہوتا جو اس کے صحبتِ باطنی کے تمام تر تحفظ کے ساتھ ساتھ بلاکم و کاست عالمِ برزخ تک ساتھ دیتا۔ مزید برآں، نورِعلی نور وطرفہ تماشہ این کہ وہ خود بھی اس طریق نادیدہ کے سفر میں ہزارہا طالبانِ صادق کے حق میں رہبر، شفیق و رفیقِ صادق نیز حبل المتین ثابت ہوتا اور نتیجتاً اس کو اس طرح کی شترگردش کی ضرورت و حاجت داعی نی ہوتی بلکہ ان گنت شایانِ وقت قدموں پر جبین سائی کے متمنی، منتظر و کوشاں رہتے۔

گویا:- علمِ ظاہر سے اگر ملتا خدا *** مدرسہ رکھتے جنابِ مصطفےٰ حق است۔

مزید:- علم کی حد سے پرے بندۂ مومن کے لئے *** لذتِ شوق بھی ہے نعمتِ دیدار بھی ہے

مخفی مبادکہ صفتِ پیرِ معنوی، ارادتِ پیرِ کامل، اور علماء ظاہر نیز فیوض و برکات صحبتی و سندی تعلیمات کو حقیقی تفقہ فی الدین میں سمجھنے کی خاطر مجھے بہترے کتبِ سیر کے اوراق گردانی کا اتفاق رہا۔ لیکن تمام کے تمام " ہر گلِ را رنگ بوئے دیگر است" کے عین مصداق نہایت عمیق، عدق، پر، روح پرور وکیف آور، لیکن اس میدان کے مبتدی رہرو

کے لئے ناقابلِ فہم وادراک ضرور ہیں۔

بنا بریں اس خصوص میں کافی احتیاط کے ساتھ ان تمام عنوانات پر مشتمل ایک عام فہم مضمون علاماتِ شیخ کامل جو میرے مطالعہ سے گذرا پیش کئے دیتا ہوں وہ یہ ہے :-

کارِ مرداں روشنی و گرمی است * کارِ دو ناں حیلہ و بے شرمی است**

صاحب التکشف اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں کہ روشنی سے مراد نورِ ایمان و عرفان، گرمی سے مراد گرمیِ عشق اس میں اشارہ ہے شیخِ کامل کی پہچان کی طرف کہ ان کے یہ صفات ہیں (معرفت اور عشق) اور جو کمینے یعنے جھوٹے ہیں ان کی عادت حیلہ و بے حیائی ہے ، جاننا چاہیئے کہ جس طرح مرضِ ظاہری کے لئے ایسے طبیب کی ضرورت ہے جو خود بھی صحیح وتندرست ہو، اور دوسروں کو علاج بھی کر سکے (کیوں کہ اگر مریض ہے تو مسئلہ طبیہ ہے رای العلیل،گو وہ طبیب ہو مگر اس کی رائے قابلِ اعتماد نہیں اگر وہ صحیح و تندرست ہے مگر علاج کا طریقہ نہیں جانتا، تب بھی اس مریض کے مطلب کا نہیں گو خود اچھا ہے) اِسی طرح امراضِ باطنی کے علاج کے لئے ایسے شخص و مرشد کی حاجت ہے جو خود بھی متقی و صالح ہو، مبتدع و فاسق نہ ہو، اور دوسروں کی بھی تکمیل کر سکے ،کیونکہ اگر بد عقیدہ اور بد عمل ہے تو اولاً اس پر یہ اطمینان نہیں کہ یہ خیر خواہی سے تعلیم کرے گا بلکہ غالب تو یہی ہے کہ خاموش، عقیدہ میں اپنا جیسا بنانے کی کوشش کرے گا اور عمل میں اس کو اس لئے نصیحت نہ کر سکے گا کہ خود اس کا عامل نہیں۔ یہی خیال ہوگا کہ اگر نصیحت کروں گا یہ شخص اپنے دل میں کیا کہے گا بلکہ غالب یہ ہے خود بھلا بننے کو اپنی بد عملی کی تاویل کو درست کرنا چاہے گا تو اس میں بڑی گمراہی کا اندیشہ ہے۔ ثانیاً اس کی تعلیم میں انوار و برکات وتاثر و امدادِ غیبی نہ ہوگی ، اس طرح اگر متقی و صالح تو ہو مگر تربیتِ باطنی کا طریقہ نہ جانتا ہو تو وہ بھی طالب کی رفع ضرورت نہیں کر سکتا،

اور جس طرح طبیبِ ظاہری کا طبیب ہونا ان علامات سے معلوم ہوتا ہے کہ علمِ طب پڑھا ہو، کسی طبیبِ کامل کے پاس مدت معتدبہ تک مطب کیا ہو، سمجھ دار لوگ اس کی طرف رجوع ہوں، اس کے ہاتھ سے لوگ شفایاب بھی ہوتے ہوں، اِسی طرح طبیبِ باطنی یعنی شیخ کے شیخ ہونے کے علامات یہ ہیں کہ کسی کامل کی خدمت میں مدت تک مستفید ہوا ہو، اہلِ علم واہلِ فہم اس کو اچھا سمجھتے ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہوں، اس کی صحبت سے محبتِ الٰہی کی زیادتی اور محبتِ دنیا کی کمی قلب میں محسوس ہوتی ہو، اس کے پاس رہنے والوں کی حالت روز بروز درست ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہو (نہ کہ "درہرکہ درکان نمک رفت نمک شد") یہ شخص اس قابل ہے کہ اس کو شیخ بنادے اور اس کو اکسیرِ اعظم سمجھے اور اس کی زیارت و خدمت کو کبریت احمر جانے۔ پس مجمع ان صفات کا جو شیخِ کامل میں ہونا چاہیئے یہ ہے:۔ متقی و صالح ہو، متبعِ سنت ہو، علمِ دین بقدرِ ضرورت جانتا ہو، کسی کامل کی خدمت میں رہ کر فائدہِ باطنی حاصل کیا ہو، عقلا و علماء اس کی طرف مائل ہوں اس کی صحبت موثر ہو، اس سے مریدوں کی حالت کی اصلاح ہوتی ہو وغیرہ۔

معلوم ہوتا ہے کہ ان ہی وجوہات کی بناء پر حضرت سفیان ثوری بن سعیدؒ عامی و جاہل نیز شریعت وطریقت کے مسایل سے نابلد، نام نہاد فقراء نیز غیر صحبتی وسندی آتش بیان مقرر قسم کے علماء سے متعلق تحتِ احکامِ کتاب وسنت ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسے (گویا، او خویشتن گم است کرا رہبری کند کے مصداق گمراہ) لوگوں کی اقتدا نہ کرنا۔

علاوہ ازیں اس قبیل کے علماء وفقراء نیز ان سے غیر دینی سمجھ میں حقانی وروحانی ناطے جوڑے ان سے شفاعت و بخشش نیز جہنم سے چھٹکارے کی توقعات وابستہ کردہ سیدھے سادے بھولے بھالے اور سادہ لوح متبعین و مریدین سے خدائے تعالےٰ نیز رسولِ کریمؐ اور پاکانِ الٰہی یوں مخاطب ہیں، قرآنِ حکیم میں اللہ تعالےٰ فرمایا ہے:۔

(1) وَذَرِالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًاوَّ لَهْوًاوَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۔۔۔ الخ (سورة الانعام 69)

(1) اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش (متنفر یک سو علحٰدہ) رہو، جنھوں نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکھا ہے۔

اور دنیاوی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے (سورۃ الانعام 68)

(2) اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔۔۔ الخ (سورة التوبہ۔ 31)

(2) ان لوگوں نے کتاب کو چھوڑ کر اپنے (بے راہ) عالموں اور درویشوں کو خدا بنا لیا ہے۔

(سورۂ توبہ رکوع 5، آیت 31) اور

(3) عدی بن حاتم بن حاتمؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس وقت میرے گلے میں سونے کی صلیب (لٹک رہی) تھی، آپؐ نے فرمایا کہ اپنے پاس سے اس بت کو دور کردو، اور میں نے آپؐ کو سورۂ توبہ سے یہ پڑھتے سنا (یعنی اوپر لکھی گئی آیت) یہ سن کر میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ انھوں نے تو کبھی مرشدین کو خدا نہیں بنایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایسا نہیں تھا کہ لوگ ان کو پوجتے تھے بلکہ وہ (مرشدین کرام) کسی چیز کو ان کے لئے حلال کردیتے تھے تو یہ (ان مرشدین کرام کو مسندِ رسول پر فائز و متمکن نیز دنیا و آخرت میں انھیں اپنی فلاح و بہبودی نیز بخشش کا واحد وسیلہ و ذریعہ جان کر، نہایت تعظیم و تکریم اور عقیدت اور ارادت مندی سے " گفته او گفته الله بود** گرچه از حلقوم عبد الله بود" کی سمجھ بوجھ میں بترکِ احکام کتاب و سنت اس کو اپنے لئے حلال سمجھتے تھے، اور جب کسی چیز کو حرام کردیتے تھے تو یہ لوگ اس چیز کو اپنے اوپر حرام سمجھتے تھے (روایت کیا) اس کو ترمذی نے) اور

(4) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ آخری زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ظاہر ہوں گے جو دنیا کو مکر و فریب سے دین کے عوض میں حاصل کریں گے۔ لوگوں کو دِکھلانے کو نرم بننے کے لئے بھیڑ کی

کھال پہنیں گے (یا تو مراد اس سے حقیقی معنی میں پوستین پہنیں گے کہ لباس ہے تارکانِ دنیا کا اور یا کفایہ ہے اس سے کہ ظاہر میں بڑے نرم خو اور بھیڑیوں کے سے ہوں گے ۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ کیا یہ لوگ مجھ پر دھوکا کھائے ہوئے ہیں یا مجھ پر جراءت کرتے ہیں سو مجھ کو اپنی ہی قسم ہے کہ میں ان لوگوں پر ان ہی میں سے ایک ایسا فتنہ برپا کروں گا جوان کے عاقلوں کو بھی حیرت میں ڈال دیگا (روایت کیا اس کو ترمذی نے) مشکوٰۃ ۔ اور

(5) ایک دن حضرت شاہ خوندمیرؓ (خلیفہ دوم) میراں مہدیٔ موعودؑ نے معاملہ دیکھا اور زار و نزار حجرے سے باہر آئے ۔ حاضرینِ دائرہ نے اس کا سبب دریافت کرنے پر فرمایا کہ بندہ کو آخری زمانہ کے (نام نہاد) مرشدین کرام دِکھلائے گئے ، ان کی گردنوں میں طوق نیز سلاسل بدست و پا فرشتہ انھیں دوزخ میں ڈھکیل رہے ہیں کیوں کہ وہ محمد مصطفٰی احمد مجتبٰی حبیبِ خدا ﷺ و مہدی مراد اللہ کے مسندِ عالیہ وفاخرہ پر فائز، متمکن و جانشین رہے، عصر مغرب کے درمیان قرآن کا بیان کیا، ذکرِ کثیر کی تعلیم کی، پسخوردہ دیا اور سویت کی، نہ خدا کے حکم سے نہ رسول کریمؐ نہ ہی مہدیؑ کے حکم سے ، البتہ نفس ودبدبہ او تن پروری کی خاطر بزرگانِ دین واہل اللہ کی نقل کی ۔ آخری زمانہ کے (نام نہاد) مرشدین کا حال یوں ہے ۔ (حاشیہ شریف) اور

(6) حضرت شاہ نعمتؓ (خلیفہ سوم حضرت میراں مہدیٔ موعودؑ) نے بھی آخری زمانہ کے (بے راہ علماء) مرشدین سے متعلق معاملہ دیکھنے کے بعد یوں ارشاد فرمایا کہ بندہ کو بھی آخری زمانے کے (گمراہ) مرشدین دکھلائے گئے ہیں جن پر گو ناگوں عذابِ خداوندی ہوتا ہے، چنانچہ ہر کس وناکس کو پیرِ طریقت بنے سریر آرائے سلطنت روحانی و حقانی ہونے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے ، جس جگہ دس فقراء (احکامِ کتاب و سنت) و بمنشاء نیز بہ اتباعِ مہدیؑ ، دیدارِ خدا کی طلب ویافت پر قایم ہیں (تو دوسرے بھی تاجِ فقیری سر پر دھرے پیشۂ رشد و ہدایت و مشیخت لا محالہ اختیار کر رہنے

کے بجائے "کونوامع الصادقین" کے حقیقی ایمان میں) ان ہی کی صحبت میں رہیں اور اگر یہ صحبت و سند یافتہ مرشدی کریں تو چشمِ ما روشن دل ماشاد، وگرنہ کوئی فائدہ نہیں۔ جن کسی سے دین کا فائدہ نہ ہوتو جمیع طالبانِ خدا ان کی صحبت

میں ان کے دوگانہ سے اور ان کی مشتِ خاک سے بے فیض و بے بہرہ ہیں اور کوئی فائدہ نہ منفعت

(حاشیہ شریف) اور

(7) علاوہ ازیں قرآنِ حکیم میں اللہ عزوجل فرمایا ہے کہ خدا کے سامنے جہنم کے کنارے ٹہرے چھوٹے بڑوں کو اور بڑے چھوٹوں کو یوں الزام دھرتے ایک دوسرے کو قصوروار ٹھرائیں گے۔

قَالَ الَّذِیۡنَ اسۡتَکۡبَرُوۡا لِلَّذِیۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡۤا اَنَحۡنُ صَدَدۡنٰکُمۡ عَنِ الۡھُدٰی بَعۡدَ اِذۡ جَآءَکُمۡ بَلۡ کُنۡتُمۡ مُّجۡرِمِیۡنَ ۝ وَقَالَ الَّذِیۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِلَّذِیۡنَ اسۡتَکۡبَرُوۡا بَلۡ مَکۡرُ الَّیۡلِ وَالنَّھَارِ اِذۡ تَاۡمُرُوۡنَنَاۤ اَنۡ نَّکۡفُرَ بِاللّٰہِ وَنَجۡعَلَ لَہٗۤ اَنۡدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَۃَ لَمَّا رَاَوُا الۡعَذَابَ ؕ وَجَعَلۡنَا الۡاَغۡلٰلَ فِیۡۤ اَعۡنَاقِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ؕ ھَلۡ یُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۝ (سورۃ سبا 31،32،33)

ترجمہ:- "ادنٰی درجہ کے لوگ بڑے درجے کے لوگوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم مسلمان ہی ہوتے، یہ بڑے درجے والے ان چھوٹے درجے والوں کو جواب دیں گے کہ تمہارے پاس ہدایت آچکنے کے بعد ہم نے کیا تم کو اس سے روکا تھا؟ نہیں بلکہ تم خود ہی گنہگار تھے، اس کے جواب میں یہ ادنٰی درجے کے لوگ ان بڑے درجے کے لوگوں سے کہیں گے، نہیں بلکہ تمہارے رات دن کے مکروفریب ہی نے ہم کو خدا کے ساتھ کفر کرنے اور اس کے شریک مقرر کرنے کا حکم دینا ہی سبب ہوا ہماری بے ایمانی کا (سورۃ سبا رکوع 4 آیت، 31،32،33) اور۔

(8) قیامت کے دن چھوٹوں اور بڑوں میں شدنی سوال وجواب کی تفصیل سے متعلق اللہ تعالےٰ قرآنِ حکیم میں:- (سورۃ مومن رکوع 5، آیت 47،48) میں ارشاد فرمایا ہے:-

وَاِذۡ یَتَحَآجُّوۡنَ فِی النَّارِ فَیَقُوۡلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیۡنَ اسۡتَکۡبَرُوۡۤا اِنَّا کُنَّا لَکُمۡ تَبَعًا فَہَلۡ اَنۡتُمۡ مُّغۡنُوۡنَ عَنَّا نَصِیۡبًا مِّنَ النَّارِ ۝ قَالَ الَّذِیۡنَ اسۡتَکۡبَرُوۡۤا اِنَّا کُلٌّ فِیۡہَاۤ ۙ اِنَّ اللّٰہَ قَدۡ حَکَمَ بَیۡنَ الۡعِبَادِ ۝ (سورۃ المومن 47،48)

ترجمہ :- " جب دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور لوگ جو تابع تھے وہ بڑے درجے والوں سے (یعنی اپنے دین و دنیا کے سرداروں سے) کہیں گے کہ ہم تو دنیا میں تمہارے پیرو تھے (یعنی جو تم کہتے تھے اس کو ہم من و عن کرتے تھے) تو کیا اب تم ہم سے اس آگ کا کوئی حصہ ہٹا سکتے ہو، وہ بڑے لوگ جواب دیں گے ، ہم تو سب ہی اس آگ میں ہیں، اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے ۔"

یعنی تابعداری کرنے والے ، اور حکم احکام ماننے والے ، جن کی بڑائی اور بزرگی کے قایل تھے اور جن کی باتیں قبول و تسلیم کرلیا کرتے تھے اور جن کے کہنے پر عامل تھے ، ان سے کہیں گے کہ دنیا میں ہم تو تمہارے تابِع فرمان رہے ، جو تم نے کہا ہم بجالائے، کفر و گمراہی کے احکام بھی جو تمہاری بارگاہِ اقدس سے صادر ہوتے تھے ، تمہارے تقدس، علم و فضل ، سرداری اور حکم کی بنا پر ہم سب کو مانتے رہے، اب یہاں آپ ہمیں کچھ تو کام آئیں ،ہمارے عذابوں کو کوئی حصہ اپنے اوپر اٹھالیجئے، یہ رئیس امیر اور بزرگ جواب دیں گے کہ ہم بھی تو تمہارے ساتھ جل بھن رہے ہیں ، ہم کو عذاب ہو رہے ہیں وہ کیا کم ہیں جو تمہارے عذاب اٹھائیں گے ۔(تفسیرِ ابنِ کثیر پارہ 24،48)

المختصر :-

پایئنی بست عالم سفلی، بہ علوی کے رسد *** ہر زہ کارِ دیگر و دیدار بینی دیگر است

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الۡحَقَّ حَقًّا وَّرۡزُقۡنَا اِتِّبَاعَہٗ وَ اَرِنَا الۡبَاطِلَ بَاطِلًا وَّرۡزُقۡنَا اِجۡتِنَابَہٗ بِفَضۡلِکَ وَ کَرَمِکَ یَا اَکۡرَمُ الۡاَکۡرَمِیۡنَ وَ بِرَحۡمَتِکَ یَا اَرۡحَمُ الرَّاحِمِیۡنَ ط

ترجمہ :- یا اللہ دِکھا ہم کو حق کو حق کر کے اور اس کیا اتباع ہم کو روزی کر اور دِکھا تم ہم کو باطل کو باطل کر کے اور

روزی فرما تو ہم کو اس سے نجات، تیرے فضل و کرم سے اے زیادہ کرم کرنے والے بڑے کریموں سے تیری رحمت کے طفیل سے اے زیادہ رحم کرنے والے بڑے رحیموں سے۔

حضرت میراںؑ :- نے تعین کو لعین فرمایا ہے، اور حیات الدنیا کی طلب کو کفر کہا ہے، اور جو شخص حیات الدنیا کی متاع کو طلب کرے گا وہ کافر ہے۔ (انصاف نامہ)

حضرت منصور خاں برہانپوریؒ :- رقم طراز ہیں کہ ایک دن سلطان حسین شرقی نے حضرت میراں مہدی علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر معروضہ کیا کہ حضرت اپنے اہل و عیال کے لئے کوئی مقدار معاش قبول فرماویں تو بندہ از بس ممنون و مشکور رہے گا۔ کئی دفعہ اس نے یہ عرض کی لیکن آنحضرتؑ نے قبول نہیں فرمایا اور ارشاد ہوا کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے کوئی میراث و ملک قبول نہیں فرمایا۔ (جنتہ الولایت)

حضرت مہدیٔ موعود علیہ السلام :- نے فرمایا جو ہمارے ہیں مفلس مریں گے۔ (حاشیہ شریف)

عبداللہ ابن المبارکؒ :- نے فرمایا عالم وفقیر کے لئے شرط یہ ہے کہ دنیا کی محبت کا خیال بھی ان کے دل میں نہ گذرے، ان سے پوچھا گیا کہ کمینے کون ہوتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ وہ جو اپنے دین کو وجہ معاش بناتے ہیں۔ (طبقات الکبریٰ)

یوسف بن اسباطؒ :- فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دنیا کو اس طرح ترک کرے جس طرح ابوذرؓ اور ابودرداؓ نے ترک کیا تھا میں اس کو زاہد نہ کہوں گا اس کا باعث یہ ہے کہ زہد (دنیا نیز اسبابِ دنیا سے اجتناب و احتراز گویا ترک) حلال محض میں ہوتا ہے اور آج کے دن حلال محض کا کہیں پتہ نہیں ہے، چالیس سال تک دیکھا گیا کہ ان کے پاس صرف دو ہی کرتے تھے، ایک کو دھوتے اور دوسری کو پہنتے (طبقات الکبریٰ)

ابونصر بشر بن الحارثؒ :- فرماتے ہیں کہ جو شخص دین کے ذریعہ دنیا حاصل کرتا ہے اس کی مثال اس شخص

کی سی ہے جو اپنے بساندے ہاتھوں کو اس پانی سے دھوئے جس میں مچھلی دھوئی گئی ہے یا اس شخص کی سی ہے جو گھاس پھوس سے آگ بجھاتا ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

ابو عبداللہ محمد بن خفیف فہمیؒ :- فرماتے تھے کہ رخصتوں سے فائدہ اٹھانے اور تاویلوں کو قبول کرنے میں نفس کی باگ ڈھیلی کردینے سے کوئی چیز مرید کے لئے زیادہ ضرر رساں نہیں ہے۔ یاد رکھو! جو قلب سے نزدیک اور حق سے باز رکھے وہ دنیا ہے۔ (طبقات الکبری)

ابوالحسین علی بن ہند قریشی فارسیؒ :- فرماتے ہیں کہ جو شخص معطل و بے کار ہونا چاہے وہ رخصتوں کی پابندی کرے، فقیروں کو جس نے طریقت سے الگ اور ہلاک کردیا وہ صرف ان ہی چیزوں کی طرف میلان ہے جن پر ابناء دنیا (قایل، مایل دایم و) قایم ہیں (طبقات الکبرایٰ)

میاں شیخ مصطفیٰ گجراتی :- صاحبِ تاریخ سلیمانی فرماتے ہیں کہ میرے قبلہ گاہ والد سے منقول ہے کہ بدورانِ مبازرہ و مجادلہ، بمجالسِ مخصوصہ درمیانِ علماء و حضرت شیخ مصطفیٰ گجراتی منعقدۂ شہنشاہ اکبر، حضرت شیخ مصطفیٰ گجراتی کے بیان سے شہنشاہ اکبر بہت محظوظ ہو کر آپ کو انعام، جاگیر و وظیفہ دینا چاہتا تھا لیکن حضرت نے فرمایا کہ بادشاہوں کی ایسی فتوح کو ہمارے بزرگوں نے قبول نہیں فرمایا۔ وظیفوں، تعین کو نیزان جیسے ذرائع معاش کو حرام جانا ہے۔ حضرت نے مزید یوں ارشاد فرمایا کہ جہاں کہ اصل کام جان کی بازی لگا دینا ہے وہاں نان (روٹی روزگار) کی تدبیر طلبِ حق کے ساتھ محض کھیل ہے، چنانچہ ان فضولیات کو ہمارے مرشدین کرام اور بزرگانِ سلف نے حرام فرمایا ہے۔

(مکاتبِ میاں شیخ مصطفیٰ گجراتی)

حضرت مجتہد گروہؒ :- کا ارشاد ہے کہ سلطان غیاث الدین کے وزیر میاں الہداد نے حضرت میراںؑ کا بیان سن کر تمام علایق دنیا کو ترک کر دیا، یہ بڑے صاحبِ جدٔداد تھے لیکن اپنا سب کچھ راہِ خدا میں صرف فرمادیا۔ اِسی طرح حضرت خوندمیرؓ (داماد نیز خلیفہ دوم میراںؑ) کے دور میں ملک اسمٰعیل جو ملک یعقوب کے پوتے نیز امرائے گجرات سے تھے، اپنی شادی کے لئے کافی مال و متاع جمع کر رکھا تھا۔ حضرت شاہ خوندمیرؓ کے بیانِ ترکِ دنیا نیز توکل رضا و تسلیم کی سماعت کے بعد اپنا سب کچھ مال و منال راہِ خدا میں لٹا دیا اور فقر و فاقہ اختیار کیا۔ یہ سب مال و اسباب اتنا تھا کہ حضرت شاہ خوندمیرؓ نے تمام اصحاب میں اس کو سویت فرما دیا اور دیگر صحابہؓ نے بھی ایک ایک سویت لی، اور اس سویت کو اپنے اپنے متعلقہ دائروں میں تقسیم فرمادیا، اِسی طرح جناب عثمان خاں سور جو شیر شاہ سوری کا وزیر تھا حضرت شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ کا بیان سننے کے بعد اپنا جمع کردہ مال و دولت جوکہ سب کچھ اور بہت کچھ تھا خدا کی راہ میں خرچ کر دیا اور تائب ہوکر زمرۂ فقرائے مہدویہ میں داخل ہوگیا، اِسی طرح اور بہت سے لوگ اپنا مال و متاع خدا کی راہ میں صرف کر کے اس صفت سے متصف ہوئے (فضیلتِ قوم)

ابو یعقوب ابن حسین رازیؒ :- نے فرمایا کہ دنیا سے وہی رغبت رکھنے والے ہوتے ہیں جو اس کی برائیاں دنیا داروں کے سامنے بیان کرتے ہیں، کیونکہ اس کی خدمت کرنی ان کا پیشہ ہے، مگر کیا ہی برا پیشہ ہے، دنیا داروں کو تو اس سے پرہیز کرنے کو کہیئے اور پھر اِسی جلسہ میں اِسی دنیا کو خود ان سے لیئے۔ (طبقات الکبریٰ)

سیدالطائفہ ابوالقاسم جنیدؒ :- نے فرمایا کہ آخرت کے لئے دل صرف اِسی صورت میں صاف ہوتے ہیں جب دنیا سے بالکل خالی ہوتے ہیں، اس لئے تم کو اپنی ابتدائی حالت میں دنیا کو اپنے دل کے اندر سے نکالنے پر نگاہ رکھنی چاہیئے اور ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس میں سے کچھ چھپا چھپایا اور دبا دبایا دل میں نہ رہ جائے، ورنہ جو تم کو آگے بڑھنے اور

ترقی کرنے سے روکے گا اور جب تم اس حالت میں رہوگے تو تمہارا پیر بھی تم کو اس سے ایک قدم بھی ہٹا نہ سکے گا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

حضرت عبدالرحمٰن حاتم بن علوانؒ :- ایک دن آپ حاتم محمد بن مقاتلؒ کے پاس جوڑے کے عالم تھے عبادت کے لئے گئے، انھوں نے دیکھا کہ ان کا گھر وسیع اور فرش سے آراستہ ہے اور بہت سے غلام و خادم سامنے ہیں اس لئے ان کو سلام نہیں کیا، اور ان سے کہا کہ اے محمدؒ! تم نے اپنے اس گھر کی تعمیر میں کس کی پیروی کی ہے، حضرت نبی کریم ﷺ و صحابہؓ و تابعین و ایمہ و صالحین کی یا فرعون و نمرود کی، محمدؒ نے سکوت اختیار کیا پھر حاتم نے کہا علماء باطل کی، تم عوام کے بگاڑنے والے ہو، وہ کہیں گے کہ محمدؒ کا یہ حال ہے، ہم تو ان کے پیرو ہیں، حاتمؒ نے اس کلام سے محمد بن مقاتل کے بیماریوں کے منجلہ ایک اور بیماری زیادہ ہوگئی، اس کے بعد حاتمؒ نے عالم سے کہا کہ میں عجمی آدمی ہوں، چاہتا ہوں کہ تم مجھے نماز کے لئے وضو سیکھا دو، عالم نے کہا کہ تم وضو کرو میں دیکھتا ہوں، چنانچہ حاتمؒ نے تین بار کلیاں کیں، ناک میں پانی دیا اور دہنا ہاتھ دھویا مگر جب بائیں ہاتھ کی باری آئی تو اس کو چار مرتبہ دھویا، عالم نے کہا کہ تم نے چار مرتبہ ہاتھ دھو کر فضول خرچی کی اس پر حاتمؒ نے کہا کہ سبحان اللہ ایک چلو پانی میں تو میری فضول خرچی کو تم نے ناپسند کیا، اور ان سب چیزوں میں جو فضول خرچی تم نے کی ہے اس کو تم نے ناپسند کیوں نہیں کیا، اس سے وہ سمجھ گئے کہ تعلیمِ وضو کی درخواست سے ان کا مقصد صرف یہی بتلانا تھا اس سے ان کو ہوش آیا اور گھر بار، نوکر چاکر، سب کو انھوں نے چھوڑ دیا اور فقیروں میں شامل ہوگئے۔ (طبقات الکبریٰ)

حضرت میاں شہاب الدینؒ :- ایک روز دائرہ میں فقر و فاقہ کے اضطرار کے باعث جماعت خانہ میں کوئی چراغ کے لئے تیل بقال سے لے آیا لیکن قیمت مقرر کروائے نہیں لایا اور پھر چراغ روشن کیا، جب میاں شہاب الدینؒ

نماز کے لئے آئے تو ایک قدم صف پر رکھ کر کھینچ لیا اور فرمایا کہ آج کوئی رخصتی عمل ہوا ہے، پھر اس برادر نے تیل اس طرح لے آنے کا ماجرا بیان کیا۔ بعد ازیں تیل کی قیمت مقرر کروا کر (کسی نہ کسی جائز طریقہ پر) ادا کروائے، پھر نماز ادا کی ۔ (تذکرۃ الصالحین)

حضرت خواجہ بندہ نوازؒ:- نے فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ جہاں تک ہو سکے قرض لینے سے بچتا رہے اگر فاقہ کشی کی نوبت آئے تو اس کو غنیمت جانے، فاقہ سے اندرونی تصفیہ ہوتا ہے، فاقہ کی حالت میں سالک کو کسی کے ہاں مہمان جانا درست نہیں ہے اور نہ فاقہ توڑنے کے لئے پہونچنا چاہیئے۔ فاقہ کی حالت میں اگر موت آ گئی تو شہادت کا درجہ ملے گا۔ کیونکہ حضور کریم ﷺ نے جہادِ نفس کو جہادِ اکبر فرمایا ہے، پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ جو شخص جہادِ نفس میں مارا جائے وہ شہید نہ ہو" **لا تلقوا باید کم انی التھلکۃ** " میں عوام کے لئے رخصت ہے خواص کے لئے نہیں۔
(روحِ تصوف)

ابو محمد بن فتح بن سعید موصلیؒ:- کسی نے معالی بن عمرانؓ سے پوچھا کہ شیخ بن سعد موصلیؒ کا کوئی بڑا عمل بھی تھا تو انھوں نے کہا کہ ان کا یہی عمل کافی تھا کہ انھوں نے ترکِ دنیا کر دی تھی (طبقات الکبریٰ)

ابو سلیمان عبدالرحمٰن بن عطیہ دارانیؒ:- نے فرمایا جو دنیا سے کشتی لڑا، دنیا نے اس کو دے مارا، اور جب دنیا نے کسی دل میں گھر بنا لیا تو آخرت نے اس سے کوچ کیا۔ (طبقات الکبریٰ)

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر گیلانیؒ:- نے فرمایا کہ جب تو دنیا کی مٹ جانے والی آرائش اور دھوکہ دینے والے اور دل لبھانے والے مکر و فریب اور زہرِ قاتل، ظاہر میں نرم، باطن میں سخت اور دنیا کی جلد ہلاک اور قتل کرنے والی

لذات اور اس دنیا کی برائی اور بے وفائی ،اور عہد شکنی سے غافل ،مگر اس پر شیفتہ اور فریفتہ ، دنیا داروں کو تو دیکھے تو ایسا سمجھے جیسا کہ کوئی شخص برہنہ پائخانہ کرتا ہو، اور اس پائخانہ کی بدبو پھیلی ہوئی ہو، اور یہ دیکھ کر تو اپنی آنکھ اس کی شرمگاہ سے اور اپنی ناک اس کی بدبو سے بند کرلیتا ہے تو اِسی طرح رہ ، اور دنیا داروں کے پاس سامانِ دنیا دیکھ کر اس کی زینت اس کے مزے اور اس کے شہوت کی بدبو سے آنکھ اور ناک بند کرلے، تاکہ دنیا سے نجات پائے ۔ (فتوح الغیب)

اللہ جل شانہٗ :- فرماتے ہیں " وہی شخص نجات پایا جس نے ترکِ دنیا کر کے اپنے رب کے اسمِ پاک کا ذکر شروع کیا اور نمازی بن گیا (لیکن مسئلہ اس کے برعکس کہ لوگ ایسا نہیں کرتے) بلکہ حیات الدنیا ہی کو (حیاتِ طیبہ پر) پسند کرتے ہیں حالانکہ آخرت (حیاتِ طیبہ) بہتر ہے اور باقی رہنے والی ۔ بس یہی (زادِ دین) قدیم کتبِ آسمانی یعنی ابراہیم علیہ السلام کی کتابِ توریت میں بیان ہوا ہے ۔ (ج ۔23 ۔الاعلیٰ) (اداب العبودیہ فی انوار القدسیہ)

واضح باد کہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے " آسمان اور زمین اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ، اور کائنات کی ہر شئے خدا کی تسبیح کرتی ہے لیکن تم اس کی تسبیح کا فہم وادراک نہیں رکھتے " اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کائنات میں ہم جتنی بھی چیزیں دیکھتے ہیں یعنی زمین ، آسمان ، چاند، ستارے ، سورج ، دریا، پہاڑ، درخت ، پرندے غرض ہر شئے ، اللہ تعالےٰ کے مقرر کردہ نظام کے ماتحت عمل پیرا ہیں ، سورج وقت پر نکلتا ہے اور طلوع ہوتا ہے، یہی حال چاند اور تاروں کا ہے، پہاڑ اپنی جگہ قایم ہیں، زمین سورج کے گرد بھی گھومتی ہے اور اپنے محور کے گرد بھی چکر لگاتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لئے جو لائحہ عمل مقرر کردیا ہے اس کے مطابق کام کرتی ہے اور اس سے ذرا اِدہر ادہر نہیں ہوتی ، یہی اللہ تعالےٰ کی فرماں برداری ، اس کے احکام کی اطاعت اور اس کی تمجید و تسبیح ہے ۔۔ غرض کائنات کی ہر شئے اپنے خالق کے مقرر کردہ قانون کے مطابق کاربند ہے، گویا اس کی عملی حالت یوں ہے کہ موجوداتِ

عالم کی ہر شئے خالقِ کائنات کی تمجید و تسبیح کرتی ہے ۔ تفسیرِ ثعلبی میں حضرت امام جعفر صادق صلوۃ اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ جب گد بلند آواز سے بولتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے **ابنِ آدم عش ماشئت آخرہ موت**، اے انسان جب تک تیرا جی چاہے دنیا میں رہ مگر انجام موت ہے ۔ کوا کہتا ہے "**ان فی البعد من الناس انس**" آدمیوں سے دور بھاگنے میں آرام ہے ۔ اور ابابیل کی یہ صدا ہے "**اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ**" آخر سورہ تک اور لفظ "**ضَآلِّیْن**" پر وہ اس طرح مد دیتا ہے جیسے کوئی اچھا قاری ۔ علاوہ ازیں دیگر پرندوں کی بولیوں کی صراحت بھی موجود ہے لیکن فی زمانہ اکثر انسان تحتِ احکامِ کتاب و سنت اپنے متعلقہ فرائض ترکِ دنیا و نیز تسبیح و تمجید گویا سلطان اللیل و سلطان النہار و ذکر دوام کے بھی ادا شناس نہیں ۔

حضرت شاہ نظامؒ :- ایک روز بندگی ملک معروفؒ نے حضرت شاہ نظامؒ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ بی بی خوانزا کی عمر کافی ہو چکی ہے ۔ آنحضرتؒ نے فرمایا کہ بھائی عبدالرحمٰنؒ بھی شادی کے لائق ہیں ، اس گفتگو کے بعد دونوں بزرگ (بدورانِ ہجرت و تبلیغ جنگلوں میں گویا آبادی سے پرے گھانس پھونس ، کانٹوں و بھراٹوں سے بنائی گئی) اپنی اپنی جھونپڑیوں میں چلے گئے ۔ حضرت شاہ نظامؒ نے میاں عبدالرحمٰن سے فرمایا کہ بھائی عبدالرحمٰن حجرے کے محراب سے صابون کا ٹکڑا لئے اپنے کپڑے پاک کرکے لاؤ ۔ یہ سن کر میاں عبدالرحمٰن پانی کی جانب رواں دواں تھے کہ اچانک بندگی ملک معروفؒ راہ میں ہٹکے پوچھا کہ بھائی عبدالرحمٰن کہاں چلے ذرا ٹھیرو ۔ انھوں نے کل ماجرا عرض کیا ، تب حضرت ملک معروفؒ نے فرمایا ذرا ٹھیرو ایک دو کپڑے بندے کے بھی دیئے دیتا ہوں دھو کر لاؤ ۔ پھر حضرت ملک معروفؒ نے بھی (جو اپنی آبائی امیری ، خوش حالی و فارغ البالی کو لات مارے بعنایتِ الٰہی تاج فقیری سر پر دھرے حضرت شاہ نعمتؒ خلیفہ میراں مہدیؑ کی صحبت میں تفریدی و تجریدی گھڑیاں کاٹ رہے تھے ،)

ایک صابن کاٹکڑا اور بی بی خونزا کا پارینہ جوڑا لا دیئے۔ میاں عبدالرحمٰنؒ اپنے کپڑوں کے ساتھ یہ کپڑے بھی دھوئے، ان کپڑوں کو ان کے حوالے کئے اپنی جھونپڑی میں در آئے۔ حضرت شاہ نظامؒ نے بعد نمازِ عشاء (بدورانِ ہجر و ہجرت گھاس پھونس سے بنائے گئے جماعت خانہ (بیت الصلوۃ) میں بیٹھے فرمایا کہ بھائی عبدالرحمٰن آج تمہارا نکاح ہے۔ من بعد ایجاب و قبول کے شرائط بجا لاکر آنحضرت نے خطبۂ نکاح پڑھا اور ان کو دلہن کے گھر بھیجا (دریں حال کہ دلہن کے گھر دو تین دن کے فاقے گذر چکے تھے۔ مخفی مباد کہ جنگلوں اور ویرانوں میں آبادی سے پرے مردانِ خدا کے دائرے کے بازو ہی کنیزانِ بی بی حضرت فاطمہؓ کا زنانی دائرہ ہوا کرتا تھا۔ " جامه ندارم دامن از کجا آرم " مصداق مردانِ خدا ہی کے دائرے میں بوجہ انکار و عدم حصول فتوح کسی قسم کے علوفہ والوقہ کا شائبہ نہیں تو پھر زنانی دائرہ کا ذکر ہی بے معنی ہے) لہٰذا دلہن کو اپنے گھر لائے اور نوشہ و عروس کو بھی شبِ وصل کوئی غذا نہیں ملی، اس کے بعد میاں عبدالرحمٰن تڑکے سے برائے رفع حاجت دائرہ سے باہر جنگل کی طرف نکلے اور چند خوشے گیہوں کے کھیتوں کے کاٹے ہوئے جو بنڈیوں سے گرے تھے اٹھائے بغل میں دابے دائرہ واپس آئے۔ یکایک حضرت شاہ نظامؒ نے دیکھ کر پوچھا کہ بھائی عبدالرحمٰن تمہاری بغل میں کیا ہے؟ انھوں نے جو اصل واقعہ تھا بیان کر دیا اور کہا کہ بی بی خونزا پر کئی فاقے گذر چکے ہیں ان گیہوں کے دانوں کی آش بناکر ان کو دوں گا۔ حضرت شاہ نظام نے ارشاد فرمایا کہ بھائی یہ غذا ایسی غذا ہے کہ بعضے اولیاء اللہ نے اس کو خرچ کیا اور واصل بحق ہوئے لیکن تم میراں مہدیؑ کے گروہ سے ہو، تمہارے لئے یہ غذا بالکل ناجائز و ناروا ہے۔ جہاں سے اٹھا لائے ہو وہاں ڈال دو (گویا زہدِ حلال میں ہے حرام کا ذکر ہی کیا) چنانچہ میاں عبدالرحمٰنؒ نے فی الفور تعمیل فرمائی (تذکرۃ الصالحین)

میں کہتا ہوں کہ " عجیب راہیں کٹھن ہیں وادئ عشق و محبت کی *** یہاں سب قافلے لٹ کر سرِ منزل نظر آئے " گویا مکتبِ طریقتِ محمدیہؐ میں کتاب و سنت کے احکام کی موبمو اتباع کئے۔ زانوئے ادب تہہ کرنے والے پروانوں کے

لئے لائحہ عمل کچھ عجیب و غریب ہی رہے ہیں۔ حق است ، حق ، حق ، حق۔

حضرت سید نور محمد بن حضرت سید نجی خاتم المرشدؒ:- کے دائرہ معلا میں راجے بائی ڈامنی (شرفِ بعیت و تصدیق سے مشرف ہوئیں، بفضل و بعنایتِ الٰہی) ترکِ دنیا کئے ، نہایت متوکلانہ تفریدی و تجریدی کٹھن اور جانکاہ گھڑیاں گذار رہی تھیں ، ان کے ہمراہ ان کی کنیز بھی رفاقت میں تھی، کنیزِ مذکور نے (دائرے کے فقر و فاقہ ، اضطرار و اضطراب سے کچھ کسی قدر بے صبری کے عالم میں) دائرہ کے باہر ایک موچی کے گھر میں ایک گھڑا پانی اجرت لے کر ڈالا، حضرت نے سن کر فرمایا کہ اس کو اس کی مالکہ کے ساتھ دائرہ سے خارج کردو۔ کیونکہ اس نے بندہ کے دائرے کی پچیس (25) سالہ حد توڑ دی ہے کہ دائرہ میں رہ کر اس نے کسب کیا (تذکرۃ الصالحین)

حضرت شیخ فرید شکر گنجؒ :- کے اہل و عیال پر فاقہ کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپ کی بیوی نے (حجرے کے دروازہ پر آن کر) خبر دی کہ آپ کا فلاں لڑکا بھوک کی وجہ سے مرر ہا ہے، آپ نے فرمایا بندہ خود کیا کرے اگر خدا کا فیصلہ اِسی طرح ہے اور اس کی موت آجائے، اس کے پاؤں میں ایک رسی باندھو اور باہر پھینکدو، آپ نے فرمایا جب فقیر کپڑے پہنتا ہے تو یہ تصور کرتا ہے کہ کفن پہن رہا ہے۔ (سفینۃ الاولیاء)

حضرت سید نور محمدؒ :- کو درویش محمدؒ (عقیدت و ارادت مند امیر کبیر مرید) کی جانب سے ایک گھوڑا دائرہ میں آیا اور موضع دھارا سن میں فروخت کیا گیا، دائرہ میں کسی نے میاں کو خبر دی کہ گھوڑا (بنامِ خدا براہِ خدا) آ کر بک گیا اور (سننے میں آیا ہے کہ) اس کی رقم بحیثیتِ فتوح دوسرے روز آئے گی۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ اس رقم کو دائرہ میں لانے نہ دو، جہاں سے آئے وہاں بھیجدو۔ (تذکرۃ الصالحین)

میں کہتا ہوں کہ عقیدت و ارادت مند مرید نے اپنا قیمتی گھوڑا بنامِ خدا و براہِ خدا مرشد کی خدمت میں روانہ کیا لیکن میاں نور محمدؒ (تبع تابعی میراں مہدیؑ) نے اس کی رقم کو لینے سے صرف اس وجہ سے انکار فرمادیا ہوگا کہ اس طرح کا حصول فقرا کے لئے منافیِ شانِ توکل ہے، وہ یوں کہ محققین حضراتِ صوفیہ کی اصطلاح میں تحتِ احکامِ کتاب و سنت جملہ اسباب سے انقطاع قطعی اور مسبب الاسباب پر اعتمادِ کامل کو توکل کہتے ہیں اس لئے مسلکِ اربابِ طریقت کے ہاں فکرِ روزی وتلاشِ معاش منافیِ شانِ توکل ہے بلکہ مشربِ خواص میں بغیر خدشات وترددات وبلاشکوک وشبہات متوکلین کورازق العباد پر پورا یقین اور کامل اعتماد و بھروسہ ہوتا ہے ،چونکہ گھوڑے کے براہِ خدا پہونچنے کی اطلاع نیز اس کے فروخت و حصولی رقم کی خبر دائرہ میں ایک یوم قبل آچکی تھی، لہٰذا تبع تابعی میراں مہدیؑ نے اس کو میزانِ عدلِ توکل تسلیم ورضا کے پلڑوں میں دھرے اس کے حصول کو ناروا، نا واجبی، ناجائز و منافیِ شانِ توکل قرار دیئے ۔ " ماطالبانِ حق را ازیں فضولی چه کار" کے حقیقی ایقان میں واپس فرمادیا۔ سبحان اللہ ، ماشاء اللہ

حضرت میراں سید محمودؓ خلیفۂ اول وفرزندِ اکبر میراں سید محمد مہدیؑ :- کوموضع بھیلوٹ میں ایک امیر کبیر سید مصطفیٰ عرف غالب خاں نے دو ہزار چار سو تنکے راہِ خدا میں بھیجے اور سید چاند شاہ (عامل یا قاصدِ خاص) سے کہا کہ اس میں سے آدھی رقم اب دو اور بقیہ نصف چند روز کے بعد دینا (ورنہ یہ محافظانِ توکل وقاتلانِ زال دنیا کشیدہ خانے چند، تارکین ،آنچہ داری تو بخور، دیروز غم وبہر مخور،چوں بفردا برسی ، روزی فردا برسد، کے حقیقی تفقہ فی الدین ، ایمان وایقان میں کچھ کھائے نہ کھائے راہِ خدا میں تقسیم کئے ہنوز روزِ اول کے مصداق ہورہے ، فقر وفقہ اضطرار و اضطراب میں کاٹ رہیں گے) اگر تمام رقم ایک ہی وقت میں دوگے تو یہ ابھی خرچ کرڈالیں گے ۔ چنانچہ فرستادۂ خاص سید چاند شاہ نے میراں سید محمودؓ سے کہا کہ غالب خاں نے ایسا کہا ہے ۔ میراں سید محمودؓ نے قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ ہم اب

تک (لاغالب الا اللہ) کی حقیقی سمجھ بوجھ میں) خدا کی یاد کر رہے تھے ، اب اس کے بعد غالب خاں ہی کا ذکر کرتے رہیں گے کہ غالب خاں باقی رقم کب بھیجے گا ۔ (تذکرۃ الصالحین)

حضرت شاہ نعمتؓ :- خلیفہ میراں سید محمد جونپوریؑ کے دائرہ میں ایک وزیر کی بیوی بیان سننے مع اپنے شوہر و ایک کمسن لڑکی ، تصدیق وترکِ دنیا کے بعد بہ فضل و عنایتِ الٰہی ہجرت اختیار کئے ، متوکلانہ زندگی بسر کئے ۔ ذکر و فکر میں مشغول و مصروف دائرہ میں رہتی تھی ۔ ایک دفعہ اس بی بی (کو اپنے سابقہ دولت وثروت ، عزو جاہ ، مال و منال ، جاہ و حشم سے متعلقہ شیطانی وسوسے دل و دماغ میں عود کر آ رہنے پر اس نے) جوار کی کڑبی کے مغز کا زیور بنا کر اپنی لڑکی کو پہنایا ۔ حضرتؓ نے اس عورت کو مع شوہر دائرہ کے باہر کرکے فرمایا کہ اس سے ہنوز دنیا کی محبت دور نہیں ہوئی ، نقل ہے کہ تین روز بیرونِ دئرہ رہے ، نہایت آہ و زاری منت و سماجت سے تائب ہو رہنے پر داخلِ دائرہ کیا گیا ۔

(حاشیہ شریف)

مقراض البدعت حضرت شاہ نعمتؓ خلیفہ مہدیؑ :- کے دائرہ کے بعض لوگ (بلا عذرِ شرعی) مہدوی کاسبوں کے گھر مہمان جاتے تھے (اطلاع مل رہنے پر) حضرت شاہؓ نے ان کو راستے کا خرچ دے کر دائرہ کے باہر کر دیا اور فرمایا کہ کھجلی بھرے اونٹوں کو علحٰدہ کر دینا چاہیئے تا کہ دوسرے صحت منداونٹ متاثر نہ ہوں ۔ " جب چراگاہ ہے شیر سے خالی ، روبہٗ لنگ کی بنی آئی " ۔ جب صحابہ مہدیؑ جیسی ہستیاں زمانہ حال میں نہیں ہیں تو طالبانِ خدا کہلانے والے بلا عذرِ شرعی موافق دنیا داروں کے گھر کا طواف کر رہے ہیں اور محمد رسول اللہ و مہدیؑ کے دین کو ذلیل و رسوا کر رہے ہیں ، خداتعالےٰ ان کو ذلیل کرے ۔ اے پروردگار اس شخص کی مدد فرما جو دینِ محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ حضرت رسول اللہ ﷺ کی مدد کرتا ہے اور ضرور اس کو رسوا کر جو دینِ حبیبِ خدا کو رسوا کرتا ہے ۔ (تذکرۃ الصالحین)

خواجہ ضیا بخشی بدایونیؒ :- نے فرمایا کہ ایک وقت ایک دنیا دار نے کسی فقیر کے گھر سے پانی مانگا، اس فقیر نے بدمزہ اور گرم پانی دیا، دنیادار نے کہا کہ یہ پانی تو بد مزہ اور گرم ہے۔ فقیر نے جواب دیا اے خواجہ ہم (تارک الدنیا) قیدی ہیں، قیدی کبھی اچھا پانی نہیں پیتے۔ (اخبار الانبیاء)

یاد رہے کہ حقیقتِ دنیا کے اظہار میں ہمارے سرکارِ مدینہ نے ایک مختصر سے جملہ میں بطورِ کلیہ ارشاد فرمایا ہے:-

"اَلدُّنْیَا سِجنِ الْمُؤمِنْ" جس کا مفہومِ معنوی پیرایہ میں مولانا روم علیہ الرحمتہ نے یہ تسطیر فرمایا ہے۔

ایں جہاں زنداں و ما زندانیاں * عذر کن زنداں و خود را دارہاں**

ابو صالح عبدالقادر جیلی رضی اللہ عنہٗ :- نے فرمایا جو آخرت چاہے اس کو دنیا کی نسبت اور جو اللہ کو چاہے اس کو عقبیٰ کی نسبت زہد اختیار کرنا لازم ہے اور جب تک بندہ کا دل دنیا کی کسی خواہش یا کسی لذت میں اٹکا ہوا ہو (یعنے کھانا، پینا، نکاح کرنا، حاکم یا رئیس بننا، یا جو فن کہ فرض سے زیادہ ہیں ان میں سے کسی میں منہ شگافیاں کرنی، جیسے اس زمانہ میں حدیث روایت کرنی، قرآن کو ساتوں قراءت سے پڑھنا، نحو ست فصاحت کے فنون میں عمر صرف کرنا) اس وقت تک وہ آخرت کا دوست رکھنے والا نہیں۔ وہ تو دنیا ہی کا راغب اور اپنی ہی نفسانی خواہش کا تابع ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

شیخ ابوالحسن شاذلیؒ :- نے فرمایا اللہ کے نزدیک سب سے سچا قول ستھرائی کے ساتھ **لاالٰہ الا اللہ** ہے اور اللہ تعالےٰ کے عشق کی طرف سے سب عملوں سے بڑھ کر لے جانے والا دنیا کو دشمن سمجھنا، اور اہلِ دنیا کی موافقت سے نا امید ہوجانا ہے۔ (طبقات الاولیاء)

سیدنا شیخ غوث اعظمؒ :- نے فرمایا سن میں پچیس (25) سال تک ترکِ دنیا کئے ہوئے عراق کے جنگلوں اور میدانوں میں اس طرح پھرتا رہا کہ نہ میں کسی کو جانتا اور نہ کوئی مجھے پہچانتا، رجالِ غیب اور جنابِ خضرؑ میرے پاس آمد ورفت کرتے اور میں ان کو حق کی تعلیم دیا کرتا (اخبار الانبیاء)

حضرت سید محمد مہدئ موعودؑ :- نے فرمایا اگر سو جہاں علمِ معنی کے ساتھ ظاہر ہوں دوزخ میں جائے گا۔ اگر دل کو دنیا سے دور ڈالا ہوا نہیں ہے تو اس کی جگہ دوزخ کے سوائے نہیں۔ (حاشیہ شریف)

سیدی ابراہیم وسوتی :- جب فقیر فصاحت و بلاغت میں مشغول ہوا تو طریقت اس سے رخصت ہوئی۔ (طبقات الکبریٰ)

علی بن محمد مزین علیہ الرحمۃ :- فرماتے ہیں کہ اگر تم کسی (طالب) کو پاک وصاف کر کے صدیق بنادو تو پلک چھپکنے بھر بھی اس کے دل میں دنیا رہ جائے تو اللہ تعالےٰ اس کو کسی شمار میں نہیں لینے کا، یہاں تک کہ اگر دنیا کی جگہ دل میں صرف اس لئے بھی ہے کہ اس کو اپنے بھائیوں پر خرچ کرے گا تو بھی فلاح نہ پائے گا۔ اور جس نے دنیا میں سے قوت سے زیادہ رکھ چھوڑا اس نے دنیا کو اپنے دل میں جگہ دی اور اگلے زمانہ کے نکو کار دنیا کو بالکلیہ جگہ نہ دینے کے باعث بازی لے گئے اور اس کو انھوں نے اللہ والوں کی رہبانیۃ اور حواریوں کی حالت قرار دیا تھا۔

(طبقات الکبریٰ)

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ :- نے فرمایا، عالم وفقیر کے لئے شرط یہ ہے کہ دنیا کی محبت کا خیال بھی اس کے دل میں نہ گذرے، ان سے پوچھا گیا کہ کمینے کون لوگ ہوتے ہیں، انھوں نے فرمایا کہ وہ جو اپنے دین کو وجہ معاش بناتے ہیں۔ (طبقات الکبریٰ)

حضرت سید محمد جونپوری مہدیؑ :- سے کسی فقیر نے پوچھا کہ اگر طالب کے لئے اضطرارِ تمام ہو تو کیا کرے۔ مہدیؑ نے فرمایا کہ مرجائے پھر تکرار کیا تو فرمایا کہ مرجائے لیکن حضرت نے کسب کرنے یا کسی کے سامنے حاجت لے جانے (یا بلاعذرِ شرعی دنیا داروں کے مکانوں اور حویلیوں کا طواف کرنے) کی اجازت نہیں دی۔ پھر فرمایا کہ جو فقیر اہلِ دنیا کے گھر جائے تو وہ ہماری آن سے نہیں ہے۔ نیز فرمایا طالب کو چاہیئے کہ توجہ الی اللہ اس طرح انہماک سے کرے، جیسے کوئی شخص دروازہ پر آئے اور دستک دے، کامل توجہ کرنا ہے کہ (مالک خانہ) اب آتا ہے یا اس طرح جیسے کہ بلی چوہے کی بل کے پاس توجہ کرتی ہے اور اپنے بال تک نہیں ہلاتی، ایسی ہی توجہ طالبِ خدا کو کرنی چاہیئے۔ (حاشیہ شریف)

مقراضِ بدعت حضرت شاہ نعمتؓ :- صحابیِ میراں مہدیؑ شہر سندھ میں دائرے کے ساتھ تھے دائرے کی کچھ عورتیں، اپنی قوت بسری کے لئے کشیدہ کار رہنے لگیں، شاہ کو اس کی خبر ہوجانے پر انھیں سویت دینے سے منع فرمایا ،اور فرمایا کہ یہ قوتِ حلال جو خدا کی راہ میں آتا ہے ان لوگوں کا حق ہے جو دائماً خدا پر نظر کر رہتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "(خیرات دیا کرو) ان مفلسوں کو جو گھرے ہوئے ہیں اللہ کی راہ میں کہ نہیں چل پھر سکتے ملک میں سمجھتا ان کو انجان آدمی مالدار، ان کی بے سوالی کی وجہ، پہچان جاؤ گے تم ان کو ان کی صورت سے وہ نہیں مانگتے لوگوں سے لگ لپٹ کر۔" یہ آیتِ شریف سنا کر حضرت نے ان عورتوں کو سویت نہ دے کر ان کو دائرے سے باہر کردیا۔

(تذکرۃ الصالحین)

حضرت سید محمد جونپوری مہدیؑ :- نقل است کہ بعضے کسسان پیشِ حضرت میراںؑ عرض کردند کہ رخصت ہم دین است، بعدہٗ میراںؑ فرمودند کہ دین عزیمت است ، اگر از عزیمت باز ماند یافتہ تا در رخصت ماند، و اگر از رخصت بیفتد تا در کجا ماند (انصاف نامہ)

ترجمہ :- نقل ہے کہ بعض اشخاص نے حضرت میراںؑ سے دریافت کیا کہ آیا رخصت کا شمار بھی دین میں ہوسکتا ہے کہ نہیں، حضرت میراںؑ نے فرمایا دین عالیت ہے کیوں کہ اگر کوئی عالیت سے رہ جائے تو فی الفور رخصت پر آرہتا ہے اور اگر ولوبالفرض رخصت سے رہ جائے تو پھر اس کا ٹھکانا کہاں ۔ (انصاف نامہ)

حضرت ابو محمد سہیل بن عبداللہؒ :- نے فرمایا کہ جو لوگ خلق میں اللہ کے برگزیدہ ہیں ان پر دنیا حرام ہے اور ان کے لئے دنیا میں سے کچھ بھی لینا اِسی طرح حرام کیا گیا ہے جس طرح اللہ تعالےٰ نے خلق پر حرم کے شکار کا کھانا حرام کردیا ہے اور جو شخص اس کو کھاتا ہے اس پر فدیہ واجب ہوتا ہے، اِسی طرح اللہ کے برگزیدہ لوگوں میں سے جو کوئی دنیا میں سے جو کچھ کھاتا ہے اس کے لئے طاعوت کے ترک کے سوا اور کوئی فدیہ نہیں ہے ۔ (طبقات الاولیاء)

ابو یزید طیفور بن عیسیٰ بطاحیؒ :- سے سنت اور فریضہ کے بارے میں ان سے پوچھا گیا تو کہا کہ سنت گویا دنیا کو بہ تمامہا ترک کردینا چاہیئے اور فریضہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھنا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سنتیں سب کی سب ترکِ دنیا بتلاتی ہیں اور کتاب بجمیع وجوہ صحبتِ مولا کی ہدایتیں کرتی ہے (طبقات الکبریٰ)

ابو شفیق بن ابراہیمؒ :- حالتِ تحیر و استعجاب و بے بسی کے عالم میں دنیا داروں سے یوں حرفِ بیان ہیں :-

"جب عالم لالچی اور مال کا خزانچی ہوا تو جاہل کس کی پیروی کرے گا اور وہ فقیر جس کے فقر کی شہرت ہو، نیز دنیا و عیش و آرام کی طرف راغب اور کوشاں اور نگاہوں کا طالب ہو تو آخرت کا آرزومند کس کی اقتداء کرے کہ اس کی (آرزو پوری ہو) اور خود رکھوالا ہی بھیڑیا ہو تو بکریوں کی رکھوالی کون کرے گا۔" (طبقات الکبریٰ)

ابوالحسن سری سقطیؒ:- نے فرمایا دنیا علما کے دلوں کے لئے زہریلے سانپ کی طرح ہے اور عابدوں اور مولویوں کے دلوں کے لئے لٹو کی طرح، ان کو دنیا اِسی طرح مشغول رکھتی ہے جس طرح لٹو لڑکوں کو۔ (طبقات الاولیاء)

ابوالحسن سری سقطیؒ:- نے فرمایا اس امت کے برگزیدہ ونکوکار وہی لوگ ہیں جن کی آخرت انھیں دنیا سے باز رکھتی ہے، نہ ان کو دنیا ان کی آخرت سے روکتی ہے۔

ابوالحسن سری سقطیؒ:- فرماتے ہیں کہ طالب صادق کی نشانی یہ ہے کہ دنیا سے بے لگاؤ ہو، اور اس کے جتنے دوست و آشنا دنیا کے راغب ہوں سب کو یک دم چھوڑدے، نہ ان کے ساتھ بیٹھے اور نہ ان کی عبادت کرے۔

(طبقات الکبریٰ)

ابوالنصر بشر بن الحارث حافیؒ:- کا قول ہے کہ جو شخص دنیا میں عزت کے ساتھ اور آخرت میں سلامتی سے رہنا چاہتا ہے وہ نہ حدیث بیان کرے اور نہ گواہی دے اور نہ ہی کسی قوم کا امام بنے، اور نہ ہی کسی کا کھانا کھائے۔ محمد بن یوسفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے کہ بشر بن حارثؓ سے سوال کررہا تھا کہ مجھے حدیث سنایئے، انھوں نے انکار کیا، تب وہ شخص احتجاج اور اصرار کرنے لگا۔ مگر انھوں نے نہ مانا اور جب وہ ان سے مایوس ہوگیا تو کہنے لگا کہ اے ابونصر کہ جب تم قیامت کے دن اللہ سے ملوگے اور وہ تم سے پوچھے گا کہ تم نے حدیثیں

لوگوں کو کیوں نہیں سنائیں تو تم کیا جواب دو گے۔ بشرؒ نے فرمایا میں کہوں گا کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھے نفس کی مخالفت کرنے کا حکم دیا تھا اور میرا نفس حدیثیں بیان کرنے اور سردار بن بیٹھنے کو چاہتا تھا اس لئے میں نے اس کی مخالفت کی اور اس کی منھ مانگی مراد اس کو نہ دی۔ (طبقات الکبریٰ)

ابوالنصر بشر بن الحارث حافیؒ :- مریدین سے فرمایا کرتے تھے کہ ترکِ تعلقات ہی کو ہر چیز پر مقدم سمجھو کیونکہ میرا نفس جیسے کھانے اور جیسی پوشاکیں چاہتا ہے اور اگر میں اسے دوں تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں میں چنگی وصول کرنے والا یا پولیس کا سپاہی نہ ہو جاؤں۔ (طبقات الکبریٰ)

ابوالنصر بشر بن الحارث حافیؒ :- آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ شادی کیوں نہیں کرتے اور سنت کی مخالفت سے کیوں نہیں نکلتے۔ انھوں نے کہا کہ مجھے فرض کی مشغولی سے سنت کی فرصت نہیں ہے، فرض سے مراد، مجاہدۂ نفس اور نفس کو برے اخلاق سے صاف کرنا۔ (طبقات الکبریٰ)

اویس قرنیؓ :- بشر حافیؒ فرماتے ہیں کہ اویس قرنیؓ کی پرہیزگاری اس درجہ تک پہنچی تھی کہ عریانی کے سبب سے برگ خرما کی زنبیل میں بیٹھے رہتے تھے، البتہ زاہد اس کو کہتے ہیں (طبقات الکبریٰ)

حضرت داؤد بن نصر طائیؒ :- کی خدمت میں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اور آپ کی طرف گھور گھور کر دیکھ رہا تھا آپ نے فرمایا کہ جس طرح زیادہ بولنا مکروہ ہے اِسی طرح زیادہ دیکھنا بھی مکروہ ہے۔ آپ نے فرمایا اے لڑکے اگر تو سلامتی اور عافیت چاہتا ہے تو دنیا سے بے تعلق رہ (سفینۃ الاولیاء)

حضرت شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ :- شہنشاہ اکبر کی جانب سے جمیع علماء فضلا وقت کو مدعو کئے مسلسل اٹھارہ ماہ مجالسِ

(گویا شہنشاہ اکبر) سے مخاطب ہوئے علماء و فضلا آندم کی کتاب و سنت کی فراموشی، بے راہ روی، دنیا طلبی، احکام فراموشی، نیز آخرت کی بھول سے متعلق فرمایا کہ جو کیڑے مردار نجاست میں ہیں، دن رات اِسی مردار نجاست کو کھائے موٹے ہوتے ہیں جب کبھی کوئی ان کیڑوں کو اس مردار نجاست سے باہر کرتا ہے، تو وہ اِسی دم ہلاک ہو جاتے ہیں یا مرجاتے ہیں، اِسی طرح حال اس (عالِم بے عمل، اہلِ غلو، تارک الدنیا ولیک کم ہمتی کے کارن طالب و عاشقِ دنیا بنے ہوئے) شخص کا ہے جس کے دل میں دنیا کی محبت بہر نوعِ نود بہر طور و طریق غالب آچکی ہے، ایسے افراد تو دنیا میں آرام لئے ہوئے تازے تن و مند رہتے ہیں اور انھیں دنیا سے الگ تھلگ کر رہنے پر ہلاک ہوئے مرجاتے ہیں پس یہ تمام جن کے دماغ میں مردار نجاست کی بدبو بس گئی ہے۔۔ وغیرہ۔ گویا دنیا کے طالبوں کو دنیا کی محبت نیز متاعِ دنیا بھلی معلوم ہوتی ہے، فرمایا متاع اس کو کہتے ہیں کہ جب عورتوں کو حیض آتا ہے تو کپڑئے کا ٹکڑا لیتے ہیں۔ من بعد اسے خون آلود کئے پھینک دیتے ہیں، دنیا اس غلیظ خون آلود کپڑے سے بھی بری ہے جو طالبانِ دنیا کو اچھی اور بھلی معلوم ہونے کے باعث انھیں نماز پڑھنا، قرآن کا بیان سننا، اس پر عمل کرنا اور ترکِ دنیا کرنا، تقویٰ اور اللہ پر بھروسہ کرنا، ذکرِ خفی اور منعمِ حقیقی سے عشق و محبت اختیار کرنا، نیز حضرت سید محمد جونپوری مہدی علیہ السلام کو خاتمِ ولایتِ محمدیؐ قبول کرنا آخری دم تک اچھا نہیں لگتا۔ (ماخوذ از مجالس خمسہ بزبانِ فارسی)

حضرت شیخ یوسف اسباطؒ:- میراث میں (70) ستر ہزار درہم پائے مگر اس میں سے ایک درہم بھی صرف نہیں کیا، سب فقرا و مساکین میں تقسیم فرمائے، کھجور کے پتوں کی رسی بٹتے تھے اور اس کی مزدوری سے غذا مہیا کرتے تھے۔ (سفینۃ الاولیاء)

حضرت مولانا رومؒ:- کی عادتِ شریفہ تھی کہ اکثر مسائل کو تمثیل سے سمجھایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا ایک

درویش چالیس سال تک جنگلوں میں حیران و پریشان پھرتا تھا، اتفاق سے ایک قطب کا وہاں گذر ہوا۔ انھوں نے درویش کا ایک چپت لگا کر کہا، مردک حرام خور" درویش نے کہا کہ میں نے چالیس (40) سال سے دنیا کا کھانا بھی نہیں کھایا، حرام کا کیا ذکر ہے۔ قطب نے فرمایا کہ ہوا سے سانس لیتے رہے اور خوشبو سونگھتے رہے، یہ کیا ہے؟ یہ تمہاری غذا تھی اور یہ سب چیزیں بے رنج وکد حاصل ہوتی رہیں اور یہ مردانِ کامل کے مذہب میں حرام ہیں۔

(قانون)

حضرت مالک بن دینار:- نے فرمایا کہ میں نے کسی آسمانی کتاب میں دیکھا ہے کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو عالم دنیا کو طلب کرتا ہے تو کم سے کم جو سزا میں اس کو دیتا ہوں یہ ہے کہ اپنی مناجات وذکر کی چاشنی اور لذت اس کے دل سے دور کردیتا ہوں۔ (سفینۃ الاولیاء)

عمر بن عبدالعزیزؒ:- کے عہدِ خلافت میں آپ کے انصاف کے باعث بکریاں اور بھیڑیئے ایک ہی گھاٹ سے پانی پیتے تھے، آپ کی آمدنی پچاس ہزار دینار تھی مگر اس کو ہمہ دم خیرات فرمادیتے یہ بہت موٹے تازے اور صحت مند تھے مگر جب خلیفہ ہوئے تو اتنے نحیف ہوگئے تھے کہ پھسلیاں گنی جاسکتی تھیں، اِسی طرح ان کی بیوی عبدالملک کی بیٹی نے اپنا سارا مال بیت المال میں داخل کردیا تھا اور وہ عام لوگوں کی حیثیت کی ہوگئیں۔ خلیفہ ہونے کے بعد اپنی لونڈیوں سے کہنے لگے کہ مجھ پر وہ بلا نازل ہوئی ہے کہ مجھے روزِ قیامت اور جب تک کہ لوگ حساب وکتاب سے فارغ نہ ہوجائیں تمہاری طرف متوجہ نہ ہونے دے گی۔ اس لئے تم میں سے جس کو آزادی پسند ہے اس کو میں نے آزاد کردیا، اور جو میرے ہاں رہنا چاہتے ہیں رہنے دیا، لیکن مجھ سے اور ان سے کوئی سروکار نہ رہے گا۔ اِسی طرح انھوں نے اپنی بیوی فاطمہؒ کو بھی اختیار دے دیا تھا۔ ان کی بیوی کا ارشاد ہے کہ خلیفہ ہونے کے بعد کبھی بھی مرتے دم

تک غسلِ جنابت نہیں فرمایا۔ ایک دفعہ انھوں نے ایک لڑکی کو بلایا لیکن اس نے جواب نہ دیا وہ بعد آئی اور کہا کہ کپڑے نہیں تھے اور میں ننگی تھی، تب انھوں نے چھوٹے موٹے کپڑے بنانے کا حکم دیا۔ یہ تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد خادم کی کسی اور کام سے نہیں بلکہ رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں سلام پہنچانے کے لئے مدینہ طیبہ کو روانہ کیا کرتے تھے۔ (حیات الصحابہؓ)

حضرت شاہ نعمتؓ :- کے لئے فراح مبارک میں کوئی لباس نہ تھا مگر ایک کمل کا پارینہ ٹکڑا جس سے بمشکل سترِ عورت ہوسکتی تھی، میاں شاہ نعمتؓ لنگی باندھے ہوئے میراں مہدیؑ کے حجرے کے پاس ہی اپنے شغل میں مصروف بیٹھے ہوئے تھے، جب حضرت میراں مہدیؑ ان کے قریب تشریف لے گئے تو میاں نعمتؓ حضرتؑ کو دیکھ کر کپڑے کی کمی کی وجہ رکوع کی حالت میں استادہ ہوگئے۔ حضرت مہدیؑ نے انھیں اس طرح پر دیکھے دکھائے اپنی چھونپڑی میں جاکر بی بی سے کل ماجرا کہہ دیا، جس پر بی بی نے کہا کہ میراں جیؑ انھیں کچھ دے دو۔ اس وقت حضرت میراںؑ نے ان کے قریب آن کر ہوشیار فرمایا، حضرت شاہ نعمتؓ نے اوپر دیکھے عرض کیا کہ میراںؑ جیو! تم اللہ کی ذات ہو، نعمت اس وقت اللہ کے مشاہدے میں ہے۔ حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ میں ایمان کی بشارت دیتا ہوں۔

(حاشیہ شریف)

حضرت شاہ نعمتؓ :- نیز دیگر صحابہؓ، تابعین وتبع تابعینِ میراں مہدیؑ کی عادت تھی کہ جب اللہ کی راہ میں کوئی فتوح آتی تو آپ دریافت فرماتے کہ آیا دائرے میں اضطرار ہے یا کیا؟ اگر اضطرار ہوتا تو بمشکل تمام وتام قبول فرماتے ورنہ حسبِ عادتِ ثانیہ فرماتے کہ ہمارے دائرے کے فقراء مضطر نہیں ہیں دوسرے اور دائرے بہت سے ہیں جاؤ۔ اور اس فتوح کو وہاں اللہ کے نام پر پہنچا دو۔ (پنج فضائل)

سیدنا حضرت غوث اعظمؒ :- نے فرمایا، بیٹا تو دنیا کی زراعت میں مشغول ہے ، آخرت کی زراعت نہیں کرتا، کیا تو نہیں جانتا طالبِ دنیا آخرت میں نجات نہیں پائے گا۔ اگر آخرت کو چاہتے ہو تو دنیا کو ترک کردو، اور اگر اللہ کو چاہتے ہو تو نفسانی خواہشات کو ترک کرو، اور مخلوق کی خدمت کرو۔ (ملفوظاتِ غوث اعظمؒ)

شیخ ابوالحسن شاذلیؒ :- نے فرمایا ایک ہی خصلت ایسے ہے کہ جب بندہ اس کو اختیار کرے گا تو اپنے زمانے کے لوگوں کا پیشوا ہو جائے گا اور وہ دنیا سے منھ پھیر لیتا اور اہلِ دنیا کی تکلیفیں برداشت کرلیتا ہے۔ (طبقات الاولیاء)

سیدی شیخ محمد ابوالمواہب شاذلیؒ :- نے فرمایا کہ سارے دنیا دار دنیا پر جھکے ہوئے ہیں ، حالانکہ ہر سانس میں وہ اس سے کوچ کررہے ہیں مگر اس کو وہ دیکھتے نہیں کیونکہ ان کو یہ نہیں سوجھتا کہ وہ کدھر جارہے ہیں ۔ (شرح الحکم)

حضرت غوث اعظمؒ :- نے فرمایا افسوس تو عبادت گاہ میں اور دل دنیاداروں کے گھروں میں اور ان کے ہڈیوں کا منتظر، تونے اپنی عمر ضائع کی ، اور اپنی عمروزندگی فضول گذار دی ۔ (فتوح الغیب)

حضرت مہدیٔ موعودؑ :- کے حضور میں کسی نے عرض کیا حضرت عثمانؓ کے پاس بہت مال تھا(لیکن آپ مال کو نجس اور مردار فرماتے ہیں) فرمایا پہلے حضرت عثمانؓ کے جیسے بنو۔ مال رکھو۔ عثمانؓ نے اپنا مال راہِ خدا میں خرچ کیا، اور خود خدا کو حاصل فرمایا۔ (حاشیہ شریف)

صاحبِ روض سے منقول ہے :- کہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں اور میرے ساتھی پہاڑی میں رہتے تھے اور ہمارا ہر وقت عبادت ہی مشغلہ تھا اور میرے لئے حق شانہٗ نے یہ انتظام فرمایا تھا کہ ایک ہرنی روزانہ آیا کرتی تھی اور میرے قریب آن کر ٹانگیں پھیلا کر کھڑی ہوجاتی اور میں اس کا دودھ پی لیا کرتا، وہ چلی جاتی ۔ بہت زمانہ تک اِسی طرح

گذر گیا کہ وہ ہرنی روزانہ آیا کرتی اور میں اس کا دودھ پیتا تھا۔ میرے ساتھی کے قیام کی جگہ اِسی پہاڑ میں مجھ سے دور تھی، ایک دن وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ایک قافلہ یہاں قریب آن کر ٹھہرا ہے چلو قافلے والوں کے پاس چلیں وہاں شاید دودھ اور اس کے علاوہ کچھ کھانے کی چیزیں میسر آجائیں، میں نے اول بہت انکار کیا لیکن جب اس نے اصرار کیا تو میں بھی اس کے ساتھ ہولیا۔ ہم دونوں قافلے میں پہونچے، ان لوگوں نے ہمیں کھانا کھلایا، ہم کھانے سے فارغ ہوکر اپنی اپنی جگہ واپس آگئے۔ اس کے بعد میں ہمیشہ اس ہرنی کے آنے کے وقت اس کا انتظار کیا کرتا مگر اس کا آنا بند ہوگیا۔ کئی دن انتظار کے بعد میں سمجھا کہ اس گناہ کی نحوست سے وہ روزی جس کی وجہ سے میں بے فکر تھا بند ہوگئی۔

صاحبِ روض ارقام فرماتے ہیں کہ بظاہر اس میں تین چیزیں گناہ کی تھیں (1) ایک جس توکل کو اختیار کر رکھا تھا اس کو چھوڑا (2) دوسرے طمع کی، اور اس روزی پر قناعت نہ کی جس کی وجہ سے بے فکری تھا (3) تیسرے ایسا کھانا کھایا جو طیب نہ تھا۔ جس کی وجہ سے طیب رزق سے محرومی ہوگئی (حیاۃ الصاحبہؓ) میں کہتا ہوں کہ:-

صاحبِ روض کی بیان کردہ متذکرۂ صدر نصیحت کن و سبق آموز نقل کو بغور و خوص پڑھنے کے بعد کبیر داسؔ کا ایک مصرعہ ہمارے دماغ میں یک لخت کوند رہا جس کو ہم بجنسہٖ بلا ترجمہ و ترجمانی نیز بغیر تنقید و تبصرہ آپ کی خدمت میں پیش کئے دیتے ہیں۔

گھاس کھائے ماس بڑھائے اس کی کھینچے کھال * ماس (گوشت) کھائے ماس بڑھائے اس کا کیا ہو حال**

بندگی میاں خوند ملکؒ :- کے دائرے میں کسی فقیر نے اپنی جھونپڑی کے احاطہ میں خربوہ و انگور کی بیل لگائی تھی، حضرت نے ان بیلوں کو کھدوادیا اور فرمایا کہ تم خدا کے طالب ہو، تمہارے لئے یہ جائز نہیں (حاشیہ شریف)

میں کہتا ہوں کہ ان احکام سے منشاء مقصد حضرتِ ایں کہ ان بیلوں کی نگہداشت و پرورشی سے نفس مکروہ و غیر مطمئنہ جیسے دھتکارے خطرناک دشمن کو مصاحبت کی دعوت دے کر ارکانِ دین ترکِ دنیا نیز توکل کی بیخ کنی کے مترادف ہے ۔ واضح باد کہ ہادیانِ راہِ طریقت نے طالب کو سفرِ سیر و سلوک میں نفس بدسرشت کو سب دشمنوں سے زیادہ بدترین دشمن قرار دیا ہے اور صرف اس وجہ سے کہ ہر دشمن کا دستور ہے کہ جب اس پر کوئی احسان کیا جائے تو عدوات سے باز آئے ، دوست ہوجاتا ہے لیکن نفس وہ بدترین دشمن ہے کہ اس کی جس قدر بھی آؤ بھگت ، خاطر و مدارات کی جائے اِسی قدر یہ احسان فراموش ، طالب کے راہِ حق میں سرکشی و مخالفت زیادہ کرتا ہے ۔ بدیں وجہ حضراتِ عارفین نے طالبینِ راہِ طریقت کو اس عدوئے ازلی کی گردن زدنی کی ہدایات دی ہیں ۔

حضرت نصیرالدین محمود چراغ دہلیؒ :- حضرت نے دورانِ بیانِ ترکِ دنیا، حالِ ترکِ دنیا، شیخ ابوسعید تبریزیؒ کا بیان فرمایا کہ بڑے تارک الدنیا تھے ۔ ہمیشہ فقر و مجاہدہ میں زندگی بسر کی کبھی دنیا داروں سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے ۔ ایک بار بادشاہ تبریز نے کچھ بطریقِ نذر آپ کے پاس بھیجا ، نہ لیا ۔ جب وہ معتمدِ شاہی چلا گیا تو خادمانِ خانقاہ سے کہا کہ جس راہ سے وہ آیا اور گیا ہے اتنی زمین ایک بالشت گہری کھود کر مٹی اس کی باہر پھینک دیں وغیرہ (خیر المجالس)

سیدنا حضرت غوث اعظمؒ :- نے فرمایا، صادق اپنے تصوف میں وہی ہے جو اپنے دل کو ماسواء اللہ سے صاف رکھے، یہ بات لباس کی تبدیلی ، چہرے کو زرد کرنے ، میل کچیل جمع کرنے ، نیک آدمیوں کے حکایات بیان کرنے ،

زبانی بکواس اور تسبیح و تہلیل کے ساتھ انگلیاں ہلانے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ رزقِ حلال وطلبِ صادق، دنیا سے بے رغبتی اور مخلوقات کو ماسواءاللہ دل سے نکال کر حاصل ہوتی ہے، اپنے دل کو ساتھ رب کی طرف رجوع کرو۔ نیک لوگوں کے احوال اور صرف زبانی کلام پر تم نے قناعت کر رکھی ہے اور قربِ الٰہی کی امید رکھتے ہو۔ تمہاری مثال اس شخص جیسی ہے جس نے پانی کو مٹھی میں بند رکھا اور جب ہاتھ کھولا تو کچھ نہ پایا۔ (ملفوظاتِ غوث اعظمؒ)

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ:- سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ خدا کے توکل پر میں ایک بیابان میں گیا اور وہاں چند روز تک کچھ میسر نہ ہوا۔ قصد کیا کہ ایک دوست یہاں رہتا ہے اس کے پاس چلوں لیکن پھر خیال آیا کہ اگر اس کے پاس جاؤں گا تو میرا توکل، باطل ہوجائے گا۔ اتفاق سے ایک مسجد نظر آئی، میں یہ کہتا ہوا اس میں چلا گیا:-

"**تَوَكَّلْتُ عَلٰى حَيٌّ الَّذِىْ لَا يَمُوْتُ**" ناگاہ غیب سے آواز آئی کہ پاک ہے وہ اللہ جس نے روئے زمین کو متوکلین سے صاف کردیا۔ میں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا کہ ایسا شخص کس طرح متوکل ہوسکتا ہے جو روٹی کے واسطے دنیا کے دوست (دنیادار) کے پاس جانے کا ارادہ کرے اور پھر کہے:- "**تَوَكَّلْتُ عَلٰى حَيٌّ الَّذِىْ لَا يَمُوْتُ**" اور اپنے اس دروغ گوئی کو توکل سے تعبیر کرتا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

حضرت خواجہ ابوبکر شبلیؒ:- نے فرمایا کہ توکل دیدارِ دل ہے یعنی سب کو فراموش کرنا (عوارف المعارف)

حضرت خواجہ ابراہیم شیبانیؒ:- نے فرمایا توکل ایک راز ہے درمیان خدائے تعالیٰ اور بندے کے پس واجب ہے کہ اس راز سے کوئی واقف نہ ہو بجز خدا کے۔ (عوارف المعارف)

حضرت ابویزید بسطامیؒ:- سے کسی نے پوچھا کہ سنت کس کو کہتے ہیں اور فرض کیا ہے؟ فرمایا سنت ترکِ دنیا

ہے اور فرض خدا کی محبت ۔ (سفینتہ الاولیاء)

حضرت شیخ شرف الدین پانی پتیؒ :- دنیا و آخرت کو اس طرح تصور کرو کہ آخرت دراصل سرورِ کائناتؐ کی مملکت ہے اور دنیا شیطان کی راجدھانی ، دونوں کا پتہ لگاؤ کہ ان کی پیدائش کا مقصد کیا ہے اور ہمیں کیا کرنا چاہیئے ۔ اے بھائی! نفس کو اچھی طرح سمجھ لو، جب نفس کو سمجھ لوگے تو دنیا کی شناخت تمہارے لئے بالکل آسان ہے، اِسی طرح اگر روح سے شناسا ہو جاؤگے تو آخرت کو اچھی طرح سمجھ لوگے، بھائی اس دنیا میں جو حسن و خوش نمائی کفر کو دی گئی ہے اسے عاشق ہی خوب پہچانتے ہیں کہ ان کے لئے کفر میں کتنی آرائشیں ہیں ۔ اور واقعہ یہ ہے کہ کفر کا حسن دراصل دنیاوی عاشقوں کا معشوق ہے ،یعنی حسن کافر پر دنیا والے مرمٹتے ہیں ۔ اے بھائی! تم کیا جانو کہ کفر اپنے غمزۂ حسن سے دنیا والوں پر کیسے کیسے تیر چلائے اور اپنا عاشق و گرویدہ کرلیا۔ (اخبار الاخیار)

حضرت سید محمد میراں مہدیؑ :-فرمودند ورائے ترکِ دنیا ایمان نیست ، و نیز فرمودند کہ ایمان ذاتِ خدا است ، یعنی سوائے ترکِ دنیا کے حصولِ ایمان ممکن ہی نہیں ۔ مزید ارشاد ہوا کہ ایمان سے مراد ذاتِ باری تعالےٰ ہے، مختصر اَیں کہ طالب کا بغیر ترکِ دنیا واصل بحق ہونا ممکنات سے نہیں ۔ (رسالہ بحرِ عرفان قلمی)

حضرت شیخ صدرالدینؒ :- نے فرمایا کہ انسان مرنے سے پہلے اس امر کا یقین کرلے کہ اس دنیا میں جو مٹ جانے والی سرائے ہے جو کچھ پیش آئے وہ عارضی ہے کیونکہ اس دنیا میں کسی چیز کو ثبات و قیام نہیں ہے اور اس دنیا کو نیست و نابود کرنے کے لئے قلم چل چکا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے **" كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ "** یعنے اس دارِ فانی میں جو بھی چیز ہے وہ سب فنا ہوجائے گی،چونکہ دنیا کو ثبات و قیام حاصل نہیں، اس لئے دنیا کے ہونے اور نہ ہونے کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے پوشیدہ طریقہ سے اس دنیا میں ٹھہرا رہے ۔ (اخبار الاخیار)

حضرت بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ :- نے فرمایا اے بھائی! (حضرت سید محمد مہدی جونپوریؑ المعروف بہ میراں مہدیؑ) نے اپنی پوری عمر تبلیغ کتاب و سنت نیز احیائے توحید میں گذار دی ۔آپ نے اپنی کوئی تصنیف وتالیف نہیں چھوڑی ، البتہ آپ کے روحانی علم و عمل کی پونجی ، دولت وثروت ، مال ومنال ، نیزبندگانِ خدا کے قلوب کو مغلوب ومسخر کر رہنے والے نعمتِ بیش بہا و غیر مترقبہ آپ کے صحابہ ، مہاجرین ، تابعین وتبع تابعین تھے جنھوں نے بنگالہ تا ترکستان ، گوڑ علاقہ بنگالہ بہار ، جونپور ، الہ آباد ، لکھنو ، امیٹھی ، مرادآباد ، سنبھل ، بدایون ، آگرہ ، بیانہ ، پشاور ، دہلی ، سرحد علاقہ پنجاب ، بن لاہور ، جھنی علاقہ لاہور ، شیر گڑھ ، سامانہ ، تارنول ، ملتان ، ڈیڑھ اسمٰعیل خاں ، کابل ، بدخشان ، ترکستان وایران ، غوربلخ ، اندخود ، ہرات ، خراسان ، قندہار ، کشیکور ، علاقہ ایران ، کاشان ، بلوچستان ، اصفحان ، علاقہ فرات ، کچھ و مکران ، قلات ، بسیلہ ، سندھ ، دہمتوڑ ، تتہ ، بکر ، مکلی ، کاٹھیواڑ ، پالن پور ، بڑودھا ، کھمبایت ، کھانبیل ، سورت ، ممبئ ، پونا ، بلگاؤں ، احمد نگر ، بیجاپور ، گوکاک ، دھاڑوار ، میسور ، کرالہ ، پال گھاٹ ، کوچین ، ٹراونکور ، راس کاری تا فتح پور سیکری ، تریچور ، ترچناپلی ، پنگوڑی ، آرکاٹ ، چتور ، کوئمبتور ، سیلم ، سدہوٹ ، کرپہ ، کرنول ، مچھلی بندر ، ادھونی ، پنڈیال ، فرصت پٹن ، اکھا جنوبی ہند ، برار ، بالا پور ، جل گاؤں ، برہان پور ، ہوشنگ آباد ، اجمیر ، ناگور ، خواص پور ، خودھور ، جالور ، علاقہ میواڑ ، اودیپور ، جے پور ، کھنڈیلہ ، کالپی ، فتح پور سیکری ، دیارِ عرب ، مکہ معظمہ ، مدینہ منورہ ، قبچاق ، ختا ، شروان ، شیراز ، گاذوران ، ہمدان ، بخارا ، بغداد ، روم وغیرہ کے سفر کی صعوبتیں برداشت کیں ، کتاب وسنت کی تبلیغ کی ، اور جس قدر آب وتاب سے شب و روز کی مصروفیت تندہی و جانکا ہی سے کتاب وسنت کی تبلیغ ہوئی ، اور جس سے متعلق معاصر ، نیز بعد کے سوانح نگار محقق ، مورخین ، مبصرین رطب اللسان ہیں ، ان واقعات سے ایک اندازہ قائم کیا جاسکتا ہے کہ) ایشا و بیرونِ ایشا کے کافی آبادی میراں مہدیؑ کی تصدیق وبیعت سے مشرف ہوتی ، لیکن تھوڑے ہی لوگ مہدیؑ کو قبول کئے ، کیونکہ میراںؑ تمام ماسواء اللہ کو ترک کرنے کے ساتھ خالص داعی الی اللہ تھے ۔ جاننا چاہیئے کہ حسد و حرصِ مال وجاہ

کی محبت ایسے راہزن ہیں کہاگر یہ صفات مذمومہ کسی کا دامن چھولیں تو متاثر شدہ بنی نوع انسان جان بوجھ کر حق پوشی و انکار کرتا ہے، چنانچہ جواہر الصغیر میں تحتِ آیت " لَا تَشْتَرُوْابِاٰیَاتِی ثَمَنًا قَلِیْلًا " (الآیۃ) (مت خرید و تم میرے آیتوں کے عوض میں تھوڑی سی قیمت کو) لکھتے ہیں کہ بدل مت کرو تم میری آیتوں کے عوض میں جو میری کتاب توریت ہے، تھوڑی سی قیمت کو، یہ خطاب علمائے یہود سے ہے کہ عوام الناس ان علماء کے یہاں فدیہ بھیجتے تھے ، تو یہ علماء توریت کی آیتوں میں تحریف وتبدیل کرکے محمد رسول خدا ﷺ کے معاملہ کوچھپاتے تھے۔ حاصل یہ کہ قوم کی ریاست اور بزرگی ان بدبختوں پر منحصر تھی ، اللہ تعالےٰ نے یہودیوں کے علماء کی ملامت کی کہ " میری کتاب کو تھوڑی سی چیز کے عوض میں مت بیچو، اگرچیکہ دنیا کا نفع بہت ہو، لیکن آخرت کے نفع کے مقابلہ میں جو تم سے فوت ہورہا ہے بہت کم ہے۔ (جواہر التصدیق)

شیخ حمید الدین صوفی ناگوریؒ :- سے کسی نے پوچھا کہ دنیا کیا ہے، شیخ نے جواب دیا کہ اللہ کے سوائے جو کچھ ہے وہ دنیا ہے ۔ تمہارا نفس تم سے قریب ہے اور جوکچھ تمہارے نفس سے قریب ہے وہ دنیا ہے۔ (اخبار الاخیار)

شیخ بہاءَ الدین ابو ذکریا ملتانیؒ :- نے فرمایا دولت و سرمایہ داری دراصل ہمارے رخسارۂ حال کا ایک تل ہے۔

(اخبار الاخیار)

حضرت سید محمد جونپوری مہدیؑ :- دورانِ تبلیغ و ہجرت جب شہرِچندیری سے شہرِمانڈو پہنچے تو وردد کے ساتھ ہی شہر نیز اطراف واکناف میں آپ سے متعلق شہرت ہورہی تھی کہ سردار حکماء حاذقِ روحانی ، ولیِ اکمل ، شریعتِ محمدیؐ

جو قرآن سے ثابت کرنے والا جس کو دنیادار سنے سنائے ہمہ تن تصویر رنج وغم درد و الم نیز پیکرِ عزیمت ہورہتے ہیں، جب یہ خبر سلطان غیاث الدین کو پہونچی تو وہ :-

"دلِ بے تاب ہوں بیتائی دل کا تماشا ہوں *** تڑپ جاتی ہے بیتابی بھی میری جب تڑپتا ہوں

کے مصداق طلبِ دیدار میں بے تاب ، بے قرار بے اختیار کسی موزوں و مناسب دانا، عاقل ذکی و خردمند قاصدِ خاص کو امام کی خدمت میں بھیجے ، بصدِ عقیدت و ارادت نہایت منت سماجت و عاجزی سے کہلوایا کہ حضرت سے متعلق معتبر ذرائع سے تفصیلی حالات و واقعات سننے کے بعد دل رہ رہ کے چاہتا ہے کہ آنحضرتؑ کے قدومِ میمنت لزوم کے چومنے کی خاطر میں خود بسر و چشم آستانۂ مبارک پر حاضری دوں لیکن مجبور و معذور ہوں ۔ وہ یوں کہ میرے لڑکے نصیرالدین نے مجھے قید کر رکھا ہے ، میرے لئے باعثِ صد افتخار و اکرام ہوگا اگر آنحضرتؑ عین نوازش و کرم سے سرفراز فرماکر ایک دو قدمِ مبارک میرے سر پر رکھیں (گویا میرے غریب خانہ پر تشریف فرما ہوں) اس قسم کی خواہش و التجا سے سلطان کی غرض و غایت یہ تھی کہ " شنیدہ کئے بود مانند دیدہ، ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ" روئے مبارک کا دیدار بہ نفسِ نفیس کر رہنے کے ماسوا آپ کے آیاتِ قرآن آسا فرامین کو لوگوں سے سنے سنائے، "چوں شمع سوزاں، چو ذرہ حیراں *** ہمیشہ گریاں بہ عشقِ آں ماہ" کے عین مصداق ٹھہرے جاں بلب ہوئے جارہا تھا، خود اپنے گوش ہوش نیوش سے سماعت کئے وفورِ شوق و العطش عشق و محبت و طلب پیدا شدہ کو بجھایا چاہتا تھا۔ حضرتؑ نے دو فقراء دائرہ میاں سید سلام اللہؒ و میاں ابوبکرؓ کو تحتِ عذر شرعی سلطان غیاث الدین کے محل تک جانے کی اجازت دی ۔ چنانچہ جب یہ ہر دو پاکانِ الٰہی وہاں پہنچے تو ان کا دنیاوی دستور و طور طریق پر نہایت

عظیم الشاں پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ لیکن بحالتِ مجبوری اتم پاؤں میں انتہائی تکلیف دہ بیڑیاں ہونے کے باعث دونوں تختوں کے درمیان پردہ آویزاں کئے، مزہ نظارۂ باہم میں ہے اے جلوۂ جاناں **کہ تو میرا تماشہ ہو تو میں تیرا تماشہ ہوں" والا مطلوبہ لطف و سرورِ حقیقی کے حصول سے محروم رہا اور بہر کیف ان ہر دو مردانِ خدا کے زبانی حضرت میراں مہدیؑ کی دعوتِ مہدیت سے متعلق سنے سنائے تصدیق وبیعت سے مشرف فرمانے کی خواہش کے علاوہ التجا کی کہ میرا یہ سندیسۂ اولین وآخرین بارگاہِ عالیہ تک پہنچادیں وہ یوں کہ حضرت کسی نیک ساعت کے دوران کبھی نہ کبھی مجھے ضروریاد فرمالیں اور دعا کریں کہ میں دولتِ ایمان سے مالا مال مظلومیت کی حالت میں اپنے آخرت کے شہدا عزیزوں سے جاملوں، بالآخر سلطان غیاث الدین ان ہر دو اللہ والوں کو رخصت کرتے، سونے کے ساٹھ قطار نیز ایک بیش بہا تسبیح مروارید قیمتی ایک کروڑ محمودی ان حضرات کے ہمرہ بذریعہ چند ملازمینِ خاص بحفاظتِ تمام خدمتِ عالیہ میں نذرانہ گذارنے کے لئے روانہ کیا۔ حضرت امامؑ نے سلطان غیاث الدین کی گذارش کو سننے کے بعد فرمایا کہ تمام گذارشیں منظور۔ البتہ ان تمام زرین قناطیر کو اس محافظ دستہ کے افراد میں تقسیم فرمادیا جو اس نجس قطار کو ناپید گنج شایگاں کے تصور میں رہتے سنبھالے، حفاظت کئے، پیچھے پیچھے آئے تھے اور باقی ماندہ تسبیح مروارید قیمتی ایک کروڑ محمودی کو حضرت نے بہ نفسِ نفیس ایک دف نواز مانگن گیر کے حوالے کیا جو اس وقت وہاں موجود تھا، اس وقت کسی نے عرض کیا میراں جیو وہ تسبیح لاقیمت ہے، امامؑ نے فرمایا اللہ نے فرمایا ہے کہ کہہ دو کہ ساری دنیا کی پونجی تھوڑی ہے" لہٰذا تم یہ تسبیح کو کہاں لئے بیٹھے ہو، اس اثنا میں کسی اور نے آوازدی کہ یہ زرین قناطیر اور تسبیح مروارید امامؑ کے فقرا کا حق تھا۔ ان کو کسی لئے نہیں دیا۔ فرمایا کہ یہ فقرا اپنا تمام کا تمام سب کچھ چھوڑ چھاڑ، خدا کی طلب میں ہمارے پیچھے آئے ہیں اور یہ خدا کے سوائے کوئی اور چیز نہیں چاہتے۔ لہٰذا یہ انھیں لوگوں کو حق تھا جو اس کے مشتاق بنے، نہایت اہتمام نیز تعظیم وتکریم کے ساتھ اس کے پیچھے آئے ہیں۔ (مطلع الولایت)

میں کہتا ہوں کہ حضرت کے اس متذکرہ جواب باصواب کا مطلب شاید وباید یہی ہوسکتا ہے ۔" اے غم دوست تجھ ہی پر نہیں اپنی گذراں *** کچھ فتوح اس کے سوا اور ہے بالائی بھی " اور اس شعر کی ترجمانی صرف یہی ہوسکتی ہے کہ اے دنیائے دوں کے دلدادہ و فریفتہ معصوم ہالکو! نیز زال دنیا کشیدہ خانے چند کے عاشقوو پرستارو، ہمیں ان کھوکلی، ظاہر میں شریں و باطن میں تلخ وزہریلی اشیاء سے معذور و معاف رکھو، ہم نے زندگی میں ایسے بہت سے دیکھے ہیں ۔ ہمیں بفضلِ خدا و بہ عنایتِ حق ذکر و فکر و مشاغل سے پیدا شدہ نورِ قلب ہی اس قبیل کے مذموم صفات گویا بھوک و پیاس کو جلائے بھسم بنا رہنے کے لئے کافی ہے اور بدیں سبب ہم نے اپنے دستور العمل کو الٹ پلٹ کئے بدلے بدلائے ، اس خصوص میں ببانگِ دہل اعلان بھی کردیا کہ " الجوع طعام الانبیاء" علاوہ ازیں طلبِ حق میں بنائے گئے ۔ اس لائحہ عمل کو بھی کسی سے پوشیدہ نہیں رکھا کہ " رخصت عوام کے لئے ہے خواص کے لئے نہیں، نیز فقیر خودی کو کھاتا ہے ۔

حضرت خواجہ نظام الدینؒ :- نے فرمایا کہ جس روز حضرت رسول اللہ ﷺ نے فقیری اختیار کی جبرئیل کو حکم ہوا کہ ہر دو عالم کو میرے حبیبؐ کی خدمت میں پیش کریں، سرکارِ دو عالمؐ نے جب ہر دو عالم پر نظر کیا اور محقیق کہتے ہیں کہ ازلی نظرِ مبارک دنیا پر پڑی تو دنیا نے فخر کیا کہ میں حضرت رسولِ کریمؐ کی نظر سے مشرف ہوئی ، پھر عالمِ فقر پر نظر کی تو رسول اللہ ﷺ نے دنیا سے نظر اٹھالی اور فقر کو اختیار کیا۔ اس کے بعد فرمان آیا کہ یا رسولؐ اللہ آپ کو بے حساب دنیا دیتے ہیں اس کو قبول فرمائیں حبیبِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے دنیا پر لات ماردی اور اپنے مرضی سے فقر ہی قبول کیا۔

(افضل الفوائد)

حضرت مہدئ موعودؑ :- نے فرمایا جو شخص (فقیر بلاعذرِ شرعی) اہلِ دنیا کے گھر جائے تو وہ ہماری آن سے نہیں

ہے۔ اورآنِ محمدؐ سے نہیں ،اور آنِ خدا سے نہیں ۔مزید ارشاد ہوا کہ اگر کوئی تارک الدنیا متوکل اپنے حجرے میں رہے اورکسی آنے والے کے جوتیوں کی آہٹ سنے، دل میں خیال کرے کہ آنے والا کچھ فتوح لایا ہوگا، چنانچہ ایسا طالب و متوکل کہلانے کا مستحق نہ ہوگا۔ (حاشیہ شریف)

واضح باد کہ طلبِ دیدارِ خدا کے لئے ترکِ دنیا، ہجرت ، توکل بذاتِ حق ، خلوت و عزلت ،ذکرِ دوام نیز صحبتِ صادقین وغیرہ تحتِ احکامِ کتاب و سنت ہر مومن مرد و زن پر فرض ہے ۔ اور جس پر جمیع صحابہ رضوانہم ،تابعین ، تبع تابعین ، اربابِ طریقت ، اہل اللہ و داعیانِ الی اللہ کا عمل درآمد رہا ہے ، اور اس خصوص میں ان تمام کی عمل پیرائی سے متعلق ہدایات ، ارشادات و ترغیبات کو بھی آپ بہ کمالِ صراحت مقالہ ہذا میں مطالعہ فرما چکے ہوں گے ۔ ان جمیع اصولِ فرائضِ دینِ عملی بجہتِ طریقت بدورِ نبوت صلعم کے منجملہ ترکِ دنیا ایک عظیم ترین رکن اور دیگر اصول یا ارکان اس عظیم ترین رکن کے متعلقات گویا لازم و ملزوم ۔ یہاں خیال رہے کہ ان ارکانِ دین کے منجملہ طالب سے ترکِ دنیا کے اقرار کے بعد کسی ایک رکن (گویا ہجرت خلوت و عزلت یا توکلِ تام بذاتِ حق ، یا ذکرِ دوام (یعنی مداومتِ سلطان اللیل و سلطان النھار) نیز صحبتِ صادقین وغیرہ کی ادائی و عمل پیرائی کے دوران معمولی سی کاہلی ،تساہل و لغزش کا شائبہ بھی رونما ہونے پر طلبِ دید حق میں ترکِ دنیا کا اقرار فی الفور باطل و ساقط قرار پاتا ہے ۔

چنانچہ متذکرۂ صدر کوزہ میں سمویا بحرِ عرفان آسا فرمان واجب الاذقان حضرت سید محمد مہدئ موعود علیہ السلام جونپوری میں تحتِ احکامِ کتاب و سنت طالبین کو دنیا داروں سے احتراز، اجتناب و گریز نیز خلوت نشینی و عزلت گزینی سے متعلقہ ہدایات و ترغیبات جن پر طالب کے ترکِ دنیا سے متعلق اقرار کا تحفظ نیز اس کے صحبتِ باطنی کا حضر و دارومدار ہے، واضح طور پر موجود ہیں ۔

طالب کا ترکِ دنیا کے اقرار کے ساتھ ساتھ خلوت نشینی و عزلت گزینی اپنی خوبی و خصوصیت ماہیت و نوعیت کے لحاظ سے ایسی مہتم بالشان نیز مستحسن ریاضت ہے جس کو طلبِ دیدار خدا میں ترقی مدارج کا زینہ اور تقربِ الٰہی کی قریب تر شاہراہ کہا جائے تو حق بجانب مناسب و موزوں ہوگا۔ کتب سیر کے اوراق زبانِ حال سے شاہد ہیں کہ محققینِ اربابِ طریقت اہل اللہ، داعیانِ الی اللہ نیز سرداران اولیاء تحت احکامِ کتاب و سنت اس مقدس و فرض صفت (خلوت و عزلت) کے مالہٗ وماعلیہ سے بخوبی واقف، کماحقہٗ شناسا و مداح بالطبع پسند فرمائے اپنے اپنے صادق الارادت طالبین کو صحبتی و سندی تعلیمات کے دوران نہایت شد و مد سے ہدایت کی کہ طلبِ دیدِ حق میں طالب کو اقرارِ ترکِ دنیا کے بعد خلق سے دوری اور حق کی حضوری میں دائمی سلامتی ہے۔ خلوت کے لغوی معنی سلامتی کے ہیں، اس اعتبار سے طالبِ راہ طریقت قرب حضرتِ احدیت کی طلب و شوق نیز عشق و محبت میں پہلے پہل گویا بوہلۂ اول، بعجلتِ تام و تمام ترکِ دنیا کی عباء وقبا سے مزین، آراستہ وپیراستہ، دنیاوی سروکار سے بالکلیہ دست بردار ہوکر سلطان اللیل و سلطان النہار کی پابندی ومداومت میں مشغول و مصروف رہنے کی غرض سے کنج عزلت کی زندگی اختیار کرتا ہے تو عرفِ طریقت میں اس کو گوشہ نشین و عزلت گزیں کہتے ہیں لیکن خواص یا مقربینِ بارگاہِ احدیت خلوت و عزلت کے حقیقی صفات اور اس کے باطنی مخصوص خصوصیات کی تشریح یوں فرمائی ہے کہ خلوت عرفِ طریقت میں سالکِ رفیع الخیال کے اس مخصوص حال کو کہتے ہیں جو مشاغلِ دنیاوی سے انقطاعِ قطعی کے بعد اثراتِ تجرید وثمراتِ تفرید سے رونما ہوتا ہے اور جس کو وفورِ جوشِ سرور میں این وآں، ماوشما کی فکر و یاد اور ذکر و خیال سے تنفرِ حقیقی اور طلبِ دیدِ حق میں یکسوئی و محویت ہوتی ہے، اور دریں حال اس حالت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کے خلوت خانۂ قلب میں بجز طلب و شوقِ دید شاہدِ بے نیاز دوئی کی بالکل گنجائش ہی نہیں رہتی۔ چنانچہ یہاں پر امامنا علیہ السلام کا دہرایا ہوا شعر بھولا نہیں جاسکتا:

دوئی را دور کن از خود، یکے بیں درتہ و بالا*** ترا گر ایں میسر شد ہمیں است خانۂ 1 خالا

چنانچہ طالب کی ایسی یافت وکیفت کو اصطلاحِ خواص میں خلوتِ حقیقی و عزلتِ دائمی کہتے ہیں ۔

علاوہ ازیں خدا بیں و حق نما عارفینِ ناتمکین نے خلوت کو دو نوع پر تقسیم کیا ہے، ایک خلوتِ عام، دوسرے خلوتِ خاص (جیسے ے 2 توحیدِ عام، توحیدِ خاص، توحیدِ خاص الخاص ، نمازِ عام ، نمازِ خاص ، نمازِ خاص الخاص ، روزۂ عام، روزۂ خاص، روزۂ خاص الخاص ، حِج عام ، حِج خاص ، حِج خاص الخاص) خلوتِ عام کی یہ شرح کی کہ طلبِ حق میں طالب کو ترکِ دنیا کے ساتھ ہی صحبتِ خلق سے احتراز و اجتناب ہو، کیونکہ یہ مسلمہ ہے کہ اثراتِ صحبت سے انسان ضرور بضرور متاثر ہوئے نہیں رہ سکتا۔ بدیں وجہ متقدمین و متاخرین نے اپنے اپنے مرشدین کو دورانِ تعلیم و تفہیم فرماتے ہیں کہ اشخاص بد اخلاق سے افراط، اتحاد، نیز ارتباط مضر و نقصان رساں ہے، کیوں کہ میل ملاپ نیز صحبتِ مخالفین (دنیا دار) جمعیتِ خاطر میں تفریق اور انتشار، اور استقلالِ طبعیت میں فتور اور اضطرا پیدا ہوتا ہے ۔ بدیں وجہ حضرت مہدیؑ نے ارشاد فرمایا:۔

پہاٹا پھیریں، ٹوٹا کھائیں، راول دیول کبھو نہ جائیں * ہم گھرآئی یاہی ریت، پانی لوریں اورمسیت ے 3**

اور اس کے بالکل برعکس و برخلاف گویا حکیمِ مطلق عزاسمہ کے ارشاد " **كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ** " یعنے صادقین کے

ے 1 اس شعر میں ترکِ دوئی، تعین ، ہستی و خودی نیز چاکِ حجاب ہائے تعینات کی جانب لطیف اشارہ ہے جس کی ہم کسی اور محل و موقع پر تشریح کرنے کی کوشش کریں گے ۔

ے 2 اس اقتباس میں ان سے متعلق ہم تفصیل دینے سے قاصر ہیں ، شایقین و ناظرین کو اس خصوص میں تفصیل درکار ہو تو فصوص الحکم نیز القانون ملاحظہ فرمائیں ۔ ے 3 مسیت بمعنی مسجد

معیت میں رہو، کہ ایمان اور ایقان میں صحبتِ صالحین وصادقین سے آنکھوں کو نور، دل کو فرحت وانبساط اور روح کو سرور ونشاطِ حقیقی حاصل ہوتا ہے۔ بقول مولانا رومی علیہ الرحمتہ :-

صحبتِ صالح تُرا صالح کُند *** صبتِ طالح تُرا طالح کُند (نیز)

گرت ہواست کہ باخضر مہنشیں ناشی *** نہاں زچشمِ سکندر چوں آبِ حیواں باش

یہ تو خلوتِ عام کی تعریف تصریح وتشریح رہی۔ اب خلوتِ خاص کی تعریف خواص کی زبانی یوں کہ طالبِ صادق کی تفرید وتجرید کا یہ عالم ہو کہ زاویہ قلب میں بجز طلب وشوق، عشق ومحبت نیز عزوجاہ، شان وشوکت نیز عظمتِ حضرت احدیت کے غیر کے خیال کا شائبہ بھی مخل نہ ہو۔ اور یہ خواص، مخصوص مقربین بیز مختص داعیان الی اللہ وپیشوایانِ اہل اللہ کا حصہ ہے، چنانچہ بدیں اصطلاح طور وطریق تصورِ کلیہ ونظریہ، مقصد ومنشا " مذہبِ ما کتاب اللہ واتباعِ رسول اللہ" بندہ قدم بقدم رسولؐ است" تصدیقِ بندہ بینائی خدا " کے قابلِ دید وگفت زرین اقوال واعلان ہائے بصیرت افروز سے احیاکنندہ توحید وپرچارکنندۂ تعلیمِ احسان حضرت مہدیٔ جونپوری نے احکامِ صدر (جو فقیر بلا عذر شرعی اہلِ دنیا کے گھر جائے وہ ہماری آن سے نہیں ہے، آنِ محمدؐ سے نہیں اور آنِ خدا سے نہیں) نیز دیگر متعدد فرامین سے اپنے راسخ الارادت متبعین ومصدقین کی رہبری کی خاطر ہمیشہ بنظرِ احتیاط اعتدالِ اخلاط تخیلات کے لئے جس پر طالب کی صحبتِ باطنی کو حصہ نیز دارومدار ہے تبریدِ دائمی کا ستعال اور اخلاطِ اغیار واغنیاء سے پرہیز، احتراز واجتناب کی ہدایت فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اصحابِ اجلہ سے تھے ارشاد فرماتے تھے کہ " مجلسوں میں وہ مجلس افضل ہے جو تمہارے گھر کے اندر ہو کہ نہ تم کسی کو دیکھو

اور نہ تم کو کوئی دیکھے (تذکرۃ الاولیاء)

حضرت مہدیؑ نے کسی ایک اور محل و موقع پر اپنے متبعین و مصدقین و صحبتی و سندی تعلیمات کے دوران از بر کروائے اسباق، ہدایات و ترغیبات، توضیحات و تشریحات گویا ترکِ حیات الدنیا (یعنی ترکِ ہستی و خودی) نیز خلوت نشینی و عزلت گزینی کے ساتھ ساتھ ذکر اخص کی مداومت (جس سے ذاکر بقائے حق میں فنا ہو جاتا ہے اور جہاں فی الحقیقت ذکر و ذاکر و مذکور کی گنجائش ہی نہیں، بیک وقت و بیک نظر لطیف اشارہ فرمائے اقرب الطریق قربِ حضرتِ احدیت کی یوں نشاندہی و رہبری فرمائی ہے۔ **"عزت و لذت را بگذار، دم و قدم را نگہدار"**

فرمانِ زیرِ بحث کے آخری سطور توکلِ تمام بذاتِ حق سے متعلق بکمال صراحت، رہبری و رہنمائی کرتے ہیں، چونکہ قبل ازیں ص 57 پر مسلک و مشربِ خواص نیز مقربینِ بارگاہِ احدیت کی اصطلاح میں توکلِ تمام بذاتِ حق کی تعریف اور اس کی حقیقت سے متعلق بکمالِ صراحت تشریح کی جاچکی ہے، لہٰذا اس خصوص میں مزید کسی قسم کا اعادہ خالی از طوالت نہیں۔ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ہجرت طلبِ دیدارِ خدا، ترکِ دنیا، توکلِ تام بذاتِ حق، خلوت و عزلت، ذکرِ دوام نیز صحبتِ صادقین تحت احکامِ کتاب و سنت ہر مرد و زن پر فرض ہے۔ علاوہ ازیں اس حقیقت کو بھی بکمالِ صراحت واضح کر دیا کہ جمیع ارکانِ علی بہجتِ طریقت بدورِ نبوت صلعم کے منجملہ ترکِ دنیا ایک عظیم ترین رکن ہے اور دیگر متذکرۂ صدر فرائض اس کے متعلقات یا لوازمات جن کی عمل پیرائی میں معمولی سی لغزش یا لڑکھڑا سے طالب کے ترکِ دنیا کا اقرار و نا اقرار یکساں ہوجاتا ہے، علاوہ ازیں مقالہ ہذا میں نوآموز طالبینِ راہِ طریقت کی ہدایت و رہبری کی خاطر جمیع ارکانِ دین (الاہجرت) سے متعلق کتاب اللہ اور اخبارِ رسولِ کریم علیہ التحیۃ و التسلیم کے ماسوا محققینِ اربابِ طریقت، صوفیہ کرام نیز اولیائے عظام کے آیات قرآن آسا مقدس مواعظ حسنہ، فرمودات، ہدایات و ترغیبات فراہم

کئے جا چکے ہیں، اب ایسے میں دل رہ رہ کے چاہتا ہے کہ عنواانِ ہجرت کو بھی بالکلیہ تشنہ نہ رکھے، کچھ کسی قدر ضرور بضرور لکھا جائے۔ ہجرت کے معنی ترکِ مقط الراس (وطن) کے ہیں۔ دورِ حاضرہ میں اس اصولِ دینِ محمدیؐ (ہجرتِ ظاہری) سے متعلق تمام کے تمام متحدالخیال نہیں ہیں۔ فی زمانہ اکثر و بیشتر حضرات اس خصوص میں تاویلات، توضیحات، تشریحات، کئے خیال ظاہر کرتے کہ طلبِ دیدِ حق میں صرف ہجرتِ باطنی ہی درکار و کافی ہے اور فی زمانہ ہجرتِ ظاہری سے انھیں چنداں سروکار نہیں۔ مخفی مبادکہ ہمارا مذہت کتابی ہے، محض رواجی، روایتی و توارثی نہیں۔ حق تو یہ ہے کہ ہمیں جمیع معترض فیہ امور و مسائل میں صرف کتاب و سنت نیز خدائی پوشیدہ افواج کے مقدم التلیجند گویا اہل اللہ شہنشاہان اولیاء اللہ جنھیں رسولِ کریم علیہ التحیۃ التسلیم کے دست گرفتہ ہونے کا شرف حاصل ہے ان کے حقائق و معارف و دقایق و لطایف، اور ان کے عجیب تر قابلِ دید و گفت افعال، اعمال، احوال، نیز عادات و واقعات میں پرکھنے ہی سے ہمارے قلبِ مضطر و نفس غیر مطمئنہ کو طمانیت و ثبات حاصل رہے۔ پیدا شدہ شکوک و توہمات کا حقیقی ازالہ ہوسکتا ہے۔ آئیئے دیکھیں کہ تحتِ احکام کتاب و سنت نیراں پاکانِ الٰہی کے ہاں ہجرت کی تعریف و حقیقت کیا ہے۔ ہجرت کی عام تعریف تو ترکِ وطن کے ہیں۔ محققینِ اربابِ طریقت نیز مقربینِ بارگاہِ حضرت احدیت کا بالاتفاق ارشاد ہے کہ یہ مرتبہ ان ہی صادق طالبینِ اہلِ یقین و باصفا صاحبِ حرم و ہمت و استقلال مردانِ خدا کو اللہ عزوجل سے تفویض ہوتا ہے جو ترکِ دنیا کے بعد اپنی ہستی کو نیست و نابود کئے تعلقات موجودات سے بالکلیہ محترز، مجتنب و مجرد ہوکر شمعِ جمالِ شاہدِ یکتا کے شوقِ دیدار میں پروانہ وار جانثاری کی خاطر متاعِ کونین سے بھی سبکدوش دوست بردار ہوکر تجرید کے لئے نکل پڑھتے ہیں:-

(1) اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ "بے شک جب ایسے لوگوں کی جان فرشتے قبض کرتے ہیں جنھوں نے اپنے کو گنہا گار کر رکھا تھا تو وہ ان سے کہتے ہیں کہ ہم سرزمین میں "اِنَّمَا اَعۡمَالُکُمۡ وَاَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَہ" کے احکام کے

سننے کے بعد بھی اپنے اپنے زن و فرزند نیز مال و متاع اور املاک کی محبت میں لت پت، دنیا طلبی میں مصروف اور بنی آدم کا اصلی و ازلی بدخواہ نفسِ بدکیش و بد سرشت سے) محض مغلوب تھے، وہ کہتے ہیں کہ کیا خداتعالےٰ کی زمین وسیع نہ تھی تم کو ترکِ وطن کر کے امن میں چلا جانا چاہیئے تھا سو ان لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ (النساء ع 14)

(2) تحقیق کہ ہجرت اپنے سے پہلے گناہوں کو منہدم کر دیتی ہے، اور حج ڈھا دیتا ہے ان گناہوں کو جو اس سے قبل تھے۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول)

متذکرۂ صدر حدیث سے ظاہر ہے کہ عصیانِ پاشی نیز تلاش قربِ حضرتِ احدیت میں ہجرت اور حج دونوں برابر ہیں، آئے دن دیکھا جارہا ہے کہ ہم ہجرتِ ظاہری کی باطنی خوبیوں کو نظر انداز کئے عین مقط الراس ہجرتِ باطنی کے گن گانے میں مصروف ہیں اور تحت مشیتِ ایزادی ہجرتِ ظاہری کے موافق درپیش ہونے پر تبدیل آبادی کا لیبل لگائے جبراً، طوعاً، و کرہاً تبدیلِ مقام میں مصروف ہیں۔

(3) حصری علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہمارا اصول توحید میں پانچ چیزوں پر ہے، حدیث کا دور کرنا اور قدم کا ثابت کرنا اور وطنوں کا چھوڑ دینا اور بھائیوں سے جدا ہونا اور معلوم و نامعلوم کا بھول جانا۔ (کشف المحجوب)

(4) ہجرت سے متعلق حضرت مہدئ موعود علیہ السلام نے تلسی داس کا ایک دوہا دہرایا ہے جس کا ترجمہ یہ کہ "اے تلسی داس میدانِ جنگ میں جہاد کرنا صرف ایک گھڑی کا کام ہے لیکن ہر روز اٹھتے ہی نفس سے مقابلہ کرتے رہنا جہادِ بے شمشیر ہے۔ (انصاف نامہ) میراںؑ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب تک ظاہری گھروں سے ہجرت نہ کی جائے باطنی ہجرت حاصل نہیں ہوتی، ظاہری ہجرت کے بغیر باطنی ہجرت شاذ و باذ ہی نصیب ہوتی ہے۔

النادر کالمعدوم (انصاف نامہ)

حضرت مہدیؑ موعود علیہ السلام نے تارکِ ہجرت پر نفاق کا حکم فرمایا ہے (تنویر الہدایہ) نقل ہے کہ شہر خراسان کے قصبۂ فرح میں امامنا حضرت مہدیؑ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مہدی اور قومِ مہدی کے لئے کسی جگہ مقام نہیں، اور نہ مسکن و ماوا (حاشیہ شریف) حضرت مہدیؑ موعود علیہ السلام جونپوری نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ ہمارا گروہ بغیر مہاجرین کے دوسرا نہ ہوگا۔ (حاشیہ شریف) عالم علم "مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ" کا لاکھ لاکھ شکر، احسانِ عظیم و فضلِ بے پایاں کہ حضرت سید خوندمیر رضی اللہ عنہٗ صدیق مہدیؑ اپنی زندگی میں مختلف النوع مختصر البتہ مفید و سود مند رسایل بالخصوص عقیدۂ شریف جس پر دینِ محمدیؐ و مہدیؑ کی برقراری و استواری کی اساس قائم ہے اور جس کے مندرجہ مقدس روحانی و حقانی عقائد کی صحت پر جمیع صحابہ و مہاجرین کرام مہدی علیہ السلام کا اجماع و اتفاق ہے لکھ کر آنے والی نسلوں پر تاقیامِ شمس و قمر احسانِ عظیم فرمایا، ورنہ ان معدود و محدود چند انگلیوں پر گنے چنے باقیات الصالحات کے ماسوا اوروں پر نظر ڈالنے سے سمجھ میں نہیں آتا کہ فی زمانہ ہماری حالتِ زار کیا اور کیسی ہو رہتی۔ اور اس خصوص میں دل رہ رہ کے کہتا ہے کہ ہم عامی و جہلا ذکریوں کے سردار، سرگروہ اور پیشوا ہو رہتے۔

علمِ تصوف کی چھان بین، ڈھونڈ ڈھانڈ اور اس کی حقیقت و ماہیت کی سمجھ بوجھ پیدا کرنے کے خاطر عموماً نیز حضرت مہدیؑ موعود علیہ السلام کے تعلیمات کے ریسرچ کے ضمن میں خصوصاً مجھے سینکڑوں تالیفات و تصانیفِ اہل اللہ، داعیانِ الی اللہ، حکماء حاذقِ روحانی نیز ماخذ مہدویہ کے علاوہ بہر خوبی قسمت، "جوئندہ و بندہ" کے عین مصداق ملتِ مہدویہ کے خواص گویا حق بین و خدا نما پیرانِ کامل و دستگیرانِ کامل جنھیں حضرت سید محمد مہدیؑ موعود علیہ السلام جونپوری کے دست گرفتہ ہونے کا شرف حاصل ہے، ان مقدس ہاتھوں سے لکھے گئے ضخیم ماہ پارے الموسوم بہ بحرِ عرفان، بیاضِ

نورؒ رسلہ محمود وسیلہ ؏1 بیاضِ منورؒ، بحرِ ولایت، نیز مخزنِ ولایت جنھیں عرفِ طریقت میں گنجینہ، صحبتی و سندی یا سینہ بسینہ تعلیمات کہا جاسکتا ہے دیکھنے کا اتفاق رہا۔ ان متذکرۂ صرد قلمی شاہ پاروں کے منجملہ بندگی میاں سید عیسیٰؒ بن بندگی میاں نور محمدؒ خاتمِ کارؒ، آخر حاکمؒ بن بندگی میاں سید محمود سیدنجی خاتم المرشدین رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی قلم کی ترشح سے نکلا ہوا رسالہ مخزنِ ولایت ؏2 مجھے بے حد پسند آیا۔

حضرت بندگی میاں سید عیسیٰؒ :- نے ارقام فرمایا کہ " حضرت سید خوندمیرؓ نے شش اصولِ ولایت کے علاوہ دیگر اور چار (1) محبت (2) ہجرت (3) ترکِ علایق نیز (4) ترکِ وطن سے متعلق حکم فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت شاہ دلاور رضی اللہ عنہٗ نے مزید 3 فرائض (1) نوبت (2) سویت (3) اجماع داخل فرمایا ہے۔ چنانچہ بالآخریوں حکم صادر فرمایا گیا ہے کہ (طالب کو لوجوہ کل، بحیثیتِ مجموعی تحتِ احکامِ کتاب و سنت طلبِ دیدارِ خدا میں یہ رغبتِ تمام تیرہ فرائض کی ادئیگی لازم و ملزوم (مخزنِ ولایت)

آنکس است اہلِ بشارت کہ اشارت داند * نکتہاست بے محرم اسرار کجا است**

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا :- ارشاد فرماتی ہیں کہ میرے نیم خدا حضرت رسولِ کریم ﷺ کے زمانۂ حیات میں جوکی نانِ خشک بھی ہم نے کسی وقت پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ آنحضورؐ کے بعد یہ ہماری بے دینی ہے جو پیٹ بھر کر کھاتے ہیں (نقلیاتِ میاں سید عالمؒ)

؏1 وسیلہ مطبوعہ گویا بحرِ عرفان کے چیدہ و چنندہ اقتباسات کا ترجمہ

؏2 مخزنِ ولایت سے متعلقہ تفصیل آگے آئے گی۔

حضرت مہدیؑ :- نے فرمایاکہ بندہ ہزارہا طالبانِ خداکورکھ سکے گا اور ایک طالبِ دنیاکونہیں رکھ سکے گا (نقلیاتِ بندگی میاں سید عالمؒ) حق ! حق! حق! است ۔

حضرت سید قاسم مجتہد گروہؒ :- نے فرمایاکہ اگر کوئی حق کا طالب ہوتواس پر واضح اور روشن ہوکہ یہ پانچ صفات حضرت میراں علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے ظاہر ہوئی ہیں ، نیز اجماع امت کا اقرار بھی ان ہی پر ہوا ہے : (1) ترکِ دنیا (2) ترکِ علائق (3) خلوت نشینی (4) صحبتِ صادقین (5) ذکرِ کثیر کے بغیر بھلائی کی امید اور حکمِ ایمان نہیں ہوتا۔ پس معلوم بادکہ یہ جمیع ارکانِ بالا جو اصولِ دین ہیں طالبِ خدا کے لئے فرضِ عین ہیں ۔ (شفاء المومنین)

حضرت ضیا بخشی بدایونیؒ :- نے فرمایاکہ ایک وقت ایک دنیا دار نے کسی فقیر کے گھر سے پانی مانگا، اس فقیر نے بدمزہ اورگرم پانی دیا۔ دنیادار نے کہا یہ پانی توگرم اور بدمزہ ہے ۔ فقیر نے جواب دیا اے خواجہ! ہم (تارک الدنیا) قیدی ہیں ۔ قیدی کبھی اچھا پانی نہیں پیتے ۔ (اخبار الاخیار)

حضرت مہدی علیہ السلام :- سے کسی نے پوچھاکہ کسب کرناکیسا ہے، فرمایا مومن کے لئے کسب روا ہے، پھر آپؑ نے فرمایا جس شخص کوپیغمبروں کا مقام حاصل ہے اس کے لئے روا ہے اور وہی کسب کے حدود قائم رکھ سکے گا۔ پھراس نے پوچھاکہ حدود کیا ہیں فرمایا (1) پہلی حد یہ ہے کہ خدا پر بھروسہ رکھے ، کسب پر نظر نہ کرے (2) دوسری یہ کہ پانچوں وقت کی نمازیں باجماعت ادا کرے (3) تیسری یہ کہ ہمیشہ یادِ خدا (4) چوتھی یہ کہ حرص نہ کرے ، اتنی غذا جس سے زندگی برقرار رہے ، اور اتنا کپڑا جس سے سترِ عورت ہوسکے ، اس پر اکتفاکرے (5) پانچویں یہ کہ عشر کماحقہٗ اداکرے (6) چھٹی ہی کہ بندگانِ خداگویا صادقین کی صحبت میں رہاکرے۔ (7) ساتویں یہ کہ ہمیشہ اپنے

آپ پر ملامت کرتا رہے اور ان حدود کو قایم رکھے تو خدا تعالےٰ اس کو ترکِ دنیا روزی کرے اور اگر ان حدود کو توڑے تو اس کو ایمان نصیب ہونا محال ہے (نقلیات میاں سید عالمؒ)

حضرت شیخ نظام الدین بدایونیؒ :- نے فرمایا شیخ حسام الدین ملتانیؒ کو جب خلافت کا منصب عطا کیا گیا تو آپ نے مزید نصیحتوں کی خواہش کی، جس پر شیخ محبوبِ الٰہیؒ نے اپنی آستین سے ہاتھ باہر نکال کر انگشتِ شہادت سے مولانا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "ترکِ دنیا" "ترکِ دنیا" "ترکِ دنیا" اس کے بعد فرمایا مریدوں کے اضافہ کی ہرگز کوشش نہ کرنا (اخبار الاخیار)

حضرتہ روح رباح قیصیؒ :- آپ زمین سے کوئی تنکا اٹھا لیتیں اور کہتی تھیں ، حق کہتی ہوں واللہ ، دنیا میرے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (طبقات الکبریٰ)

محبوبِ الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ :- نے فرمایا کہ طاقیہ ایک قسم کی کلاہ کا نام ہے ، جس کے چار خانہ ہوتے ہیں اور جس کو کلاہ چار ترکی کہتے ہیں ۔ پہلا خانہ شریعت ، دوسرا خانہ طریقت ، تیسرا خانہ معرفت اورچوتھا خانہ حقیقت ، پس جس نے ان خانوں میں استقامت پائی ، اس کے سر پر طاقیہ رکھنا واجب ہے، خواجہ یہ بیان فرمارہے تھے کہ مولانا شمس الدین یحییٰؒ ، مولانا برہان الدین غریبؒ اور مولانا فخرالدین رازیؒ آئے اور بیٹھ رہے اور حضرت یوں صرفِ بیان ہوئے:- (1) کلاہ یک ترکی کہ امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سر پر رکھا، وہ طاقیہ ابدال و صدیق سر پر رکھتے ہیں لیکن مراد اس طاقیہ سے یہ ہے کہ سوائے خدا کے اور کوئی اندیشہ دل میں نہ ہو۔ اور تمام دنیاوی کاموں سے دور رہے ، تب اس کلاہ کو سر پر رکھنے کے قابل ہوتا ہے ۔ وگرنہ کذاب اور دروغ گو اور خائن ، اور اس کلاہ کا حق

ان کے باب میں ہے کہ جن کے باطن ارادتِ ازلی کی وجہ سے نورِ معرفت سے منور ہوتے ہیں، اور ان کا ظاہر و باطن حصولِ مقصود ہو۔کیونکہ جب صاحبِ طاقیہ طالبِ دنیا اور صاحبِ دنیا ہوا تو وہ حق تعالیٰ سے رہ گیا، اور کذاب ہوا نہ کہ صدیق۔

(2) کلاہ دوترکی کہ امیرالمومنین عمر خطابؓ نے سر پر رکھا، اس طاقیہ کو عباء اور طبقہ اوتاد اور بعض منصوری سر پر رکھے ہیں اور اس دوترکی سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ اس کو سر پر رکھیں، اول ترکِ دنیا کریں اور ذاکر بن جائیں اور سوائے مشغولِ حق کے کسی غیر سے مشغول نہ ہوں ۔ دوسرے یہ کہ ان کو کچھ وجہ حلال سے ملے تو اسے شام تک نگاہ نہ رکھیں، تمام خرچ کر دیں اور دنیا و خلقت کے گرد نہ ہوں اور ان سے دور رہیں، پس یہ کلاہ دوترکی ان کا حق ہے۔

(3) کلاہ سہ ترکی کہ امیرالمومنین عثمانؓ نے سر پر رکھا، وہ یہ ہے کہ اس کو زہاد اور اہلِ تحیر اور مشائخ طبقات اور بہت سے اہلِ خرد نے سر پر رکھا ہے، مقصود اس کا سہ ترکی سے یہ ہے کہ اول دنیا کی تمام لذتوں، شہوتوں اور نفسانی خواہشات کو ترک کر دیئے۔ دوسرے دل کو غل و غش ریا وغیرہ سے پاک کرے۔تیسرا اصحاب دنیا سے قطع تعلق کرے اور حق تعالےٰ سے انس پیدا کرے۔ پس جو ایسا ہو، یہ کلاہ اس کا حق ہے ورنہ طبقہ جنیدیہ کے پاس وہ کذاب ہے۔

(4) کلاہ چہار ترکی کہ جناب ولایت مآب امیرالمومنین حضرت علی مرتضیٰؓ نے سر پر رکھا، وہ یہ ہے کہ اس کو اصحابِ اہلِ صفہ اور سادات اور طائفۂ مشائخ کبار نے سر پر رکھا ہے اور مراد اس چہار ترکی سے دولت سعادت ہے اور جو کچھ اٹھارہ ہزار عالم میں ہے اس کلاہ چہار ترکی میں مرکب کر دیا گیا ہے لیکن چاہیئے کہ چہار چیزوں سے دور رہے تاکہ اس کلاہ چہار ترکی کا سر پر رکھنا درست ہو۔ اور اہلِ صفہ سے ہو جائے ورنہ قیامت کے دن اس کا حشر مقلدوں، مقربوں اور حریفوں میں نہ ہوگا اور خائن ٹھہرایا جائے گا۔ اب جاننا چاہیئے کہ ترکِ اول سے مراد ہے کہ ترک الدنیا و صحبت الاغنیاء

یعنی ترکِ اول وہ ہے کہ دنیا ترک کرے، اور دنیاداروں کی صحبت سے احتراز کرے اور ترکِ دوم وہ ہے کہ " ترک اللسان عن غیروا لتزامه بذکراللّٰہ " یعنے اللہ تعالےٰ کے ذکر کے سوائے کوئی بات نہ کرے ترکِ سوم سے مراد " ترک یبصرہ من غیرہ لکوامۃ " یعنے غیر پر نظر کرنے سے دور رہے اور غیر میں نہ دیکھے تاکہ نابینا نہ ہوجائے، جب خواجہ ذاکر اللہ بالخیر اس ذکر پر پہنچے تو چشم پرآب ہوئے اور اس قدر روئے کہ حاضرین پر بھی کافی وشافی اثر ہوا، اور یہ شعر زبانِ مبارک سے فرمایا اگر:-

" بغیر رخت دیدہ ام بکس بیند** کشم بہ خنجر انگشت چوں سزاش این است"

اور طہارت القلب من الدنیا، یعنی دل کو دنیا اور اپنے مال و متاع کی محبت سے پاک کرنا، پس جب آئینۂ دل سے محبتِ دنیا کے زنگ کو پاک کرے گا تو حق تعالےٰ سے موانست ہوجائے گی اور غیریت درمیان سے اٹھ جائے گی اور خداتعالےٰ سے یگانہ اور خلقت سے بیگانہ ہو جائے گا اور اس کا حق یہ ہے کہ کلاہ چہار ترکی کو سر پر رکھے، بعد ازاں خواجہ ذاکر اللہ بالخیر نے آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ کیا ہوکہ حجاب درمیان سے اٹھالیں اور سر ظاہر ہوجائیں اور غیریت دور ہو، اور یہ ندا دیں " یبصرولی یسمع، وبی ینطق " یعنی ساتھ میرے ہے اس کا دیکھنا اور ساتھ میرے ہے اس کا سننا، اور ساتھ میرے ہے اس کا بولنا۔ پس تارک الدنیا ان مقامات پر پہنچتا ہے تو مشاہدہ و مکاشفہ کی لذت پاتا ہے۔ پس یہ کلاہ سر پر رکھنا ایسے ہی لوگوں کا حق ہے " اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ " (افضل الفواید)

حضرت خواجہ جنیدؒ:- سے کسی نے پوچھا کہ خداتعالےٰ تک کس طرح پہونچ سکتا ہوں، حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ دنیا ترک کرنا اور خواہشِ نفس کا خلاف کرنا، یہ دو کام کرلو، خدا کو جلد پہونچے گا۔ (حاشیہ شریف)

حضرت مہدیؑ :- نے فرمایا مقرب بارگاہِ ایزدی کی روح پاک ہے اور نبیؑ مرسل پاک جسم ہے۔ کہتے ہیں کہ توکل ابتداء ہے اور ہر کام کو حق تعالیٰ کے حوالے کر رہنا انتہا ہے اور تسلیم و رضا کی منزل تو درمیانی ہے۔ قبۂ حقیقت گویا کونین سے خلوص دل کے ساتھ منھ پھیر لینے کا نام ہے اور اخلاص یہ ہے کہ بندہ کے تمام قول و فعل اللہ کے لئے ہوں، تو یہ اختیار کو چھوڑ دینا ہے، اور تقویٰ نفس کی نگرانی کرتے رہتا ہے، ورعِ شبہات نیز مقامِ راحت کو ترکِ کرینا اور نفس کا محاسبہ کرتے رہنا ہے۔

شریعت کا تقویٰ یہ ہے کہ اللہ نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے ان تمام چیزوں سے پرہیز کرنا، حلال و حرام کا علم حاصل ہو رہنے کے بعد کا یہ درجہ ہے، اور طریقت کا تقویٰ حلال کو پہونچنے سے پرہیز کرنا اور نفس کو لذتوں اور اس کے حظوظ سے روکنا اور دنیا کی جن چیزوں سے الفت ہے اور اچھی اچھی چیزیں جنھیں نفس چاہتا ہے ان سے قطع تعلق کرنا ہے، اور حقیقت کا باطن کی حفاظت کرنا ہے۔ برے خطروں کے آنے سے جو دنیا نفس اور مخلوق سے تعلق رکھتے ہیں ہمیشہ مراقبہ کے ساتھ (حاشیہ شریف)

ع1 رسالۂ مخزنِ ولایت بکمال صراحت 47 ابواب پر مشتمل ہے، رسالہ ہذا میں مبتدی، متوسط، اور منتہیٰ سب کے لئے تعلیم ہے، بندگی میاں سید عیسیٰؒ حضرت بندگی میاں سید عالم بنی اسرائیلؒ کی صحبتِ فیض درجات میں ان کی رحلت واقع 19/ رمضان المبارک 1040ھ تک یعنی مکمل دس سال رہ کر جو تعلیمات حاصل کئے ہیں یہ رسالہ اس کا نچوڑ ہے۔ حضرت بندگی میاں سید عیسیٰ مصنفِ رسالہ ہذا کی عظمت و شان کا کیا کہنے کہ خدا کے فضل و کرم سے آپ نے ایک ہی نہیں بلکہ دو افضل تبع تابعین سے فیض مہدیؑ حاصل کیا تھا یعنے حضرت مہدیؑ کے حقیقی پڑپوترے اور حقیقی پڑنواسے خواجہ اعظم بندگی میاں سید عالمؒ بن بندگی میاں شاہ یعقوب حسنِ ولایت شجرہ المرشدینؒ اور بندگی میاں حضرت نور محمد خاتمِ کارؒ ابن حضرت سید نجی خاتم المرشدینؒ سے یا یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ حضرت ثانی مہدیؓ اور حضرت بندگی میاںؓ کے حقیقی پوتروں کے جیسے خدا بیں و خدا نما حاکم الزماں ہستیوں نے فیضِ مہدیؑ سے آپ کو فیض یاب اور بہرور فرمایا تھا۔ آپ کی

مشخیت کی عظمت اور قطب وقت ہونے کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ آپ کے دستِ فیض رساں پر 7 ہزار آدمیوں نے مہدیؑ کی تصدیق سے مشرف ہوکر بیعت کی تھی جس میں ایک ہزار دوسو آدمی ہندومذہب کے بھی شامل ہیں، ان کے علاوہ ایک سو فقیر آپ کے والدِ ماجد حضرت حاکم الزماں کے بھی تھے۔جو آپ کے مسلک صحبت میں آچکے تھے، الغرض رسالہ ہذا اس مرشد الزماں خدا بین وخدا منا ہستی کی تصنیف وتحریر ہے جس کو بفضلِ حق، خوش بختی، نیز ہر خوبی قسمت، مجھے بالاستعب مطالعہ کرنے کا موقع حاصل رہا۔ حق تو یہ ہے کہ اس کو تحریر وتصنیف کہنا سراسر غلط ہے حقیقت یوں ہے کہ یہ رسالہ نہیں البتہ آپ کا عمل ہی ہے کیونکہ فرمانِ مہدیؑ ہے کہ "تصدیق بندہ عمل است" یہ سچ ہے کہ عمل تحیر میں نہیں آتا مگر آپ کا آپ کے اہلِ خاندان اصحاب، ارشاد پر عموماً اور قوم کے طالبانِ صادق پر خصوصاً بڑا احسانِ عظیم ہے کہ حضرتؒ نے عمل کو تحری میں لاکر چھوڑ دیا کہ اب جس کا جی چاہے عمل کرے اور فیض یاب ہوجائے۔ یہ ملحوظ رہے کہ شریعتِ محمدیؐ کی پابندی از جز تا کل ضروری ہے، جس قدر کامل پابندی وکامل پیروی کی جائے اِسی قدر کمال حاصل ہوگا۔ اس خصوص میں حضرت مولفؒ کا احسانِ عظیم ہے کہ انھوں نے حقیت کو شریعت میں بیان فرمایا ہے کیوں نہ ہو، یہ ان کا حصہ تھا اور اگر یہ بیان نہ کرتے تو اور کون کرتا۔ حضرت مہدیؑ نے فرمایا" شریعت بعد از فنائے بشریت است" ظاہر ہے کہ دودھ کے گھڑے میں منڈی ڈال کر صرف زبان سے "مسکہ" "مسکہ" "مسکہ" عمر بھر بھی پکارا جائے تو مسکہ برآمد نہیں ہوتا۔ اس طرح شریعتِ محمدیؐ کی پابندی کے ساتھ قیود وشروط صحبتی وسندی تعلیمات" ہوش دردم، نظر برقدم، سفر از وطن اور خلوت درانجمن کی مداومت سے اس کو ہر لحظہ، ہر آن و ہر گھڑی، بہ ہر زمین، بہ ہر زباں، بہ ہر بلد و بہر مکان حاضر و ناظر جان کر محویت واستغراق پیدا نہ کیا جائے۔ تجلیات، یا مکاشفہ یا مراقبہ پیدا ہونا یا عرفِ عام میں کمال پیدا ہونا محال ہے، اس رسالہ میں وہ تعلیمات بھی درج ہیں جو حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؒ اور حضرت شاہ نصرت مخصوص الزماںؒ کو دی گئی ہیں، اس رسالہ میں وہ حکم بھی درج ہے جو حضرت بندگی میاںؓ نے میدانِ جنگ میں راہِ خدا میں کام آنے کے لئے بطوع وطبع وجان ودل کوچ فرماتے وقت علٰحدہ بطورِ خاص اپنے فرزند دلبند حضرت سید نجیؒ کو دی تھی اور تعلیم " در سینہ" بھی درج ہے، جو حضرت خاتم کارؒ گجرات جاکر حضرت صدیق ولایتؓ کے روضہ مبارک میں دفن ہونے کے ارادہ سے دھاراسیون چھوڑ کر نکلتے وقت اپنے فرزند بندگی میاں سید عیسٰیؒ مولفِ رسالہ ہذا کو دی تھی، اس بحرِ بیکراں طریقت وحقیقت میں سیرِ نبوت وسیرِ ولایت کی تعلیم بھی درج ہے۔ جو حضرت میراںؑ نے سیدینؓ کو چھ ماہ شب و روز دی تھی، اس ناپید کنار بحر روحانی وحقانی میں سیدینؓ اور دیگر تینوں صحابہ رضوان اللہ علیہم کے مراقبات بھی درج ہیں، اس کے علاوہ فیض مقید مشتِ خاک عام خاص وخاص الخاص نیز دیگر ہزارہا نایاب

وناشنیدہ بیش بہا تعلیمات واحکامت بھی موجود ہیں ۔ غرض جو بات کسی صحبتی وسندی پیرِ عامل ودستگیرِ کامل کی صحبت میں رہ کر مدتِ مدید نقش پرداز کئے برسوں عمل کرنا پڑتا تھا اور ہے ، وہ اس رسالہ میں بیک وقت بغیر کسی رہبرِ کامل کے معلوم ہو سکتی ہے اور صرف عمل، عمل اور عمل ہی کی ضرورت رہ جاتی ہے صرف پڑھ لینے سے یا اس کے مندرجہ تعلیمات کے علم سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔

بشو اوراق اگرہم درس مائی * کہ علمِ عشق در دفتر نہ باشد**

البتہ عمل سے سب کچھ ہوگا اس سے اور کیا بڑھ کر ہوکہ خدا کا دیدار سرفراز ہوگا ، بہرکیف مجھ کو ہر خوبی قسمت بہترے قلمی رسائل کے دیکھنے کا اتفاق رہا لیکن متذکرۂ صدر مخزنِ ولایت جو بہر نوع و بہر طریق اکمل وافضل ترین تالیف ہے اور اس قسم کا کوئی اور رسالہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ المختصر اس میں سب کچھ ہے اور کسی چیز کی کمی سے متعلق مزید شکوک بے ایمانی کی بین دلیل ہے ۔ بالآخر ناظرین وشایقین سے التجا ایں کہ اس رسالہ کو جو بھی ملاحظہ فرمائیں عمل کی نیت سے ملاحظہ فرمائیں اور عمل سے دین ودنیا کا فائدہ حاصل کریں تو اس عاصی پر معاصی وغلامِ غلامانِ فقراء ونیز اس کے مرحوم محسن کے حق میں دعائے خیر فرمائیں (ماخوذ از دیباچہ)

حضرت خواجہ نظام الدین زری زر بخش بدایونیؒ :- نے فرمایا میں نے خواجہ شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس سرہٗ العزیز سے سنا ہے کہ زہد ترکِ دنیا میں ہے اور تو اگر ایثار نہیں کر سکتا تو اس کو خوار رکھ ، کیونکہ راحت اس کی محبت و اخلاص میں ہے اور نفسانی آرزوں کے ترک کرنے میں خواجہ ذاکر اللہ بالخیر یہ فوائد بیان فرمارہے تھے کہ چشمِ پر آب ہوئے اور فرمایا جب تم دیکھو کہ اہلِ محبت نے کوشش کی اور دنیا میں دل نہ لگایا تو مانو کہ وہ مرید طریق ہے ۔
(افضل الفواید) ۔

حضرت پیراں پیر دستگیرؒ:- نے ارشاد فرمایا زبردستی پیر بننے والے اور خواہ مخواہ کے مرشد، ہادیانِ کامل سے جو اپنے احوال میں مخلص ہیں مزاحمت کرنے والے ! جب تک تو دنیا، نفس اور حرص کا طالب ہے بچہ ہے ۔

عمر کے بوڑھے ، عادت کے بچے: اپنی عادت کے بچپن کے ساتھ دنیا کی حرص کے پیچھے کب تک دوڑے گا، تو نے حرص دنیا ہی کو اپنی فکر بنا رکھا ہے ، کیا تو نہیں جانتا کہ تیری فکر وہی ہے جو تجھے فکر مند کرے ۔

(ملفوظاتِ غوث اعظم)

سیدنا حضرت غوث اعظمؒ :- نے فرمایا جو شخص خلقت کے ہاتھ سے دنیا چھپٹنے کی حرص کرتا ہے اور فضول تنکے پر دین کو فروخت کرکے باقی کے عوض فانی کو مول لیتا ہے ، یقیناً! ایسے شخص کے ہاتھ نہ دنیا ہی لگتی ہے اور نہ آخرت ۔ تم پر افسوس تم دنیا کے عوض آخرت کو کیسے خراب کرتے ہو، اپنے نفس کی خواہش اور شیطان اور مخلوق کی اطاعت کرکے اپنے خالق و مالک کی تابعداری کیسے فاسد کرتے ہو، غیر کے پاس شکایت کرکے اپنے تقویٰ کو کیوں ضائع کرتے ہو، کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کا حافظ و ناصر ہے ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں " جب بندہ اپنے دروازوں کو بند کرکے اس کی چکمیں چھوڑتا ہے اور خلقت میں اللہ تعالیٰ کے گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ " اے فرزندِ آدم! دیکھنے والوں میں سے تم نے مجھ کو بہت کمزور سمجھا" ۔

(ملفوظات غوث اعظمؒ)

حضرت شیخ محی الدین محبوب سبحانیؒ :- نے فرمایا دنیا کے طالب، دنیا کے پیارے میرے پاس آ، تاکہ میں تجھ پر اس کے عیب ظاہر کردوں، اور اللہ کا راستہ بتلاؤں اور ان لوگوں سے ملاؤں جو صرف ذاتِ الٰہی کو چاہتے ہیں ۔

(ملفوظات غوث اعظمؒ)

ابو نصر بشر بن الحارث حافیؒ :- فرماتے ہیں کہ علماء میں تین صفتیں پائی جاتی ہیں ۔ (1) راست گفتاری

(2) حلال خوری (3) اور دنیا کے بارے میں سخت پرہیزگاری، اور آج ان میں سے ایک صفت بھی کسی میں نہیں پاتا۔ پھر کیوں میں ان کی پرواہ کروں، اور کیوں کر انھیں دیکھے بشاش رہوں اور کیوں کر یہ عالم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ۔ یہ تو دنیا کے بارے میں ایک دوسرے پر رشک و حسد کرتے ہیں اور حاکموں نیز مریدین کے نزدیک اپنے قرآن کو برا ثابت کرتے ہیں، اور ان کی غیبت کرتے ہیں ، اور یہ سب باتیں اس اندیشے کی وجہ سے کرتے ہیں کہ کہیں حکام (دنیادار) اپنے حرام وناجائز مال کے ساتھ ان کے سوا دوسروں کی طرف نہ جھکیں ۔

اے بگڑے ہوئے عالمو! تم نبیوں کے وارث ہو، اور تم ہی کو انھوں نے علم کا وارث بنایا ہے مگر تم نے اسے حاصل کرکے کجی اختیار کی اور اس پر عمل نہ کیا اور تم نے اپنے علم کو اپنی روزی حاصل کرنے کا ذریعہ بنا لیا۔ کیا تم اس سے بھی نہیں ڈرتے کہ دوزخ کی آگ سب سے پہلے جس چیز سے سلگائی جائے گی وہ تم ہی ہوں گے ۔ (الطبقات لکبریٰ)

میں کہتا ہوں **صحبت نیکاں زجہاں دور گشت *** خانۂ غسل خانۂ زنبور گشت**

ازالۂ خدشات ، شکوک وتوہمات وتوہمات لاحق شدنی بہ قازمین مقالہ ہذا

قارئینِ مقالہ ہذا کو یہ امرروزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ مضمونِ زیرِ بحث مقالہ ہذا گویا "ترکِ دنیا" کی حقیقت ، ماہیت و اصلیت سے واقف ہوئے اس کی کنہ کو پہنچے پہنچائے ، ایک نتیجہ صحیح وآخری پر آرہنے کی خاطر ہم اپنی ذاتی رائے ، نیز کئیں قسم کے توضیحات ، تشریحات ، تصریحات وتاویلات سے یکسر محترز و مجتنب رہے، صرف احکامِ کتاب وسنت نیز ایسے کبیرالشان اولیاء، داعیانِ الی اللہ ، حکماء حاذقِ روحانی ، رہبرانِ راہِ وادیٔ سلوک و دید حق ونیز سرداران وپیشوایان ،

عارفین متقدمین کے، آیاتِ قرآن آسا فرامین ، ارشادات وفرمودات وبلند پایہ مضامینِ سلوک وسلوک، نیز قطعی فیصلے پیش کررہے ، جن کا طبقہ انصار ومہاجرین میں شمار ہوتا ہے اور جنھیں محمد رسولِ خدا محمد مصطفیٰؐ احمد مجتبیٰ سید المرسلین خاتم النبیین والتحیۃ التسلیم کے دست گرفتہ ہونے کا شرف نیز آپ کے نفحات روحانیہ کے اثرات سے بہرہ مند ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے، علاوہ ازیں بعض صوفیائے عظیم المرتبت وجلیل اقدر اولیاء با عظمت وکبیر الشان ہستیوں کے قولِ فیصل درج کردیئے جو صاحبِ سلسلہ ، سید الطایفہ واہلِ رفعت ، امام طریقت کے الفاظ ومعزز القاب سے مشہور و معروف ہیں اور بعض ایسے عفیف النفس ہستیوں کے عملی تجربے بھی مذکور ومرقوم ہیں جو صاحبِ کرامات ظاہرہ اور مقاماتِ فاخرہ ہیں اور جن کے تبحر وتقدس کا اقرار جملہ حق شناس محققین اور خدا رسیدہ عارفین کے علاوہ والیانِ سلطنت، امرائے عظام ، وزراء بشمول ہمعصر نیز بعد کے سوانح نگار، مبصرین نیز محقق مورخین تسلیم کرتے مہدی برحق مان لیا ہے ۔اور آج تک جمیع اہلِ طریقت وایمۂ شریعت نے بھی انھیں اولیاء کا سردار، عابدوں کا امام ،اور زاہدوں کا پیشوا قرار دیا ہے ۔

خیال رہے کہ ہم یہاں تک آرہنے کے بعد بخیال پیش از پیش بینی چند امور تشنہ گویا قارئینِ کرام کے دل ودماغ میں آرہنے والے شکوک وتوہمات کا ضرور بضرور ازالۂ قطعی کئے نہایت سکون اطمینان نیز تشفی بخش فضا میں مندرجاتِ مقالہ کو پایۂ تکمیل کو پہنچائے بغیر کسی ذاتی رائے نتیجۂ آخری آپ پر چھوڑ رہیں گے ۔

واضح باد کہ مندرجات مقالہ گویا احکامِ کتاب وسنت کے علاوہ گوناگوں محبوبین کے آیاتِ قرآن آسا فرامین وہدایات ،رموز واشارات وبلند پایہ مضامین سلوک ومسلوک جو درج ہیں ان کے وسطی مطالعہ کے دوران مضمونِ ہذا سے متعلق اجنبیت ، خام محدود علم و ادراک کی بنا بقتضاء بشریت خیالات میں کچھ انتشار ہو تو کچھ عجیب نہیں ،کیوں کہ یہ ایک

دوسرے کے سیاق و سباق عبارت کے لحاظ سے مفہوم ملفوظات میں بظاہر کمی وبیشی پائی جائے گی اور اس کمی و بیشی کے وجوہاتِ حقیقی و رازہائے پنہاں کو جان رہنے پر ہی ہمیں دنیا سے سروکار رکھنے کا صحیح معیار اور ترکِ دنیا کا حقیقی مفہوم ذہن نشین ہوگا۔

وہ یوں کہ مسلمہ ہے کہ اولیاء عظام ذوالفضل والاحترام کا اصول مذہبی و مقصود مشربی تحت کتاب و سنت واحد ہوگا۔ اس لئے کہ ان کے خیالات معنوی اعتبار سے ہمیشہ متحد ہوتے ہیں، اور ان کے اقوال وافعال میں بجز اتفاق کے اختلاف وکمی وبیشی کی گنجائش ہی نہیں ہوتی اور ان کے مقولات کا مفہوم اور ہدایات کا منشاء ماحصل ایک ہوتا ہے، چنانچہ اس خصوص میں مولانا رومؒ کا ارشاد بھی یوں کہ :-

متحد جاننند مردانِ خدا * جانِ گرگان و سگاں یاشد جدا**

ان بلندپایہ مضامین یا شہ پاروں کی تلاوت کے دوران " **ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است** " کے مصداق، کچھ کسی قدر کمی وبیشی مفہوم جو بادی النظر میں ہمیں دکھلائی دے گی وہ درحقیقت ان کے درجات ومقامات اور سائلین کی خواہش ومراد نیز حیثیت واستعداد کے اعتبار پر مبنی ہوگی۔ چنانچہ اس طرح پیدا شدہ خدشے کے ازالے کے لئے محققین واکابرِ صوفیائے کرام کے قولِ فیصل کو جاننا ضروری ولابدی ہے، فرماتے ہیں کہ اولیاء عظام باعتبار مدارج ومراتب کے مذاق جداگانہ اور صورت سلوکِ مختلفہ کے بھی حامل ہوتے ہیں اور وہ یوں کہ :-

بعض عارف، بعض کاشف، بعض عاشق، بعض اہلِ محبت، بعض ذاکر، بعض مضطر، بعض گویا، بعض خاموش، بعض ذی ہوش، بعض مستغرق، بعض مغلوب الحال، بعض وارفتہ خیال، بعض صائم، بعض قائم، بعض تائم وواصل، بعض واصل بیدار، بعض واقف فراموش، بعض مدہوش وسرشار، بعض گریاں، بعض خنداں، بعض افسردہ، بعض حیرت

زدہ، بعض اہلِ تمکین ، بعض صاحبِ تلون ، بعض بلحاظ شانِ محبوبیت ملقب بہ محبوبین ہیں ، بعض اہلِ توحید، بعض صاحبِ تفرید و تجرید، بعض موصوف بہ ہمہ صفات ، بعض صفات معرا مجوذات بعض نظامِ خلق کے لئے مامور، بعض صحبتِ خلق سے محترز و ، دور ، بعض رفاہِ خلق کو مستحسن جانتے ہیں تو دوسرے دعا و بدعا کو آدابِ رضائے حق کے خلاف جانتے ہیں، چند پابند مذہب تو چند رند مشرب ، کچھ تو عنایاتِ وہبی کے منتظر رہتے ہیں تو کچھ ریاضات و مجاہدات کو لازمی کہتے ہیں۔

چنانچہ میرے دانا، عاقل ، ذکی و خرد مند، بھائیو اور بہنوں ، نیز دوستو اور عزیزو، دھیان دئے سنیئے کہ ان اولیاء اللہ کے اقوال وارشادات میں زیر و بم ، کمی وبیشی ، نیز اتار وچڑھاؤ کی خصوصیت و وجہ خاص کا باعث ایں کہ مختلف النوع سائلین جو بغرضِ استفادہ واستفاضہ احکام **"کونوا مع الصادقین"** کی عین تتبع میں شرفِ خدمت سے مستفید و مستفیض ہوتے تھے، وہ بھی تو نہ خواہش میں یکساں ، نہ تو حیثیت مراد میں ہم عناں پس جس طرح ان کی حالت جداگانہ دیکھی گئی ہوگی ، اِسی طرح ان کی تعلیم وہدایت بھی مختلف الفاظ میں ان کے درجات و مقامات نیز سمجھ بوجھ کے اعتبار سے کی گئی ہوگی اور مشہور مقولہ **" تُکلِّمُوالنَّاس عَلٰی قدرِمقولهم"** کے امتثال جو مبتدی تھے انھیں تحتِ کتاب و سنت ترکِ دنیا کے ابتدائی شرائط بتلائے اور جو منتہیٰ تھے ان کے لئے انتہائی قیود کے ساتھ دنیا کا ترک کرنا تجویز فرمایا۔
اس مختصر سی توجیہہ کے بعد ہی یہی کمی وبیشی الفاظ شکوک وتوہمات پیدا کرنے کے بجائے حضراتِ عارفین کے مراتب علیاکی دلیل پر ان کے تبحرِ علمی کی حجت اور ان کی تعلیم کا بہترین طریقہ اور ان کے ہدایات کا کامل واکمل نظم اور ان کی افراطِ یافت کا مستقل ثبوت معلوم ہونے لگا اور اس سے ان کے معلومات کا اظہار بھی ہوتا ہے کہ ان میں ہر طالب کے ہادی ہونے کی خداداد قوت تھی۔

مسئلہ زیرِ بحث کو مزید واضح تر کئے کافی و شافی طریقہ پر ذہن نشین کر رہنے کے لئے یوں تصور کیجئے کہ متعدد مختلف الخیال سالک احکامِ متعلقہ ترکِ دنیا مندرجہ کنزالعمال کی خوب سی تلاوت کئے حصہ بقدر حبۃ سمجھے سمجھائے، ان پر کاربند و عمل پیرا ہونے کی خاطر اپنے اپنے مرشدینِ کامل سے مزید تعریف و توضیح و تشریح چاہی، احکامِ مندرجہ کنزالعمال جن کو سالکین نے بذاتِ خود پڑھا وہ یہ ہیں:-

(1) تم دنیا سے بچتے رہو، (2) تم دنیا سے پرہیز کرو (3) تم دنیا و مافیھا سے جدائی اختیار کرو (4) تم دنیا کو اہلِ دنیا کے لئے چھوڑ دو۔ (5) ترکِ دنیا ایلوے سے زیادہ تلخ اور راہِ خدا میں تلوار مارنے سے بھی زیادہ شدید ہے۔ (6) جو کوئی بھی ترکِ دنیا کرے، خدائے قدوس اس کو ایسا ثواب دے گا جیسا کہ شہدا کو دیتا ہے۔"

جس پر ان کے حکماء حاذقِ روحانی و مرشدینِ کامل، داعیانِ الی اللہ نے اپنے اپنے متعلقہ سالکین سائلین، و مریدین کے استفسار و استمزاج پر ان کے استعداد، حیثیت، معلومات و ظرف کے اعتبار سے حسبِ مندرجہ ذیل موزوں و مناسب زبان میں ہدایات کیں تا وہ زیورِ عمل سے آراستہ و پیراستہ ہوئے۔ **"بمقصدی رسد جویائے کام آہستہ آہستہ** ** **زدریا می کشد صیاد دام آہستہ آہستہ"** کے عین مصداق منزلِ مقصود پہنچے واصل بحق ہو رہیں۔

(1) ترکِ دنیا کی تعریف میں رئیس الشیوخ ابوبکر کتانیؒ کا فرمودہ ہے کہ " بظاہر دنیا کے ساتھ اور باطن میں آخرت کے ساتھ رہو۔"

جس کا خلاصہ مفہوم " دل بیار و دست بکار" کہا جائے تو کچھ بیجا نہ ہوگا اور

(2) عارف بن علیان علیہ الرحمتہ نے فرمایاکہ " دنیا سے پرہیزکرنا رغبتِ آخرت کی کنجی ہے" (طبقات الکبریٰ) اور

(3) ابو سلمان دارائی نے فرمایاکہ " دنیا تمام برائیوں کی جڑ ہے (نفحات الانس) اور

(4) زاہدوں کے صدر داوٗد طائی علیہ الرحمتہ نے اپنے مریدین سے فرمایا" اور صاحبِ تذکرۃ الاولیاء نے یوں لکھ ہے کہ حضرت ابو ربیع واسطیؒ نے کہا کہ مجھ کو نصیحت فرمایئے جس پر آپ نے فرمایا" دنیا سے روزہ رکھو، اور آخرت سے افطار کرو، اور

(5) حضرت ابو داوٗد بن نصر طائی علیہ الرحمتہ نے فرمایا" اگر سلامتی چاہتا ہے تو دنیا کو وداع کر، اور کرامت چاہتا ہے تو آخرت پر تکبیر کہہ ، گویا خیرباد کہہ یعنی دونوں کو ترک کر، تا بقربِ حق رسائی ہو، (نفحات الانس) اور

(6) حضرت سید محمد جونپوری المعروف بہ میراں مہدیؑ جب شہر نہروالا میں مقیم تھے ایک عالم جس کا نام رکن الدین تھا، حضرت کی ملاقات کے لئے آیا، اور ترکِ دنیا سے متعلق استفسار و استمزاج پر حضرت نے بدورانِ ہدایات آیتہ " مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا " کا بیان فرماتے لفظ " من" کو بوجہ عموم رکھا، لیکن اس عالم نے کہا "من" کو مفسروں نے کافر سے مختص کیا ہے، حضرت میراںؑ نے فرمایاکہ خداتعالےٰ نے " من کان" فرمایا ہے ، یعنے کہ کوئی ہو، خواہ کلمہ گو ہو یا غیر کلمہ گو لہذٰا جس کسی میں یہ صفت ہو وہ کافر ہے۔ (انصاف نامہ)

(7) حضرت میراں مہدیؑ نے حیات الدنیا کو کفر فرمایا ہے اور وجودِ حیات الدنیا کی توضیح ہستی و خودی سے فرمائی ہے کہ بفحوائے ایں حیات الدنیا کے معنی ترکِ ہستی و خودی ہی ہوئے ، نیز متاعِ حیات الدنیا کی توضیح اموال و اولاد

سے فرمائی، ارشاد فرمایاکہ جواس کا مرید ہو وہ کافر ہے (حاشیہ شریف) اور

(8) مقراضِ بدعت حضرت شاہ نعمتؒ خلیفہ میراں علیہ السلام نے ارشاد فرمایاکہ جس نے راہِ خدا اختیار کی اور من بعد طلبِ دنیاکیا (یا اس کا شائبہ بھی دل و دماغ میں پیداکرہا) تو وہ مرتد ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس بدبخت نا عاقبت اندیشانہ فعلِ قبیح کو ترک کرے، اور آئندہ حرام جانے، توبہ کرے تو خدا اس کو بخشے گا۔ (حاشیہ شریف) نیز

(9) حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا " ورائے ترکِ دنیا ایمان نیست" نیز فرمودند " ایمان ذاتِ خدا است" یعنے سوائے ترکِ دنیا حصولِ ایمان ممکن ہی نہیں ۔ مزید ارشاد یوں ہے کہ ایمان سے مراد ذاتِ باری تعالےٰ ہے، مختصر ایں کہ طالب کا بغیر از ترکِ دنیا واصل بحق ہو رہنا ممکنات سے نہیں (انصاف نامہ)

(10) حضرت غوث اعظم گیلانیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ " تم پر افسوس اپنی حالت مجھ سے چھپاتے ہو، حالانکہ وہ چھپتی نہیں، مجھ پر ظاہر کرتے ہو کہ طالبِ آخرت ہو، حالانکہ تم طالبِ دنیا ہو، تمہارے دل کی حرص تمہاری پیشانی پر لکھی ہے، تمہارا باطن تمہارے ظاہر سے واضح ہے ۔ سمجھ لو کہ تمہارے ہاتھ کا دینار کھوٹا ہے، اس میں ایک رتی سونا اور باقی کھوٹ ہے، اس کا کھوٹ مجھ سے مت چھپاؤ۔ میں نے ایسے بہت سے دیکھے ہیں، یہ کھوٹا دینار مجھے سونپ دو، اس پر مجھے پورا اختیار دو کہ میں بھٹی چڑھا کر سونا الگ کردوں، اور کھوٹ کو پھینک دوں (ملفوظاتِ غوث اعظم) نیز

(11) شارح فصوص الحکم:- ارقام فرماتے ہیں کہ " سبحان اللہ دل صافی ایک ایسا آئینہ ہے کہ شاہدِ حقیقی کو اس میں دیکھتے ہیں اور اپنی رویت اس میں گم ہوجاتی ہے، اور خود " مشہودِ" شاہد ہو جاتا ہے یہ ایک دولتِ عظمیٰ و نعمتِ کبریٰ بدوں فضلِ خدا اور ترکِ دنیا کے حصول اس کا ناممکن ہے۔ (فصوص الحکم) اور

(12) حضرت نظام الدین اولیاء بدایونیؒ نے فرمایا کہ " ایک دن لوگوں نے خواجہ ابراہیم ادھمؒ سے دریافت کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ کو اسمِ اعظم یاد ہے، فرمائیے وہ کونسا ہے ؟ حضرت نے جواب دیا کہ معدے کو لقمۂ حرام سے پاک رکھو، اور دل کو دنیا کی محبت سے خالی کر لو، تو پھر جو اسم پڑھوگے وہی اسمِ اعظم ہے۔ (فضل الفواید) اور

(13) حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ " رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ " حق تعالیٰ جل شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ابنِ آدم تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا تو تیرے سینہ کو غنا سے بھر دوں، اور تیری محتاجی کو بند کر دوں گا اور اگر تو ایسا نہ کرے تو تیرے دونوں ہاتھوں کو مشاغل وتعلقات سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو بند نہ کروں گا۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے)

صاحب التکشف عن مہات التصوف اشرف علی صاحب نے اپنی تصنیف زیرِ بحث میں اس حدیثِ شریف کی یوں وضاحت فرمائی ہے کہ محققینِ اربابِ طریقت (ورہبرانِ راہِ وادیِ سلوک و دیدِ حق نے تحتِ احکامِ کتاب و سنت) اشغالِ دنیاوی کو بالکل متروک رکھا ہے جو علماء ظاہر انھیں بے دست وپا اور ثقیل علی الناس کہتے رہتے ہیں لیکن اس حدیث سے اس کی محمودیت ظاہر و عیاں ہے۔ (التکشف) اور

(14) حضرت میراں سید محمودؓ (فرزندِ اکبر و خلیفۂ اول میراں مہدیؑ) نے دائرہ معلا میں منادی فرمادی تھی کہ جو کوئی (مبتدی تحت حالاتِ ناگزیر، بحصولِ اجازتِ مرشد، سودا سلف از قسم چراغ کا تیل وغیرہ کی خریدی کے لئے) بازار جاتا ہو (اس کو چاہیئے کہ) سودا (باتباعِ حکمِ آقا مہدیؑ) پہاٹا پہریں ٹوٹا کھائیں، راول دیول کبھو نہ جائیں ہم رے گھر آئی یا ہی ریت، پانی لوریں اور مسیت " کے حقیقی تفقہ فی الدین میں) نزدیک سے لیا کرے، اگر ایک دو چیتل بچانے کی خاطر دور جائے تو وہ طالبِ دنیا ہے۔ (تذکرۃ الصالحین)

میں کہتا ہوں کہ متذکرۃ صدر کوزہ میں سمویا، قابلِ دید و گفت و شنید معنی خیز گویا بحرِ بیکراں تصوف آسا ارشادِ عالیہ کا مطلب یوں کہ جس فقیر نے بقال سے تیل لیا اور صرف بتی کی خاطر ایک دھاگا بھی شئے مذکور کی ادا شدہ قیمت سے زائد یا علاوہ لیا تو اس کا ترکِ دنیا کا اقرار باطل نیز وہ اللہ تعالےٰ کے پاس ماخوذ و مقہور و مردود ٹھہرا، اور نتیجۃً اس کا دین اس دھاگے سے بھی باریک و کمزور ہے یا یوں سمجھئے کہ جس نے کوئلہ بیچنے والے سے کوئلہ خریدا، نیز خریدی کے بعد دینی لاشعوری کے عالم میں اس سے کہا کہ ایک کوئلہ اور ڈال دے تو جانو کہ اس (فقیر) کا دل اس کوئلہ سے بھی زیادہ سیاہ ہے اور وہ فی الفور کبیر داس کے مصرعہ کے ترجمہ و ترجمانی کی تعریف میں داخل ہو رہتا ہے۔

(15) حضرت ابو دردأؓ:- سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ " میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ جامع مسجد دمشق کی سیڑھیوں پر (کہ وہ جگہ زیادہ اجتماع کی ہے) میری تجارت ہو جس میں مجھ کو پچاس ہزار دینار روزانہ مل جائیں (اور ان کو روزانہ) اللہ تعالےٰ کی راہ میں خیرات بھی کردوں، اور جماعت کی کوئی نماز بھی فوت نہ ہو (یعنی ایسی حالت میں بھی) پسند نہیں کرتا اور اس کی یہ وجہ نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کرتا ہوں لیکن یہ امر مجھ کو ناگوار ہے کہ اس جماعت میں داخل نہ ہوں، جن کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ " وہ ایسے لوگ ہیں جن کو تجارت اور بیع ذکر اللہ سے غافل نہیں کرتا (روایت کیا اس کو رزین نے)

صاحبِ التکشف عن مہات التصوف جناب اشرف علی صاحب اس حدیثِ شریف کی توضیح یوں کرتے ہیں کہ اکثر اصحابِ طریقت نے تکثیرِ تعلقات کی پسند نہیں فرمایا، گو وہ تعلقات مباح ہی کیوں نہ ہوں اور اسی لئے متوکلانہ اور آزادانہ زندگی بسر کی تا قلب کو اتنا تعلق بھی نہ رہے۔ کامل، ظاہر اول اس درجہ تقلیل تعلقات مباحہ کو رہبانیہ کہتے ہیں، اس حدیث میں حضرت ابو دردأؓ کا صاف یہی مذاق معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے باوجود تصدیق کے بھی کثرتِ

مال و تجارت کو پسند نہیں فرمایا۔ صحابی پر رہبانیۃ اور ترکِ عبادت کا کب احتمال ہو سکتا ہے، راز اس میں یہی ہے کہ ان تعلقات سے غلبہ دوام حضور میں خلل آجاتا ہے جیسا کہ ابو درداؓ نے مابی اس کا بالکل رہبانیۃ نہ ہونا اور لکنی میں یہ راز بتلا دیا کہ آیت کو ایک وجہ خاص پر محمول فرمایا۔ چنانچہ اس معنی میں کہا گیا ہے۔

بھرچہ از دوست دامانی چہ کفرآں حرف وچہ ایماں * بھرچہ از یار دور افتی چہ زشت نقش وچہ زیبا**

اور قرآنِ مجید کی اس آیت " **لَا تُلۡهِيهِمۡ ۔۔۔ الخ** " بنا بر تفسیر مشہور کے صوفیہ کے قول خلوت در انجمن کا بھی اثبات ہوتا ہے۔ (التکشف)

الغرض احکامِ کتاب و سنت متعلقہ واجبیت و فرضیت ترکِ دنیا کے مطالعہ کے بعد ہماری بیان کردہ توجیہ کو ملفوظات، ہدایات، فرمودات نیز ترغیبات، پیشوایانِ اہل اللہ و داعیانِ الی اللہ کے ساتھ جوڑے دیکھ رہنے سے ہمیں فرموداتِ اہل اللہ کی عبارت میں پیدا شدہ شکوک و توہمات کا ازالہ ہو رہے، اس سے متعلقہ حقیقت، اصلیت و ماہیت کا پتہ یوں چل رہا کہ یہ تنوع و تفرقہ الفاظ ان ذی مرتبت و ذی جا ہستیوں کی ترکِ دنیا کی حقیقی تعریف کے ضمن میں نہیں پایا گیا بلکہ مختلف الخیال سائلین کے مختلف النوع استفسار، استمزاج نیز پیدا شدہ شکوک و شبہات کو رفع دفع کر رہے، انھیں بالکلیہ مطمئن کرنے کی خاطر ان کی عقل و فہم و ادراک نیز دینی سمجھ کے مدِ نظر انواع و اقسام کے موزوں و مناسب جوابات دیئے گئے، یا یوں بھی کہ یہ سپہ سالارانِ خدائی فوج اپنے اپنے متبعین کو ان کے نوعیت نیز حال وقال کی رعایت کو ملحوظ رکھے، یہ ہدایتں کیں جن کو مولفین نے، جانے کیوں یا کن حالات کے تحت ملفوظات کے سلسلہ میں بغیر کسی صراحت کے لکھدیا ہے، جس کی بنا آج ہم کو یہ خدشہ کہ (معاذ اللہ) تمام موحدین ترکِ دنیا کو فرض نیز اس کے منکر کو صاف صاف اس جرم سے متعلق فتویٰ دے رہنے کے بارے میں یکساں خطوط پر متحد الخیال نہ تھے، گویا یوں

کہ سب کے سب نے ترکِ دنیا سے متعلق مولانا علیہ الرحمۃ کا راست ایک ہی مصرعہ "اہلِ دنیا کافرانِ مطلق اند" کیوں نہیں کہہ دیا۔

میرے بزرگو! جاننا چاہیئے کہ یہ تمام کے تمام جلیل القدر، کبیر الشان ہستیاں جوفی الحقیقت انبیاء علیہ السلام کے قائم مقام اور سید المرسلین محبوبِ رب العالمینؐ کے علومِ باطنی سے بہرہ مند تھے۔ باکمال، استقلال نہایت جانکاہی و جانفشانی سے ہر دور میں اپنے فرائضِ منصبی کوادا کرنے میں ہمہ تن کافی وشافی طور وطریق پر مشغول ومصروف تھے اور انھوں نے خلائق کو اس خوش عنوان طور وطریق سے حقائق وحدانیت کے مالہٗ وماعلیہ کی حقیقی روپ نیز سچ دھج میں تبلیغ فرمائی اور تاریخ بھی شاہد ہے کہ یہی کبرائے دین و عظمائے اہلِ یقین نے اپنے اپنے عہد میں دین کے حامی، حامد ومددگار اور رشد وہدایت کے علمبردار رہے نہ صرف گم گشتہ راہ کو قعرِ ضلالت سے نکالا بلکہ خواص کو بھی اپنے کلماتِ قدسیہ اور شمایلِ مرضیہ اور برکات سے فائز المرام فرمایا اور پھر تو ان کے بارے میں احکامِ کتاب وسنت کی وضاحت میں تنوعِ مضامین کا خدشہ، شک وشبہ، روا و جائز کس طرح ہوسکتا ہے۔؟

طالبِ شفاعت، شمعِ محمدیؐ کے پروانو سنو! خلافتِ الٰہیہ کے ساتھ خاتمِ نبوت ورسالت ہونا حضرت رسول اکرام ﷺ کی عظمت وشان نیز خدا داد خصوصیتِ خاص ہے اور دریں حال احکامِ شریعت نیز طریقت یوں کہ نماز، روزہ، توحید، زکوۃ اور حج، ظاہری ارکانِ عملی دینی گویا اصولِ فرائض علی بجہتِ شریعت ہیں اور ترکِ دنیا، طلبِ دیدارِ خدا، ذکر علی الدوام، عزلت از خلق، اور توکل وہجرت، باطنی ارکانِ دین گویا اصولِ فرائضِ ولایت علی باطنی بجہتِ طریقت بدورِ نبوت صلعم ہیں جن پر بحکمِ حضور کریم ﷺ اتباعاً جمیع صحابہ کرام رضوانہم نیز اہل اللہ، اولیاء اللہ، داعیانِ الی اللہ، رہبرانِ راہِ وادیٔ سلوک، ودیدِ حق، وحکماء حاذقِ روحانی، نیز محققینِ اربابِ طریقت کا اپنے اپنے ناقابلِ فراموش زرین دور میں عمل

درآمد رہا ہے، چنانچہ ان ہی روحانی سلاسل (گویا اصولِ فرائضِ ولایت عملِ باطنی بحثِ طریقت کے منجملہ ایک عظیم ترین رکن "ترکِ دنیا" سے متعلق احکامِ کتاب و سنت نیز فرمودات ارشادات و ترغیباتِ اولیاء و اتقیاء آپ اس مقالہ میں مطالعہ فرمایئے۔ اس قطعی تصفیہ و نتیجۂ آخری پر اتر آچکے ہوں گے کہ "ترکِ دنیا" بضمن طلب، دیدارِ الٰہی ہر مرد و زن پر فرض ہے۔

بعثت و تعلیماتِ حضرت سید محمد مہدی جونپوریؑ پر ایک سرسری نظر

دنیا والے تو اس امر سے کچھ ناواقف تو نہیں ہیں کہ عہدِ رسالت و صحابہؓ میں ہر کلمہ گو اسلام کا چلتا پھرتا نمونہ اور جیتی جاگتی تصویر تھا، جیسے جیسے عہدِ نبوتؐ سے بُعد ہوتا گیا، نیز علمگیر فتوحاتِ اسلامی کے ساتھ ساتھ افراطِ زر نے بھی جب چہرے سے نقاب اٹھایا تو مسلمانوں نے اپنی تمام تر توجہ و رجحان کو جہاد بالنفس سے ہٹائے جہاد بالکفار پر مرکوز کردی، اور نتیجاً خلائق دو گروہوں میں بٹ رہی، پھر تو کیا تھا کہ کچھ یا اکثر و بیشتر مسلمان زالِ دنیا کشیدہ خالے چند کے چیلے و بندۂ بے دام بنے، کتاب و سنت کو بھولے بسرے دین احکام سے معترض و منحرف رہے، علمائے ظاہر کے یار و مددگار نیز حامی ہو رہے، اور کچھ کسی قدر حقیقت پسند گویا کتاب و سنت سے لگاؤ رکھنے والے "وقت آپہنچا ہے ایمان کے چھن جانے کا، منھ چھپالیں کہیں دیں دار تو دانائی ہے" کی دینی سمجھ بوجھ میں علمائے باطن کے سایۂ عاطفت ہی کو ثوابِ دارین سمجھے، دنیا کو لات مارے، عزلت گزیں و خلوت نشیں ہو رہے۔

چنانچہ ایسے میں اہلِ غلو، فضلا، مشائخین نیز قاضی القضات آندم کا کیا کہنا وہ تو "شاہ مست و شحنہ مست و شیخ مست و میر مست" والی لادین، لاشعوری میں حق پرستی کے بجائے طالبِ دنیا، و علائقِ دنیا، نیز ناحق پرستی میں نچنت و

بے فکر زندگی کے دن گذار رہے تھے ، اس طرح اس دور کی بے دینی ، بدحواسی ، نیز ہیجان و انتشار کے عالم میں رحمتِ باری تعالیٰ کو جوش آیا اور اس نے اپنے فضلِ عظیم و عنایتِ خاص سے اپنی سرزمین سے ایک بندۂ خاص کو منتخب کرکے ، قربِ خاص عطا فرمایا، کتاب و سنت کو از سرِ نو سمجھایا، فراموش کنندگانِ شریعت و طریقت کو از سرِ نو صراط المستقیم پر لانے کی خاطر حضرت سید محمد مہدیؑ جونپوری کو شہر جونپور سے پیدا کیا، تا وہ از کارِ رفتہ و نگفتہ بہ نیز بگڑے ہوے حالاتِ زمانہ کا جائزہ لیئے ، کلامِ حقانی کے حقائق و معانی سے آگاہ فرماکر تزکیہ نفس و تجلی قلب کی آبیاری کے ذریعہ نسلِ انسانی کے لئے سیدھے ، سنولے و بجیلے راہیں معین و مقرو متعین فرمادیں ۔

چنانچہ اماماً نے بعثت کے ساتھ ہی منشاء و مقصدِ خدا کے تحت حسبِ ذیل قابلِ گفت و شنید اعلان ہائے بصیرت افروز فرامین :-

(1) اِنِّی عَبْدُاللہِ وَتَابِعِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ (یعنی میں اللہ کا بندہ نیز تابعِ تامِ خاتم النبیین ہوں)

(2) مَا مَذْ ہَبِ نَو نَیَا وَرْدَیْمْ (یعنی ہم کوئی جدید مذہب نہیں لائے ہیں)

(3) مَذْہَبِ مَا کِتَابُ اللہِ وَاِتّبَاعِ رَسُوْلُ اللہِ (یعنی ہمارا مذہب قرآنِ کریم نیز اتباعِ رسولؐ اللہ ہے)

(4) مَا مَذْہَبِ عَاشِقَاں آوَرْدَہْ اَیَمْ (یعنی ہم عاشقوں کا مذہب لے آئے ہیں)

(5) مَا مَذْہَبِ بَصِیرَاں آوَرْدَہْ اَیَم (یعنی ہم بیناؤں کا مذہب لے آئے ہیں)

(6) تَصْدِیقِ بَنْدَہْ بِیْنَائِیِ خَدَا (یعنی بندہ کی تصدیق گویا حصولِ بینائی خدا)

(7) اَزْتَصْدِیْقِ بَنْدَہ نَامَرْدْ، مَرْدْ شَوَدْ (یعنی بندہ کی تصدیق و تربیت سے دین کا نامرد، مردانِ خدا سے ہو رہتا ہے۔

(8) بَنْدَہ قَدَمْ بِقَدَمْ رَسُوْلْ اَسْتْ (یعنی بندہ رسولِؐ خدا کے قدم بقدم ہے)

(9) اَگَرْ کِسے خَوَاہَدْ کہ صِدْقِ مَارَا مَعْلُوْمْ کُنَدْ، بَایَدْ کہ اَزْ کِتَابِ خُدَا وَاِتِّبَاعِ سُنَّتِ رَسُوْلِ اللہ اَحْوَالِ مَا رَا جُسْتَجُوْ کُنَدْ وَفَہْمَدْ (یعنی اگر کوئی ہماری دعوت کلمۃ الحق کی صداقت کو جاننا چاہتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ ہماری تعلیمات کو قرآنِ حکیم نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں پرکھے اور سمجھے)

سے عشق و طلب و محبتِ الٰہی کے حصول کے ذرائع بتلاتے ہوئے "قیمتِ خود ہر دو عالم گفتی، نرخ بالاکن کہ ارزانی ہنوز" والے ہمت افروز حوصلہ افزوں انوکھے طرائق و سج دھج سے " اَدْعُوْاِلَی اللہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ " کے تحت بینائیِ خدا کی تعلیمِ احسان سے متعلق چونکائے جگائے یوں ہدایت فرمایا کہ " حقیقت میں مومن وہی ہے جو بینا ہو، یعنے جس کو بچشمِ سر، یا بچشمِ دل، یا بخواب کے منجملہ کسی ایک طور و طریق پر بینائیِ حق نصیب ہو رہے، اس خصوص میں مزید یوں رہنمائی فرمائی کہ اگر کسی کو متذکرۃ الصدر طور طریق پر بینائیِ حق نصین نہ ہو، البتہ وہ طلبِ صادق، عشق و محبتِ الٰہی حقیقی رکھتا ہو تو ایسے مومن پر بھی آپ نے ایمان کا حکم فرمایا۔

---

(1) ایک دن کسی ملا نے میراں علیہ السلام سے کہا کہ جمیع علماء دنیا میں اللہ تعالےٰ کے دیدار سے متعلق متحد الخیال گویا قائل نہیں ہیں، پھر حضرت کس طرح فرماتے ہیں کہ دنیا میں رویتِ باری تعالےٰ جائز ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ سب کے سب دیدارِ خدا کے منکر نہیں، بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے، حضرت نے بعثت کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ "ان دنوں دینِ اسلام اگر کہیں باقی ہے تو صرف مجذوبوں کے سینوں میں، میں کہتا ہوں کہ اسلامی فرقوں میں اس مسئلہ پر اختلاف پایا جاتا ہے۔ معتزلہ تو کہتے ہیں کہ دید حق دنیا میں جائز

ہے نہ آخرت میں ، اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک دیدارِ باری تعالیٰ کو محال کہنا کفر ہے، فتاویٰ عالمگیریہ میں مرقوم ہے کہ "جو دیدار کے محال ہونے کا قائل ہے وہ کافر ہے" ۔

معلوم باد کہ اہلِ سنت کے دو بڑے گروہ متکلمین و متقدمین ، بضمن دیدارِ خدا، نفسِ دیدار کے قائل ہو رہنے کے باوجود دیدار دنیاوی نیز دیدار اخروی کے بارے میں متحد الخیال نہ رہے ، مختلف القول ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ اس خصوص میں ناظرین و شائقین ہمارا مقالہ مشاہدہ جو زیر طبع ہے ملاحظہ فرمائیں ۔ ارشادِ باری تعالیٰ کہ "پس جو شخص اپنے پروردگار کے دیدار کا آرزومند ہے پس اس کو عملِ صالح کرنا چاہیئے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے ۔ (الکھف ع 12) آیت صدر کے ذیل میں حضرت امام فخرالدین رازی نے لکھا ہے کہ ہمارے ساتھیوں نے لقاءِ رب کو رویتِ پر محمول کیا ہے ۔ (تفسیرِ کبیر)

(2) ارشادِ باری تعالیٰ "جو لوگ ہمارے دیدار کی آرزو نہیں رکھتے اور "حیات الدنیا" سے راضی ہوگئے اور اس پر مطمئن ہوگئے اور وہ لوگ جو ہماری نشانیوں سے غافل ہیں ایسے لوگوں کا ٹھکانہ ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے ۔" (یونس) لہٰذا تحتِ احکامِ الٰہی حیات الدنیا سے راضی ہو رہنے نیز دیدِ حق کی آرزو نہ رکھنے کی سزا دوزخ کے تعین کئے جانے پر ثابت ہوا کہ ترکِ دنیا نیز طلبِ دیدارِ خدا فرض ہے ۔ حضرت ابن عباسؓ کا مذہب کہ رسول کریم ﷺ نے رب کو اپنے دل نیز آنکھوں سے دیکھا ہے، حضرت زعلب یمانیؒ نے حضرت امیر المومنینؓ سے دریافت کیا، کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے، امیرالمومنین؟ آپ نے فرمایا کیا میں اس کی عبادت کرتا جسے میں نے نہیں دیکھا؟ (نہج البلاغت) حضرت جامیؒ فرماتے ہیں ۔(فصوص الحکم) " دید محمد نہ بچشم دیگر بلکہ ہمیں چشمِ سر و چشمِ سر" حضرت مہدیٔ سے منقول ہے کہ " **مارا برائے دیدنِ یار آفریدہ اند، ورنہ وجود ما بچہ کار آفریدہ اند** " حضرت شیخ عبداللہ بلیانی قدس سرہٗ العزیز، آپ سردار صاحبِ کرامات و موحد تھے ، فرماتے تھے کہ میں ایک آہ میں منصور جیسے ہزاروں بزرگ پیدا کر سکتا ہوں ۔ آپ کے اشعار سے فی الوقت ہم صرف ایک رباعی لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں ،" **ناحق بدو چشم سر نہ بینم ہر دم ** از پائے طلب من نہ نشینم ہر دم "" گوئند خدا بچشم سر نتواں دید، آں ایشا نند و من چنینم ہر دم** " ۔(طبقاتِ شیخ عبدالرحمٰن سلمیؒ) پس معلوم ہوا کہ حسنِ حال دیدارِ الٰہی کا وقوع خواب نیز آخرت میں جائز ہے تو جس شخص کو خدا چاہے بیداری اور دنیاوی زندگانی میں بھی اس کے لئے دیدِ حق ہو رہنا جائز ہے ۔ (فتوحاتِ مکیہ) حضرت بایزیدؒ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح آنکھوں سے درونِ حجاب ہے قلوب سے بھی

حجاب ہی میں ہے پس اگر وہ اپنی تجلی ڈالے تو پھر آنکھ اور دل دونوں ایک ہیں (عرائس البیان) حضرت شیخ ابو عثمان خیری قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں جو خدا کو دوست رکھتا ہے وہ خدا کے دیدار اور اس سے ملاقات کی آرزو رکھتا ہے (سفینۃ الاولیاء)

شیخ محمد بن جعفر مکی سرہندیؒ:- نے فرمایا اسے محبوب شیخ ابن عربیؒ نے اپنی کتاب فصوص الحکم میں لکھا ہے کہ منصور حلاجؒ کو جب تجلی الٰہی ہوئی تو وہ مقام فروانیت ہی میں تھا لیکن میں فقیر سید محمد کہتا ہوں کہ اگر منصور حلاجؒ کو تجلی ذاتِ الٰہی ہوئی ہوتی تو وہ ہرگز انا الحق نہ کہتا، اور میں سبحان ہوں کہ نغمہ نہ الاپتا، کیوں کہ تجلی ذاتِ الٰہی میں ایک قسم کی محویت ذاتِ الٰہی میں حاصل ہوجاتی ہے اور جو شخص کہ مشاہدہ قدرت میں خود مستغرق ہو، اسے کیا معلوم کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں، اور وہ اس حالت میں کبھی بھی انا الحق و سبحانی نہیں کہہ سکتا۔ واقعہ یہ کہ جب عرفانِ الٰہی حاصل ہوجاتا ہے، اس کی زبان تجلی ذاتِ الٰہی میں گنگ ہوجاتی ہے البتہ تجلی صفات کی حالت میں زبان کھل جاتی ہے اور اس حالت میں اس کے افعال و آثار کی باتیں زبان پر آجاتی ہیں (اے محبوب جس وقت تجلی صفاتِ الٰہی میں فقیر کو استغراق حاصل ہو تو لازمی ہے کہ اپنی جمالیاتی صفات اللہ کے صفات سمجھے یعنی صفاتِ الٰہی میں فقیر مستغرق ہوکر اس کے جمالیاتی صفات کا ایک نور بن جائے اور واجب الوجود کی اس صفت واجب الوجود فقیر کو اس مرتبہ پر پہنچا کر کلام کرتی ہے اور وہی صفت خود ہی انا الحق و سبحانی کہتی ہے جس کا ثبوت حدیث شریف میں ہے " اِنَّ اللّٰہَ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرؓ " یعنی حضرت عمرؓ کی زبان میں اللہ تعالےٰ خود کہہ رہا ہے۔ افسوس شیخ ابنِ عربیؒ زندہ نہیں ورنہ جو کچھ کہنا تھا کہتا اور یقین ہے کہ وہ مانتے (اخبار الاخیار) حضرت شیخ ابوالحسن نوریؒ:- نے فرمایا "لم یعرف اللہ تعالےٰ فی الدنیا لم یعرفہٗ فی الاٰخرہٗ" جس نے خدا کو دنیا میں نہیں پہچانا، وہ آخرت میں بھی اس کو نہ پہچان سکے گا۔ مشائخ نے فرمایا کہ ابوالحسن نوریؒ کے عہد میں کوئی بزرگ آپ جیسا نیک طریقت اور عالی سخن نہ تھا۔ شیخ الاسلام نے فرمایا، خراسان کا ایک جوان ابراہیم قصارؒ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں تو نوریؒ کو دیکھنا چاہتا ہوں فرمایا چند سال پہلے وہ ہمارے پاس تھے، کسی وجہ سے اب باہر نہیں آئے، ایک سال آپ شہر کے گرد گشت کرتے تھے البتہ کسی سے ملتے جلتے نہ تھے، ایک سال ویرانہ میں سکونت اختیار کرلی کبھی باہر نہیں آئے بجز نماز کے لئے، ایک سال خاموش رہے کسی سے بات نہیں کی، اس جوان نے کہا کہ بہرحال میں ان سے ضرور ملاقات کروں گا۔ حضرت ابراہیم قصارؒ نے حضرت نوریؒ کا پتہ بتلایا، وہ جب شیخؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا کہ کس کی صحبت میں رہے کہا کہ امیر حمزہ خراسانیؒ کی صحبت میں، شیخؒ نے کہا وہ مردِ خدا جو قربِ الٰہی

کی نشاندہی کرتا ہے اور رہنمائی بھی کرتا ہے ، عرض کیا جی ہاں وہی ، فرمایا وہاں جاؤتو مرا سلام عرض کرنا کہ ہم یہاں ہیں ، بعد کا قرب بھی بعد ہے ۔ یعنی اس قرب کے باوجود بھی ہم بعید ہیں یا ہم دور ہیں ۔ شیخ ابنِ عربیؒ فرماتے ہیں قرب نہیں کہتے، جب تک کہ مسافت نہ ہو، اور جب مسافت ہو دوگنی تو بعد کا قرب ہوتا ہے ۔ سید الطٰفہ نے فرمایا کسی نے صدق کی حقیقت کی بات نہیں کی، یہاں تک کہ نوریؒ کا وصال ہوگیا جو اپنے زمانہ کا صدیق تھا (سفینۃ الاولیاء) حضرت نصیرالدین محمود چراغ دہلیؒ سے ایک عالم نے پوچھا کہ رویت اللہ تعالےٰ کی اس دنیا میں جائز ہے کہ نہیں ، حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ مترموسیٰ علیہ و علی نبینا الصلوۃ والسلام پیغمبر اولوالعزم اور اعلم الناس بصفات اللہ تعالےٰ تھے اگر رویتِ حق تعالےٰ کی دارِ فانی میں جائز نہ ہوتی تو اس کو نہ چاہتے. ایک عالم نے سوال کیا کہ رویتِ الٰہی خواب میں بھی درست ہے کہ نہیں، فرمایا کہ ایک کتاب میں عدم جواز لکھا ہے اور یہ دلیل لایا ہے کہ انسان جو خواب میں دیکھتا ہے وہ مثل سے ہوا کرتی ہے ، ذات اس شئے کی نہیں دیکھتی اور حق تعالےٰ مثل و شبہ سے منزہ ہے اور پاک ہے پھر فرمایا کہ اکثر علماء نے اس کتاب پر اعتراض کیا ہے اور اس کے خلاف قول مولانا حافظ الدینؒ کا لائے ہیں جو انھوں نے شرح عقیدہ میں لکھا ہے " رویۃ اللہ تعالیٰ جائزفی لمنام" پھر شاہ شجاع کرمانی کی حکایت بیان فرمائی کہ یہ چالیس سال راتوں میں نہ سوئے ، عبادت میں جاگتے رہتے ، اس کے بعد ایک شب آنکھ لگی تو حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا پھر اس شوق میں جہاں ہوتے تو کیا روز و شب سو رہتے کہ شاید دولت پھر نصیب ہو، ناگاہ غیب سے ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ اے شجاع وہ دولت جو تجھے خواب میں عنایت ہوئی تھی وہ نتیجہ ان بیداریوں کا تھا جو تونے ہمارے شوق میں برداشت کی تھیں ، ایک اور ملا جو حاضر تھا بولا کسی بزرگ کا قول ہے ، " رایت ربی فی احسن صورۃ" دوسری توجیہ یہ ہے کہ " رایت ربی ای سیدی جبریل علیہ السلام" (خیرالمجالس)

میرے پیارے بزرگو! دوستو، عزیزو بھائیو اور بہنو! ہم حضرت سید محمد جونپوریؒ کی بعثت کا خاص الخاص شاہکار گویا تعلیمِ احسان سے متعلق چھیڑ رہنے کے بعد مسئلہ زیر بحث کو تشنہ نہ رکھنے کی خاطر کچھ کسی قدر احکامِ کتاب و سنت نیز فرامین و فرموداتِ داعیانِ الی اللہ کو آپ کے آگے رکھے، یہ واضح کر رہنے کی کوشش کی کہ محققینِ صوفیہ کرام کے علاوہ متکلمینِ اہلِ سنت نیز مہدوی جن کے دلوں میں حب، طلب، عشق و محبتِ حق نیز خاتم النبینؐ کی حقیقی عظمت ، عزت ، شان و شوکت کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور بفضلِ خدا وبضایت الٰہی اس طرح کی صداقت و حقانیت کے ایمان و ایقان میں پھولی پھلی دینی سمجھ کے مالک و قابض ہوتے ہوئے ، دنیا نیز بیداری کے عالم میں چشمِ سرو

چشمِ دل وبخواب دیدارِالٰہی کے قائل ہیں ، واقعہ قصہ طلب ہے پھر کہیں گے ہم صفیؔ کے مصداق عرض ایں کہ ہم نے یہاں حضرت سید محمد مہدیٔ موعود جونپوریؑ کی تعلیمِ احسان نیز اس سے متعلق افہام وتفہیم کو طوالت کے ڈر سے سمے سنبھلے بالکل چھیڑا ہی نہیں ۔ اس خصوص میں مقالہ مشاہدہ میں تفصیل سے لکھا ہے ملاحظہ فرماویں ع1

اصلِ شہود ع1 وشاہد ومشہودایک ہے *** حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں

ع1 شہود سے مراد حضوری ہے دل کی جس کی حضوری ہو وہی اس کا مشاہد ہے ۔ اگر حضوریِ حق سے نصیب ہوتو حق تعالیٰ اس کا شاہد ہے اور اگر حضوری خلق ہوتو خلق کا شاہد ہے ۔

مخفی مبادکہ حضرت کی بعثت نیزوالہانہ زندگی کا اصلی شاہکار احیاء توحید وتعلیمِ احسان ہے ۔ ایک دفعہ کسی نے آپ سے توکل کی تعریف دریافت کی ، اس پر آپ نے فرمایاکہ **" توکل که برنان است،آں توکل نیست که نان را خدا تعالیٰ ،وعده کرده است ' ومامن دابة فی الارض الا علی الله رزقها " ایں وعده‌ٔ خدا است ، اگربه وعده‌ٔ خدا ایمان داری مومن ہستی و گرنه کافرہستی که اگر کافر ترا وعده کند که امروز ترا مهمان خواہم داشت بروعده‌ٔ او تمام روز باشی و ہیچ نخوری پس وعده‌ٔ خداتعالےٰ ہست که صادق الوعده ہست ، توکل آں است که برذاتِ خداتعالےٰ توکل کنی و شب وروز دریں طلب باشی که کدام وقت خداتعالےٰ را یابم "** یعنی (کسی سائل سے توکل کے متعلق استفسار کے دوران گمان غالب ہے کہ اس نے صفتِ توکل کے استفسار کے دوران اس سے کچھ کسی قدر عمل رخصت کی ایں وآں چناں وچنیں کے شائبہ کو محسوس فرمائے " بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش ، من اندازِ قدرت را می شناسم " والے اندازِ فکر میں ارشاد ہوتا ہے کہ عین احاطہ وادیٔ طریقت ، مردانِ خداگویا خواص کے نزدیک) روٹی کے لئے جوتوکل کیا جائے وہ توکل نہیں کہلاتا ،کیوں کہ روٹی کے

متعلق خدا تعالےٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ " نہیں ہے کوئی جاندار زمین میں مگر اللہ پر ہے رزق اس کا" یہ وعدہ اللہ کا ہے اگر تو اس وعدہ پر ایمان رکھتا ہے تو تو مومن ہے ورنہ کافر کیونکہ اگر کوئی کافر تجھ سے وعدہ کرے کہ آج تجھ کو مہان رکھوں گا تو تو اس کے وعدہ پر تمام روز کچھ نہ کھائے رہتا ہے ۔ پس وعدہ خدا تعالےٰ کا ہے جو صادق الوعدہ ہے ، توکل تو وہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی ذات کے پارہنے (یعنی دیدِ حق) کا خدا پر بھروسہ کرے اور رات دن (ذکر و فکر و توجہ سے) اِسی طلب میں رہے کہ دیدارِ خدا کب نصیب ہوگا ۔" تعلیماتِ حضرت مہدی علیہ السلام کے تحت گروہ مہدویہ کا نفس عقیدہ طلبِ دیدارِ الٰہی ہے جس کا حصول طلبِ عشق و محبتِ الٰہی نیز مداومت ذکر علی الدوام و توجہ پر ہے، حضرت نے اس مجوزہ مقررہ و نشاندہی کردہ وادی کے سفر سیر و سلوک کو آسان سے آسان تر کر رہے ، بلاکم و کاست بزود و بعجلتِ ممکنہ طالبین کو منزلِ مقصود پر پہونچا رہنے کی خاطر تمام کے تمام اصولِ فرائضِ دین علی بجت طریقت بدورِ نبوت صلعم کے اقرار باللسان کا حکم فرمایا، اور یہ اصولِ مہدویہ میں فرائضِ ولایت سے موسوم ہیں اور ان ارکانِ دین کے منجملہ عظیم ترین رکن " ترکِ دنیا" ہے اور اس رکنِ عظیم کے فرض ہو رہنے سے متعلقہ احکام کتاب و سنت کو مقالہ ہذا میں آپ مطالعہ فرما چکے ہیں ۔

مخفی مبادکہ فرائضِ ولایت کے اس عظیم ترین رکن (ترکِ دنیا) کے مابقی متعلقات گویا عزلت از خلق، ذکر دوام ، توکلِ تام بذاتِ حق ، ہجرت ، نیز صحبتِ صادقین) سب کے سب لوازم ہیں جنکے بغیر اقرار باللسان ترکِ دنیا (بضمن طلبِ دیدِ حق) باقی نہیں رہتا اور اگر صاف کہو تو باطل قرار پاتا ہے ۔ اور اگر حق پوچھو تو عام فہم زبان میں یوں کہ (1) ہر مومن مرد و زن پر طلبِ دیدارِ خدا فرض ہے اور جانئے کہ اس فرض کی تکمیل کی خاطر آپ نے تحتِ احکام و سنتِ رسول کریمؐ کے نشان زدہ اصولِ فرائضِ ولایت علی باطنی بہ جہت طریقت بدورِ نبوتؐ کی اتباع میں فرائض کو دل و جان سے اپنائے ۔ مکرر و مزید ان کی فرضیت سے متعلق اقرر باللسان کئے" عشق کی مکتب میں میری آج بسم اللہ ہے" کے

مصداق ہورہے، طالبِ صادق کی تعریف میں آرہے، بساطِ تارکین پر بیٹھے ترکِ دنیا سے متعلقہ اور دیگر فرائض کی رشد و ہدایتی نیز صحبتی و سندی تعلیمات، مرشدِ کامل سے حاصل کرنے کے بعد کامل حفاظت کئے سیر و سلوک کی تفریدی و تجریدی گھڑیاں کاٹ رہے تھے، ایسے میں اگر تارک کو دنیا نیز حب و جاہ دنیا و علائقِ دنیا) کا شائبہ دل و دماغ میں آرہنے پر فرائضِ ولایت کے عظیم ترین رکن کا اقرار فسق اور تارک الدنیا طریقت کا مرتد ہو رہتا ہے۔ جانئے کہ ترکِ دنیا کے اقرار کے بعد علائقِ دنیا کا ترک بھی لازم و ملزوم ہے اور تارک کی علائقِ دنیا سے چھیڑ چھاڑ کا شائبہ بھی اس کو طریقت کے مرتد کی تعریف میں لا پٹکتا ہے۔ انشاؔ کہتے ہیں:-

قدم رکھنا سنبھل کر میکدے میں حضرتِ واعظ * یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں**

ممکن ہے کہ آپ نے اس خصوص میں احکامِ کتاب و سنت نیز دنیا سے گریز، اجتناب، احتراز و تنفر برتنے والی خدائی روحانی چھپی ہوئی افواج کے اعلیٰ عہدہ دار، گویا مقدم التلجند سے اپنے اپنے زرین دور میں ترکِ دنیا و ترکِ علائقِ دنیا کے بارے میں جاری کردہ تفصیلی، توضیحی نیز تشریحی نیم سرکاریوں کا مقالہ ہذا میں بغور و فکر مطالعہ فرمالیا ہوگا۔

میرے لائق و فائق، لایق عزواحترام، دانا، عاقل، ذکی و خرد مند بزرگو، بھائیو بہنو، دوستو اور عزیزو! ہم نے اپنی بساط کے موافق امکانی جدوجہد وزبہرجہت "ترکِ دنیا" کے فرض ہونے سے متعلق احکامِ کتاب و سنت نیز ان کا نچوڑ گویا آیاتِ قرآن آسا فرامین و ارشادات و ترغیبات و فرمودات واجب الاذعان اولیائے اللہ، اہل اللہ، داعیانِ الی اللہ، پیشوایانِ اہلِ طریقت و معرفت، اطباء حاذقِ روحانی و رہبرانِ راہِ وادیِ سلوک و مسلوک و دید حق کو "**سپردم بتومایۂ خویش را *** تو دانی حساب کم و بیش را**" والی حقیقی سمجھ بوجھ میں آپ کے آگے رکھدیا۔ اب!"

اپنا اپنا ظرف ہے اور اپنا اپنا حوصلہ *** مئے تو بے اندازہ، بے مقدار بے پیمانہ ہے

کے عین مصداق، اخذ کردن نتیجہ امر واقعی گویا، "ترکِ دنیا" تحتِ کتاب وسنت فرض ہے کا مسئلہ بالکلیہ آپ کے تفقہ فی الدین پر موقوف و منحصر ہے وہ یوں کہ آپ دریں حال " خلاف پیمبرؐ کس رہ گزید، کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید" کے عین ایمان و ایقان میں رہے، ملے وقت کو غنیمت جانیں، سونچیں بوجھیں اور سمجھیں کہ آیا "ترکِ دنیا" رہبانیت ع1، یا تادمِ آخری طلب دنیا۔

ع1 نعوذ باللہ من ھٰذا الاعتقاد

التماس

قارئین مقالہ ہذا سے بصد عجز و ادب التماس این کہ مقالہ ہذا کی لکھی گئی کاپیوں کا مسودہ طباعت سے عین کچھ دن قبل ایسے میں وصول ہوا جبکہ میں موذی امراض از قسم ذیابطس، بلڈ پریشر نیز عارضۂ قلب سے سخت فریش تھا، جانکاہ و جانگداز شکر و بلڈ پریشر میں روز افزوں زیادتی کے باعث ڈاکٹر نے مجھے لکھنے پڑھنے سے بالکل منع کردیا تھا لیکن بہر خوبی قسمت اس آلودۂ عصیاں اور منہمکِ دنیائے دوں کو اس امر کا اندازہ تھا کہ تسکینِ قلب، طمانیتِ خاطر نیز مطلوبہ سکون و آرام کے لئے اگر کوئی بہترین مجرب و آزمودہ نسخہ ہے تو وہ حضراتِ صوفیہ کے حقائق و معارف و دقایق و لطایف اور ان کے عجیب تر عادات و واقعات کا مطالعہ ہے کہ اس حکیمِ مطلق نے اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ و التسلیم سے انبیاء ماسبق کے حالات، واقعات بیان کرنے کا فائدہ صاف لفظوں میں یہی فرماتا ہے کہ " اے حبیب قصص انبیاء ماسبق اس واسطے بیان کرتے ہیں کہ آپ کا قلب ان سے ثبات حاصل کرے" (بلوغ المرام) چنانچہ اس خدائے قدوس کا بصد شکر گذار ہوں کہ اس کے رحم و کرم و احسانِ عظیم و بے پایاں کے بدولت مسودوں کو اپنی حد تک مکمل و اطمینان بخش طور و طریق پر دیکھے ممکنہ صحت کردیا ہے، بنا بر حالاتِ متذکرۂ صدر مقالہ ہذا میں تحتِ احکامِ کتاب و سنت نیز فرامینِ اہل اللہ کے درمیان اور اختتام پر کبھی کبھار، گاہے ماہے یا کہیں کہیں مجھ نااہل پر از سقم کی بے ربط عبارت و پریشان تحریر جو سرتاپا عیوب و نقصان سے مملو ہے نظر آرہنے کے ماسواء کچھ کسی قدر کتابت کی فروگذاشتیں پائی جائیں تو براہِ کرم مطالعہ سے قبل اغلاط کی تصحیح فرمائے دامنِ عفو سے چھپالیں، وہ یوں کہ اس قسم

کے بیجا ناروا و ناجائز دست اندازیوں سے حضراتِ اولیائے عظام کے تقدس پر کوئی خراب اثر نہیں آسکتا۔ حکیم سقراط کا مقولہ ہے کہ " غوطہ خوار کے کم حیثیت ہونے سے موتی کی آپ وتاب اور قدر و قیمت میں فرق نہیں آتا"

غلامِ غلامانِ الفقراء

دلاور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دعاء

طلبِ مغفرت

اِلٰھِیْ قَلْبِیْ مَحْجُوْبٌ وَعَقْلِیْ مَغْلُوْبٌ وَنَفْسِیْ مَعْیُوْبٌ وَھَوَائِیْ غَالِبٌ وَطَاعَتِیْ قَلِیْلٌ وَ مَعْصِیَتِیْ کَثِیْرٌ وَلِسَانِیْ مُقِرٌّ بِالذُّنُوْبِ فَکَیْفَ حِیْلَتِیْ یَا عَلَّامَ الْغُیُوْبِ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ یَا غَفَّارَ الذُّنُوْبِ وَیَاسَتَّارَالْعُیُوْبِ یَاشَدِیْدُ الْعِقَابِ یَاغَفُوْرُیَا حَلِیْمُ اقْضِ حَاجَتِیْ بِحَقِّ الْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ ط

اردو ترجمہ :- بارِ الٰہا ! میرا قلب شرمندہ اور میری عقل شکست خوردہ ، میرا نفس عیب زدہ ، اور میری خواہش مجھ پر مسلط ، میری طاعت کم ، میری نافرمانی زیادہ ، اور میری زبان گناہوں کی معترف ہے ۔ پس اے گناہوں کی پردہ پوشی کرنے والے معبود تو ہی بتلا ایسی حالت میں میری تدبیر کیا ہو؟ اے دانائے اسرارِ پنہاں و دافعِ آلام فراواں بحق محمدؐ و اہلبیت پاک ، میرے تمام گناہوں کو بخشدے اور بحقِ قرآنِ عظیم میری جملہ آرزوں کو برلا (از امام زین العابدینؑ)

اِنْ شَآءَاللہ تَعَالیٰ آئندہ ترتیب وار یکے بعد دیگرے شایع ہونے والے

کتب کی فہرست

---

(1) مقالۂ بوستانِ تصوف — (13) مقالۂ صفتِ خلوت و عزلت

(2) مقالۂ فقرو فقیر — (14) مقالۂ صفتِ ذکرو ذاکرین

(3) مقالۂ صفتِ گرسنگی — (15) مقالۂ صفتِ توحید

(4) مقالۂ صفتِ بیداری — (16) مقالۂ صفتِ توبہ

(5) صفتِ مشاہدہ — (17) مقالۂ صفتِ مخالفتِ نفس

(6) مقالۂ ترکِ ہستی و خودی — (18) مقالۂ صفتِ معرفت — (7)

مقالۂ صفتِ توکل — (19) مقالۂ صفتِ ہمت — (8)

مقالۂ خاموشی — (20) مقالۂ صفتِ فناء وبقاء — (9) مقالۂ طیب

(21) مقالۂ تالیف القلوب (مکمل سوانح حیات (10)

مقالۂ صفتِ محبت — سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام (11)

مقالۂ صفتِ طلبِ شوق — (22) مقالۂ درپن مہدویہ

(12) مقالۂ صحبتِ صادقین — (23) مقالۂ دیوانِ کبیر داس (مترجم)

(24) مقالۂ ہجرت

مخفی مبادکہ متذکرۂ صدر (24) ضخیم مقالے میری بارہ سالہ چھان بین، کدو کاش، نیز شب وروز کی جدوجہد و عرق ریزی کا ماحاصل ہے، کاش! ان سب کے اقتباس ہی جلد از جلد منظرِ عام پر آجائیں تو میں اپنی حدتک مطمئن ہو رہوں گا کہ بساطِ طریقتِ محمدیؐ پر غیر تفقہ دین کے کارن مختلف اوقات میں بکھرے گئے خس و خاشاک و نیز خارِ مغیلاں کو پلکوں سے جھاڑے صاف کردیا اور ایسے میں ذیل کے مصرعہ کو صمیمِ قلب سے ورد کرنے کا اہل، مجاز و مستحق بھی ضرور ہوں:-

حاصلِ عمر نثارِ رہِ یارے کردم *** شادم از زندگی خویش که کارے کردم

غلامِ غلامانِ فقراء

دلاور